سلسلۂ مطبوعات بخدمت فیض درجت اعلیٰ حضرت حضور پرنور نظام عالی مقام خلد اللہ ملکہ

ویسئلونک عن ذی القرنین قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا

ہر این نامہ راز اتفاقِ صواب
شد آئینہ ہائے سکندر خطاب

مثنوی

آئینۂ سکندری

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تصحیح و تنقید جناب مولانا محمد سعید احمد صاحب فاروقی

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڈھ میں طبع ہوئی

۱۳۳۶ھ
۱۹۱۷ء
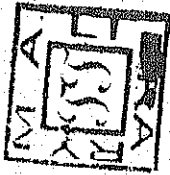
انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب اجازت

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی ہز ہائنس آصف جاہ

مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ

نواب میر سر عثمان علی خان بہادر

فتح جنگ جی سی ایس آئی، جی سی بی خلد اللہ

ملکہ و سلطانہ و ادام اقبالہ کے نام نامی و اسم

گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے۔

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
مقدمہ	

مضمون	صفحہ

متن

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

اصطلاحات متعلّق اختلافِ نُسخ

ق :- نسخۂ قلمی کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن

م :- نسخۂ مطبوعۂ قیصریہ دہلی

س :- نسخۂ مملوکۂ آنریری سکرٹری صاحب مدرسۃ العلوم علی گڑھ

(۱) مصرعۂ اوّل (۲) مصرعۂ ثانی

نوٹ :- متن کے صفحہ ۲۴ سطر ۷ میں بجائے خاتم کے خاتمے صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں بخت یاراں کی جگہ بختیاراں صفحہ ۳۱ سطر ۱۴ و مابعد بجائے نخل کے نخّل صفحہ ۱۶۵ سطر ۵ و مابعد بجائے ہیز بد کے ہیر بد اور صفحہ ۱۷۲ سطر ۱۲ میں بجائے جبہ کے جبھہ پڑھنا چاہئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدّمہ

الحمدُ للہِ ربّ العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

کلیاتِ خسرو کی ترتیب کے سلسلہ میں عالی جناب نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب نے مثنوی آئینۂ سکندری (تصحیح اور تنقید کے لئے) اس ذرّۂ بے مقدار کو عنایت فرمائی۔ بہ تعمیل ارشاد میں نے اس مثنوی کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ ایک نسخہ مطبوعہ دہلی سے جو خود غلط چھپا ہوا ہے۔ دوسرے ایک قلمی نسخہ سے جو کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد سے مستعار آیا تھا۔ تیسرا نسخہ نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب کے کتب خانہ کا تھا۔ جو نسخہ احقر کو صحت کے لئے دیا گیا تھا وہ مولانا احمد حسن صاحب شوکت کا صحیح کیا ہوا تھا۔ اس لئے اُس کی تصحیح میں کچھ زیادہ دقت نہیں اُٹھانی پڑی۔ مگر مولانا نے پہلے نسخوں سے مقابلہ کرکے ایک لفظ جو اُن کے نزدیک صحیح تھا قایم رکھا تھا دوسرے کو نظرانداز کردیا تھا۔ مگر میں نے اُس کو حاشیہ پر نسخہ کرکے لکھدیا ہے۔

اب تنقید شروع کرتا ہوں۔ مگر قبل اس کے کہ اس مثنوی پر کچھ لکھا جائے اس امر پر غور کرنا ضروری معلوم ہوا کہ خمسہ یعنی پانچ کتابوں کے ایک سٹ[1] کے تصنیف کرنے کا خیال کس جگہ سے لیا گیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ (جو ایک علمی خاندان کے شخص اور خود بھی نہایت عالم فاضل ہیں) اُنھوں نے کتب مقدسہ توریت و انجیل بلاحظہ کی ہونگی جن میں سب سے اوّل حضرت موسیٰ کی پانچ کتابیں (پیدایش، خروج، احبار، گنتی، استشناء) ہیں۔ چونکہ مُسلمان تمام انبیا و رسل کو مانتے اور اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور اُن کے طریقوں کو متبرک سمجھکر اختیار کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سنت ابراہیمی، سنت موسوی، سنت عیسوی

---

[1] مولوی ریاض حسن صاحب نے جن کو یہ تنقید معائنہ کے لیے بھیجی گئی تھی حسب ذیل ریمارک کیا ہے:۔
کسی تذکرہ یا خود حضرت نظامی کی کسی مثنوی سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ نظامی کو ابتدا ہی سے خمسہ لکھنے کا خیال تھا۔ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظامی نے ہر ایک مثنوی کسی بادشاہ کی فرمایش سے لکھی۔ یہ محض اتفاقی امر ہے کہ ان مثنویوں کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی۔ ان مثنویوں کے سٹ کو خمسہ کا لقب حضرت نظامی کے بعد دیا گیا۔ آتشکدۂ آذر میں لکھا ہے "فضلا و عرفا و شعرا این پنج کتاب را کہ امروز از خیالات شیخ درمیان است جمع نمودہ مسمیٰ بہ خمسہ نمودند" دولت شاہ اور بعض ارباب تذکرہ کا خیال ہے کہ مثنوی حکایت ویس و رامین بھی شیخ کی تصنیف ہے اگر یہ صحیح ہے تو ان کی مثنویوں کی تعداد چھ ہو جاتی ہے۔

محمد ریاض حسن دانش و خیال

اس کی نسبت خاکسار کی گزارش ہے کہ ہر مثنوی کا کسی بادشاہ کی فرمایش پر تصنیف ہونا اس کے منافی نہیں کہ یہ خیال دل میں موجود ہو۔ ممکن ہے کہ یہ منصوبہ اُن کے ذہن میں ہو اور اُس کے معلوم ہونے پر ایک ایک مثنوی موجودہ وقت اکابر کے نام سے معنون کی گئی ہو اور اس امر کو فرمایش سے تعبیر کیا گیا ہو۔ بہرحال یہ ایک قیاس ہے نہ کہ واقعہ جس کی تائید اُن اشعار سے ہوتی ہے جو درج کئے گئے۔ اور دوسرا استدلال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ سید صاحب کو دولت شاہ اور دیگر غیر محتاط تذکرہ نویسوں کے غیر محقق اقوال سے دھوکا ہوا ہے۔ مثنوی ویس و رامین مولانا نظامی گنجوی کی نہیں بلکہ نظامی عروضی سمرقندی کی ہے۔ اس لئے مولانا گنجوی کی مثنویوں کی تعداد پانچ ہی رہتی ہے۔

سعید احمد فاروقی

کو بھی تقریباً اسی نظر سے دیکھا جاتا ہی جیسا کہ سنت محمدی کو اور اُس کو اختیار کرنا اور اُس پر چلنا ایک مذہبی امر خیال کرتے ہیں اس لئے قرین قیاس ہی کہ خمسہ موسوی کو دیکھکر پانچ کتابیں (سکندر نامہ، مخزن اسرار، ہفت پیکر، شیرین خسرو، لیلیٰ مجنوں) تصنیف فرمائی ہوں۔ ان کے مضامین میں بھی کچھ کچھ مناسبت باہمی ضرور رہی۔ اور جب سکندر نامہ کے خاتمہ کو دیکھتے اور اس میں مندرجۂ ذیل اشعار پڑھتے ہیں کہ

چو دریائے ثالث نمط شوئے خاک — زثالث ثلاثہ جہاں گشتہ پاک

بہ تربیع و تثلیث گوہر فشاں — مربع نشین و مثلث نشاں

فرنگ و فلسطین و رہبان و روم — پذیرائے فرمانِ مہرش چو موم

تو یہ امر یقین کے درجہ تک ترقی کرجاتا ہی کہ مولانا کو ادیانِ سابقہ اور خصوصاً مذہب عیسوی سے ضرور سابقہ رہا ہی جس کی اصطلاحیں اُنھوں نے نظم فرمائی ہیں اور تبرّکاً و تیمناً خمسہ موسوی کے اتباع میں یہ پانچوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان پانچوں کتابوں نے شہرت عام اور بقائے دوام کا تمغہ حاصل کیا۔ قوم نے اُن کو نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بادشاہوں، امیروں، عالموں نے ہر زمانہ میں حد سے زیادہ پسند کیا۔ اور فارسی شعرا کے خیال میں تو آسمان سخن میں آفتاب ہوکر چمکیں اور تمام شعرا ہمعصر اور مابعد نے فارسی سخن طرازی کا منتہاء کمال سمجھکر اُن پر کتابیں لکھنی شروع کیں جس طرح شعراء عرب میں جس کو دعوائے سخن ہوتا تھا وہ اپنے قصائد درِ کعبہ پر آویزاں کرتا تھا، اسی طرح شعراء مابعد فارسی میں سے جس جس کو اپنی سخن طرازی کا دعویٰ ہوتا

تھا وہ خمسہ نظامی کے مقابلہ پر کتابیں لکھتا تھا بعض نے پورے خمسے لکھے اور بعضے ایک ایک دو دو کتابیں لکھکر رہ گئے۔ منجملہ اُن کے حضرت امیر خسرو اور مولانا عبد الرحمن جامی رحمہما کے خمسے مشہور ہیں۔ امیر خسرو کی کتابیں اس وجہ سے کہ وہ اہل زبان نہیں ہیں بلکہ ہندی نژاد ہیں اور پھر بھی اہل زبان کے بہترین شعرا کی صف میں نظر آتے ہیں نہایت قابل قدر ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ السنۂ جدیدہ کے باوجود ہزاروں اسکولوں، سیکڑوں کالجوں، متعدد یونیورسٹیوں اور لاکھوں پڑھنے والوں کے ایسے لوگ کس قدر پیدا ہوئے جو اہل زبان کے نزدیک وہی رتبہ رکھتے ہوں جو امیر خسرو کا ایران میں مانا جاتا ہی تو امیر خسرو کا رتبہ ہماری نظروں میں اور بھی بلند ہو جاتا ہی۔ اہل ہند نے طوطی ہند کا خطاب اُن کی شیریں کلامی پر اُن کو دیا اور وہ اُن کو طوطی ہند کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ عرفی لکھتے ہیں ؎

بروحِ خسرو ازیں پارسی شکر دادم

کہ کامِ طوطیِ ہندوستاں شود شیریں

اسی طرح شعرائے اہل زبان نے بھی اس کو قبول کیا ہی اور سب ان کو اعلیٰ درجہ کا شاعر مانتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہی کہ سلطان شہید نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سے ہندوستان کے تشریف لانے کی خواہش کی تو سعدی نے تحریر فرمایا کہ خسرو غنیمت ہے اس کی تربیت کی جائے۔

امیر کے خمسہ کی نسبت تقریباً اس پر اتفاق ہی سا ہی کہ جتنے خمسہ نظامی کے جواب

میں لکھے گئے سب سے بہتر ہے۔ مگر دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ امیر بایسنغر امیر خسرو کے خمسہ کو نظامی کے خمسہ پر ترجیح دیتے تھے مگر خاقان مغفور الغ بیگ نظامی کے معتقد تھے اور وہ اس ترجیح کو قبول نہیں کرتے تھے۔ بارہا ان دونوں بادشاہوں میں اس بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ اُس زمانہ کے اہلِ علم و فضل ترجیح کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ اُس کی عبارت بجنسہ درج کی جاتی ہے "امیرزادہ بایسنغر خمسۂ امیر خسرو را بر خمسہ نظامی تفضیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ انار اللہ برہانہٗ قبول نہ کردے و معتقد نظامی بودے و درمیان این بادشاہ بکرات آں تعصب رو دادہ و خاطر جوہریانِ بازارِ فضلِ ایں روزگار کہ عمر شان بخلود ابد پیوستہ باد راہ ترجیح نمودندے۔" گویا ان بزرگوں کے نزدیک امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا خمسہ نظامی کے خمسہ سے فایق تھا جو ہر ہندی نژاد کے لئے باعث افتخار ہے۔

مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں خمسہ نظامی کی ترجیح کے قایل ہیں۔ بہرحال اس میں شبہ نہیں ہے کہ خمسہ نظامی پر جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اُن میں سب سے بہتر خسرو کی پنج گنج ہے۔ یہ فخر ہندوستان کے لئے کچھ کم نہیں ہے کہ اُس کا ایک سپوت فرزند ایک غیر زبان کی شاعری میں اُس زبان کے بہترین شعرا کے ہم پلّہ خیال کیا جاتا اور اُن معدودے چند اساتذہ میں شمار ہوتا ہے جن کی تعداد ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔

اس خمسہ کی ایک کتاب آئینہ سکندری بھی ہے جو ترتیب تصنیف کے اعتبار سے چوتھی کتاب ہے جیسا کہ خود اسی کتاب کے سبب تالیف میں اُنھوں نے لکھا ہے ؎

چو در باز کردم نخست از قلم | ز مطلع بر انوار دادم علم
وزاں انگبیں شربت انگیختم | بہ شیریں و خسرو فرو ریختم
وزاں جا فرس پیشتر تاختم | بہ مجنوں و لیلیٰ سر افراختم
کنوں بر سریر سخن پروری | کنم جلوۂ ملکِ اسکندری

اس کتاب میں خسرو کے قول کے موافق جیسا کہ وہ اخیر کتاب میں لکھتے ہیں چار ہزار چار سو پچاس شعر ہیں ؎

گر آری ہمہ بیتش اندر عدد
چہار الف و پنجہ شد و چار صد ۴۴۵۰

مگر موجودہ کتاب میں ۴۴۱۱ شعر ہیں جس میں ۳۹ کی کمی ہے۔ ضرور ہے کہ کاتبوں کی غفلت سے اس قدر شعر متروک و معدوم ہو گئے۔

کلام شستہ اور صاف ہے۔ استعارات اور تشبیہات کا بھی کہیں کہیں استعمال کیا گیا ہے اور جہاں کیا گیا ہے خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ متعدد جگہ اشعار کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ معراج کا آغاز، بادشاہ کی تعریف، کیفوی چینی کا تجزیہ وغیرہ سامنے رکھنے سے یہ خیال درجۂ یقین کو پہنچ جاتا ہے اس میں لزوم مالایلزم کے طور پر ایک التزام یہ بھی رکھا گیا ہے کہ جن قصوں کو مولانا نظامی نے نظم کیا ہے وہ ترک کر دیئے گئے ہیں جس سے میدان نہایت تنگ ہو گیا ہے۔ سکندر کے پُر اثر کارنامے جو دنیا میں بے نظیر مانے جاتے ہیں مثلاً زنگیوں کی لڑائی، دارا کی جنگ، چین، ہندوستان

روس وغیرہ کے واقعات وہ سب مولانا نظامی پہلے ہی ختم کر چکے ہیں۔ حضرت امیر کی غیور طبیعت نے اُس کو دوبارہ لکھنا پسند نہیں کیا اور صرف وہی واقعات لکھے ہیں جو حضرت نظامی نے نا قابل التفات سمجھکر چھوڑ دیئے یا جو حضرت امیر نے اپنے زور قلم سے پیدا کر لئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ؎

زدانا ہر آں دُر کہ ناسُفتہ ماند — فشانم بہ نوعے کہ دانم فشاند

ہنر پرور گنجہ گو پائے پیش — کہ گنج ہنر داشت زاندازہ بیش

نظر چوں بریں جامِ صہبا گزشت — ستد صافی و دُرد برما گزاشت

من ار چہ ازاں مے گراں تر شوم — کجا با حریفاں برابر شوم

خیالے کہ در شرحِ ایں داستاں — رقم داشت از سکّہ راستاں

چہ گویا خردمندِ آفاق بود — نخواند آں ورق کز خرد طاق بود

چو ایں مہرہ در عقد بازو نہاد — بسنجید و پس در ترازو نہاد

زرا نسے برافگند سرپوش را — کہ ناگفتہ باور شود گوش را

سخن کز خرد بر نیارد علم — مکش در قلم بلکہ درکش قلم

چو خواہی کہ گم گردد انگشت پیچ — باندیشہ گو و میندیش ہیچ

طراز ہنر قصہ خام را — نبشتن بہ کلک ست دشنام را

سیاہاں کہ گلگونہ بر رو کنند — بخندیدنِ مردماں خو کنند

چو کردم بسنجیدن اندیشہ چُست — چہ نا باور افسانہ و چہ درست

چو گوہر ہمہ سُفت گوہر پذیر — من از مہرہ سفتن ندانم گریز

ترا ہر چہ در روے نماید محال — گنہ بر کسے نہ کہ بست ایں خیال

مندرجۂ بالا اشعار سے صاف اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ خود مصنّف کو تسلیم ہے کہ جو صاف اور بہترین واقعات تھے وہ نظامی نے چُن لیے اور تلچھٹ اور نیچے کی گاد رہ گئی اُس سے ان کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا یہ بھی خیال ہے کہ ایسے واقعات لکھنے سے نہ لکھنا بہتر ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ موتی نظامی نے چُن لیے تو سوا خر مہرہ کے ترتیب دینے کے کوئی علاج نہیں۔ اگر جو کچھ میں نے لکھا ہے محال ناممکن معلوم ہو اور ناپسند ہو تو اُس کا وبال اُس شخص پر ہے جس نے یہ خیال کیا کہ سکندر نامہ کا جواب لکھا جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب طوعاً و کرہاً بطور تعمیل حکم کے مجبوراً لکھنی پڑی۔ آغاز داستان میں لکھتے ہیں ؎

دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخست — کنوں یک بیک گفت خواہم درست

وگرنہ لطافت ندارد بسے — کہ ہر گفتہ را باز گوید کسے

یاجوج ماجوج کی جنگ کے بیان میں شروع ہی میں پھر اس مضمون کو اس طرح فرماتے ہیں ؎

سخن گوے پیشینہ جادوے پیش — کہ جادوگری کرد زاندازہ بیش

بشر حیکہ بست ایں ورق را طراز — ازیں بیش بیروں نیفگند راز

چو زیں نکتہ راہِ معانی کشاد — نم از چشمۂ زندگانی کشاد

چو نگذاشت او مے بشیشہ دروں — من از شیشۂ شویم چہ آید بروں

چو تاراج شد زلّہ بر خوانِ میر | من از ریزہ چینی ندارم گزیر
جو دہقاں کند خرمن از دانہ پاک | بود عاقبت قوتِ موراں بخاک
گل از بوستاں بادہ نوشاں برند | خس و خاک ہیزم فروشاں برند

خاتمۂ کتاب میں پھر بطور معذرت کے کچھ اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں ؎

وگر باز گیری تو پیوندِ خویش | مرا خود عزیز ست فرزندِ خویش
پسر گرچہ کور ست ازیں خانہ دور | بچشمِ پدر شب چراغ ست و لوز
سزد گرچہ آوازِ خر خندہ را | بود ارغنوں گوشِ خر بندہ را
برو بادبخشایش دادگر | کہ بر من بہ بخشش گمارد نظر
ہنر جوئے، در عیب جوئی مکوش | ترا نیز عیب ست بر خود بپوش

ان پوری داستانوں کو پڑھنے کے بعد امیر کی انصاف پسندی اور عجز و انکسار کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سوائے ایک سخن گسترانہ تعلّی کے کہ "زلزلہ در گورِ نظامی فگند" کبھی نظامی کی برابری کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر جگہ عزّت اور ادب سے ذکر کرتے ہیں بلکہ اُن کی اُستادی کا اقرار کرتے

زندہ است بہ معنی اوستادم

اور کسرِ نفسی سے لکھتے ہیں ع

کجا با حریفاں برابر شوم

کیا عجب کہ وہ تعلّی کا شعر بھی الحاقی ہو۔ لیکن خاکسار کے نزدیک اس مثنوی میں سوائے

رزمیہ داستان کے جن میں امیر کے پاس کچھ مواد (میٹریل) باقی نہیں رہتا دوسرے اصناف میں کوئی خامی نظر نہیں آتی اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ کسی مستری کو گو وہ کیسا ہی ہنرمند اُستاد ہو سامان نہ دیا جاوے اور تاج گنج جیسی بے نظیر عمارت تعمیر کرنے کی فرمایش کی جائے

اس لئے ہم کو اس تمام کتاب میں اُس کی ہر داستان پر نظر ڈالنا ہی تا کہ یہ تحقیق ہو جائے کہ دولت شاہ سمرقندی اور دیگر اساتذہ سخن فہم نے جو رائے خسرو علیہ الرحمۃ کے کلام کی نسبت قایم کی ہے وہ کہاں تک ٹھیک اُترتی ہے۔ اس کتاب کے مضامین مندرجۂ ذیل عنوانوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں :-

حمد، نعت، معراج، مدح بادشاہ، رزم، بزم، مناظر قدرت، اخلاق و نصایح تصوّف و فلسفہ اور متفرقات۔

پس اس تنقید میں ان ہی عنوان کے ذیل میں حضرت امیر خسرو اور مولانا نظامی کے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جس سے ناظرین خود ہر ایک کے مرتبہ اور درجہ کا اندازہ کر سکیں گے

حمد باری عزّ اسمہٗ

حمد و نعت ایک ایسا عام مضمون ہے جس سے کسی مسلمان مصنّف کی کتاب شاذ و نادر خالی ہوتی ہے۔ نثر میں ابتدا انھیں سے ہوتی ہے اور نظم میں بھی اکثر شعرا نے کچھ نہ کچھ حمد و نعت ضرور ہی لکھی ہے۔ اس عام توارد کی وجہ صرف اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جابجا ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کوئی

مہتم بالشان چیز جس کا خدا تعالیٰ کے نام سے آغاز نہ ہو وہ ابتر ہوتی ہی۔ اس لئے تمام مصنفین اسلام نے اس حدیث شریف کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی تصانیف کو اسی سے شروع کیا ہی۔ گویا حمد و نعت ایک قومی شعار ہو گیا جسے ہر مصنّف نے تبرّکاً و تیمناً اختیار کیا۔ اور علوم متعارفہ کی طرح یہ امر عام ہو گیا کہ اسلامی کوئی تصنیف اس سے خالی نہ ہو۔ بزرگان سلف تو خطوط بھی اسی سے شروع کرتے تھے مگر زمانہ نے اس قومی اور اسلامی خصوصیت کو بہت کم کر دیا ہی۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں کو خدا تعالیٰ کی تعریف سے شروع کیا ہی۔ دونوں کے، نیز فردوسی کے، کچھ کچھ اشعار ذیل میں لکھے جاتے ہیں:

فردوسی

نیابد بدو نیز اندیشہ راہ
کہ او برتر از نام و از جایگاہ
سخن ہر چہ زیں گوہراں بگذرد
نیابد بدو راہ جان و خرد
ازیں پردہ برتر سخن گاہ نیست
بہ ہستیش اندیشہ را راہ نیست

خسرو

نہ چوں من بمقدار بیش و کمی
کہ گنجی در اندیشۂ آدمی
ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ
تصوّر بکام تو گم کردہ راہ
کمالت سخن را ورق سوختہ
کم و بیش را دیدہ بر دوختہ
فلک را تو بستی گرہ در جہات
تو راندی قلم بر خطِ کائنات
ز صنع تو کاسے بہر کارگاہ
غلط را نہ در کارگاہِ تو راہ

نظامی

اساسے کہ در آسمان و زمیست
نہ اندازۂ فکرت آدمیست
شود فکرت اندازہ را رہنموں
سر از حدّ اندازہ ناید بروں
چو پایاں نہ دارد حدِ کائنات
نماند در اندیشہ دیگر جہات
نیندیشد اندیشہ بیروں ازیں
کہ ہستی نہ بلکہ بیروں ازیں

خدا، تعالیٰ کے جہان کو بدون کسی کی امداد کے پیدا کرنے کو دونوں حضرات نے اس طرح ظاہر کیا ہے:

نظامی	خسرو
جہاں را بدیں خوبی آراستی	بصد زیور آراستی روزگار
بروں زانکہ یاری گرے خواستی	کہ محتاج آلت نہ گشتی بکار
بہر چہ آفریدی و بستی طراز	کنی جملہ ہستی بہ آئین و ساز
نیازت نہ اے از ہمہ بے نیاز	نیاید بہ نیروے غیرت نیاز

عالم کے بہترین صورت میں پیدا کرنے کے متعلق دونوں حضرات نے حسب ذیل لکھا ہے:

نظامی	خسرو
چناں بر کشیدی و بستی نگار	ہر آں چہ آفریدی دریں جوی ژرف
کہ بہ زاں نیارد خرد در شمار	نهفتی درو کیمیائے شگرف
چناں بستی ایں طاقِ نیلوفری	ز ملکِ تو یک ذرہ بیکار نیست
کہ اندیشہ را نیست زو برتری	خرد را دریں بارگہ بار نیست

خدا قادر مطلق، منعم حقیقی اور حی لایموت ہے:

نظامی	خسرو
سرے کز تو گردد بلندی گرائے	سرے کز تو اُفتد کہ آرد بدست
بہ افگندنِ کس نیفتد ز پائے	درے کش تو بندی کہ داند کشاد

نظامی	خسرو
کسے راکہ قہرِ تو از سر فگند	تنِ روشن و جانِ پنہاں ز تو
بپا مردیِ کس نگردد بلند	ہمہ کس زجاں زندہ و جاں ز تو
نبود آفرینش تو بودی خدائے	ہمہ زود میر و تو جاوید پائے
نمانَد ہمہ ہم تو مانی بجائے	کہ ہرگز نمرد و نمیرد خدائے

نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

مُسلمانوں میں عام عقیدہ ہی کہ تمام عالم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے پیدا ہوا ہی۔ اس مضمون کو دونوں حضرات نے بیان کیا ہی۔ ہر ایک بجائے خود قابل تحسین ہی:

نظامی	خسرو
محمدؐ کازل تا ابد ہرچہ ہست	محمدؐ شہِ لاجوردی سریر
بہ آرایشِ نامِ او نقش بست	کزو گشت ہستی عمارت پذیر
چراغے کہ پروانہ بینش بدوست	سپہرے کہ بینی چو رخشندہ باغ
فروغِ ہمہ آفرینش بدوست	ز نورِ رُوے افروخت چندیں چراغ

معجزۂ شق القمر کی طرف بھی دونوں بزرگوں نے اشارہ فرمایا ہے:۔

نظامی	خسرو
ستوں شد خرد مند از پشتِ او	حمایت نشیں چرخ در مشتِ او
مہ انگشت کش گشت ز انگشتِ او	مہ از داغداران انگشتِ او

خسروؔ

درِ چرخ را ماہ قفلِ زرست

کلیدِ وے انگشتِ پیغمبرست

معجزۂ شق القمر کی طرف حضرت امیر کا اشارہ نہایت لطیف ہے۔

معراج

معراج کا بیان بھی دونوں حضرات نے لکھا ہے۔ مولانا نظامی علیہ الرحمۃ کے سامنے جملہ روایات کا میدان وسیع موجود تھا جن میں سے اُنھوں نے دلچسپ اور مناسب روایات لیکر دادِ سخن دی۔ لیکن خسروؔ کے اس التزام نے کہ جو امور نظامی لکھ چکے ہیں نہ لکھے جائیں میدان کو نہایت تنگ کر دیا اس لئے وہ اس امر سے کہ ایک نمونہ اُن کے سامنے موجود تھا کچھ زیادہ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ تاہم بُراق اور سوار کی تعریف اور حضوری خاص کا موقع دونوں میں مشترک ہے جس سے دونوں کے کلام کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔

۱۔ اس بیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقابلہ پر لکھا گیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر ہے:

شبے کاسماں مجلس افروز کرد

شب از روشنی دعویِ روز کرد

اس میں یہ دقت پیش آئی کہ مجلس افروز کردن اگر مصدر مرکب لیا جائے تو مفعول باقی نہیں رہتا اور اگر افروز کرد کو علٰحدہ کیا جائے تو ذریعہ جس سے روشن کیا جائے نہیں

بیان کیا۔ شارحین کو بھی اس میں تاویلات کرنی پڑیں اس لئے خسرو نے اسی شعر کو صاف کر کے اپنا بیان اُس سے شروع کیا ہی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

فلک ماہ را چوں شب افروز کرد
شبِ تیرہ پیرایۂ روز کرد

شعر صاف ہو گیا، گنجلک جاتی رہی۔

صفتِ بُراق

خسرو

بُراقے زحکرت سبک گام تر
زخورشید و مہ روشن اندام تر
سوئے دولتِ بے حسابش کشید
رکابی شدو در رکابش کشید

نظامی

بُراقے شتابندہ زیرش چو برق
شتابش چو خورشید در نور غرق
سہیلے بر اوجِ عرب تافتہ
ادیم یمن رنگ از و یافتہ
بریشم تنے بلکہ لولو سمے
روندہ چو لولو برابریشمے
ازاں خوش عناں تر کہ آید گماں
ازاں تیز رو تر کہ تیر از کماں
شتابندہ تر وہمِ علوی خرام
از و باز پس ماندہ ہفتاد گام

نظامی

بعالم کشائی فرشتہ وشے

معالم کشائے کہ عالم کشے

نظامی نے براق کو مرکّب مجسم فرض کر کے اُس کی مناسبات نہایت خوبی سے چسپاں کی ہیں۔ مگر کلام سے براق کا مجردات میں سے ہونا عیاں ہے۔

صفت سوار

خسرو

سوارِ سبکرو بعزمِ درست

شتابندگی را کمر کرد چست

براں رخشِ رخشندہ برشد چناں

کہ در لامکاں برکشیدش عناں

نظامی

پیمبر براں خنگِ رہ نورد

برآورد از یں آبِ گردندہ گرد

ہم او راہ داں ہم فرس راہوار

زہی شاہ مرکب۔ زہے شہسوار

چو زیں جائگہ عزم دروازہ کرد

بدستش فلک خرقہ را تازہ کرد

ستاروں، سیّاروں اور آسمانوں سے گزر کر جو حالت پیش آتی ہے اُس کو دونوں نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

خسرو

سوئے عالمے شد کہ عالم نماند

دم درمیاں سایۂ ہم نماند

نظامی

زدیواں گہ عرشیاں درگذشت

بدریج آمد و درج را درنوشت

خسرو	نظامی
ہمائے شد واوجِ عزت پرید	جہت را ولایت بہ پایاں رسید
ہمائے کہ کس سایۂ او ندید	قطبیت بہ پرکارِ دوراں رسید
چناں کرد بر شاخِ قرب آشیاں	زمین زادہ بر آسماں تاختہ
کہ خود ہم نگنجید اندر میاں	زمین و زماں را پس انداختہ
چو از ہستیِ خویش نامید گشت	مجرد روی را بجائے رساند
دراں نیستی ہستِ جاوید گشت	کہ از بودِ او ہیچ با وے نماند
بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش	چو شد در رہِ نیستی چرخ زن
زہ از قاب قوسین آمد بہ گوش	بروں آمد از ہستیِ خویشتن
حجابِ خیال از میاں برگرفت	دراں دائرہ گردشِ راہِ او
نظارہ بنورِ نہاں برگرفت	نمود از سر او قدم گاہِ او
بروں آمد از پردۂ بودِ خویش	رہے رفت بے زیر و بالا دلیر
نگہ کرد بے پردہ مقصودِ خویش	کہ در دائرہ نیست بالا و زیر
بمنزل خراماں شد از بارگاہ	حجابِ سیاست بر انداختند
بپایش درم ریز خورشید و ماہ	زبیگانگاں حجرہ پرداختند
فروزاں چو شمعے ز نورِ حضور	کلامے کہ بے آلہ آمد شنید
ملائک چو پروانہ بر گردِ نور	لقائے کہ آں دیدنی بود دید

خسرو	نظامی
عروسانِ فردوس در انتظار	چناں دید کز حضرتِ ذوالجلال
کہ رو بند از پائے نازک غبار	نہ زاں سو جہت بُد نہ زیں سو خیال

یہ فیصلہ کرنا مجھ جیسے ہیچمدان کا کام نہیں کہ دونوں میں کس کا کلام فایق ہے البتہ یہ عرض کیا جاتا ہی کہ خسرو کے کلام میں فنا فی الذات کی جھلک زیادہ پائی جاتی ہے۔

ثبوت معراج

معراج کے متعلق شبہات رفع کرنے کے لئے مولانا نظامی نے صرف ایک شعر لکھا ہی

تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست
اگر شد بیک لحظہ آمد رواست

یعنی حضور کا تنِ مبارک ہماری روح سے بھی زیادہ صاف تھا اگر ایک دم میں گیا اور واپس آیا تو کوئی بیجا نہیں مگر خسرو نے ذیل کی ایک پوری حکایت لکھی ہی۔

شنیدم کہ رندے کژ اندیشۂ
ہمیں زد بہ پائے خرد تیشۂ

ازانجا کہ در دل کژی پیشہ داشت
بمعراج پیغمبر اندیشہ داشت

کزاں رہ کہ فکرت سر انداز گشت
دمے چوں تواں رفتن و باز گشت

دریں ہم ناپختگاں صبح و شام
جگر پختہ کردے بسودائے خام

مگر جا نشست گاہی ز پہنائے دشت
تماشا کناں سوئے آبے گزشت

بہ تن شستنِ جامہ ز تن دور کرد
شب تیرہ در چشمہ نور کرد

چو در آب زد غوطہ آمد بروں	زنے دید خود را بہ شہرے دروں
یکے آمد و کار پرداختش	یکد بانوی جفتِ خود ساختش
بر آں گونہ در عقدِ فرخ جمال	شدش ہفت فرزند در ہفت سال
یکے روز ہم بر قرارِ نخست	ہمے بر لبِ جوئے اندام شست
چو باز از تہِ آب سر بر گرفت	تماشا بہر جا سیے بر گرفت
چہ بیند ہماں اولیں غسل گاہ	کہ آں راہ گم کردہ گم کرد راہ
سلاح و سلب ہمچناں درکنار	زماں را ہماں جا شتگہ برقرار
خجل گشت از اندیشۂ خامِ خویش	ز سر ساخت برگِ سر انجامِ خویش
بشرع اندر آویخت زیں پس لغز	بروں کرد ما خولیا را ز مغز

مولانا نظامی کے الفاظ "تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست" اور خسرو کی اس حکایت سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ دونوں حضرات معراج جسدی کے قایل ہیں۔

مدح پادشاہ

دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے سلاطین کی تعریف لکھی ہے۔ تمہید گریز اور صفات کچھ کچھ نقل کی جاتی ہیں۔ تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ نظامی کی مدح کو سامنے رکھکر چربہ اُتارنے کی کوشش کی گئی ہے اور جہاں تک ممکن ہوا ہے اُس کو نبایا ہے۔ سخن شناس ناظرین خود اس کا اندازہ لگاویں کہ کہاں تک اس میں ان کو کامیابی ہوئی اور کس کس موقعہ

نظامی	خسرو
علم برکش اے آفتابِ بلند	خراماں شو اے خامۂ گنج ریز
خراماں شو اے ابرِ مشکیں پرند	بہ سفتن الماس را دار تیز
بنال اے دلِ رعد چوں کوسِ شاہ	بہر حرفے آرایشے ساز کن
بخند اے لبِ برق چوں صبح گاہ	بہر نکتہ گوشِ فلک باز کن
بیار اے ہوا قطرۂ ناب را	سخن را چناں پایہ برکش بماہ
بگیر اے صدف دُر کن آں آب را	کہ بوسہ بہ جرأت کفِ پائے شاہ
برآ اے دُر از قعرِ دریائے خویش	
بتاجِ سرِ شاہ کن جائے خویش	

کس پرزور اور بلاغت آمیز طریقہ پر نظامی علیہ الرحمۃ نے اپنے بادشاہ کی تعریف شروع کی ہے آفتاب کو حکم دیتے ہیں کہ بلند ہو تاکہ ابر پیدا ہو اور ابر سیاہ کو (جو برسنے والا ہوتا ہے) حکم دیتے ہیں کہ حرکت کر کہ اُس کے تصادم سے رعد پیدا ہو۔ اب ہوا چلتی ہے بارش ہوتی ہے مینہ کے قطرے صدف میں جا کر موتی بنتے اور موتی تاج شاہی میں منسلک ہوتے ہیں۔ حضرت امیر خسرو قلم کو حکم دیتے ہیں کہ دُرِ مضامین سلک مدح کے لئے پرو جس کا ایک ایک حرف سانچے میں ڈھلا ہو جس سے آسمان کے کان کھل جائیں اور سخن کو اس درجہ بلندی پر پہنچا دے کہ بادشاہ کے پیر کو بوسہ دینے کے قابل ہو جائے جو تسلسل اسباب کا نظامی نے ایک بلیغ پیرایہ کے ساتھ بیان کیا ہے وہی تسلسل

اسباب خسرو نے بھی قایم رکھا ہے۔ حضرت امیر سخن سے اپنے ممدوح کی پابوسی کراتے ہیں اور حضرت نظامی قطرۂ آب کو تاج شاہی میں جگہ دیتے ہیں۔

صفتِ ممدوح

نظامی	خسرو
چو آبِ فرات آشکارا نواز	صفاتش در اندیشہ بیش از کمال
چو سرچشمۂ نیل پنہاں گداز	نوالش بہ اندازہ بیش از خیال
گر انعامِ آں بر شمارد کسے	گہ معدلت سوئے درویش و شاہ
بداں تا کند شکرِ نعمت بسے	بیک چشم بیند چو خورشید و ماہ
ز شکرے کہ آں نعمت افزوں بود	بگاہِ عطا زاں کفِ بحر جوش
وے نعمتے بیش ازیں چوں بود	زرِ صامت از ریختن در خروش
رسد شرق تا غرب احسانِ او	عجب صامتے بیں کہ فریاد کرد
بہر خانہ نعمت از خوانِ او	عجب تر کہ فریاد از داد کرد

خسرو نے ممدوح کی فیاضی نہایت لطیف پیرایہ میں ظاہر کی ہے۔ کہتے ہیں کہ انعام و اکرام کے وقت روپیہ دیتے ہیں تو شمار کے وقت جو آواز ہوتی ہے گویا روپیہ فریاد کرتا ہے کہ سخاوت سلطان مجھکو خزانہ میں آرام نہیں لینے دیتی۔ پھر فرماتے ہیں فریاد کس چیز سے یعنی داد سے کرتا ہے، حالانکہ فریاد بیداد سے ہوتی ہے۔ داد کے لفظ نے جان ڈال دی۔

صفت اسپ

خسرو	نظامی
جنیبت چو در زیر راں آورند	کجا گام زد خنگِ پدرامِ او
تزلزل بہفت آسماں آورند	زمیں یافت سرسبزی از گامِ او
سمندش چو برابر جولاں زند	بہر دائرہ کو زدے ترک و تاز
ہمہ تیر بر پشتِ مرغاں زند	زپرکارِ خطش گرہ کرد باز
	بداں بقعہ کو بارگی تاختہ
	زمیں گنجِ قاروں برانداختہ

رزم

آئینۂ سکندری ایک رزمیہ مثنوی ہی جس کا اصل موضوع رزمیہ داستان ہونا چاہیے مگر خسرو کی غیرتِ طبع بلند آواز سے کہتی ہی کہ

وگرنہ لطافت ندارد بسے
کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

اس لئے اُن تمام داستانوں کو (جو بجائے خود تعجب خیز و عبرت انگیز ہیں) ترک کرکے صرف اُن ناقابل التفات واقعات کو لے کر چمکانا پڑا جن کو نظامی نے سلکِ سخن میں منسلک کرنا بھی عار سمجھا تھا۔ مثلاً سکندر و دارا کی لڑائی ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہی کہ دنیا کی اُس زمانہ کی سلطنت کا سب سے بڑا تاجدار (جس کی پُرعظمت

داستانیں دنیائے اسلام کے ہر بچّہ بچّہ کی زبان پر تھیں اور جیسے فردوسی کی سحر بیانی
نے رفعت و بلندی کے بلند ترین درجہ پر پہنچا دیا تھا چند گھنٹے کے اندر اپنے ہی
ماتحت صوبہ کے سردار کے سامنے اُس کے رحم کے بھروسہ پر چند منٹ کی مہلت
مانگتا ہو کہ چند منٹ توقف کر اور جب میری روح پرواز کر جائے اُس وقت سر یا تاج
جو چاہو لے لینا۔ یہ واقعہ بذاتہٖ ایسا دردناک نظارہ پیش کرتا ہو کہ معمولی طور پر بھی
بیان کر دیا جائے تو بڑے سے بڑے سنگدل انسانوں کو بھی رقّت ہو سکتی ہو پھر
اُس کو نظامی جیسے خدائے سخن کا بیان کرنا جس نے حقیقت میں اس خوبی سے بیان
کیا کہ اس کی نظیر فارسی شاعری نہیں لا سکتی۔ اس کے مقابلہ پر اُن واقعات سے جن سے
نظامی نے اپنے قلم کو آلودہ کرنا پسند نہیں کیا ایسی نظم کا متمنّی ہونا جو سکندر و دارا کے
بیان کے سامنے پسند آسکے ایسا ہی مشکل ہو جیسا کہ کسی ماہر سے ماہر انجنیر سے یہ توقع
کرنا کہ وہ معمولی بھٹّہ کی اینٹوں سے تاج گنج کے مقابلہ کی عظیم الشان عمارت علی گڑھ
میں تیار کر دے گا۔

اس کے علاوہ مولانا نظامی نے یہ مثنوی اپنے دلی شوق سے پوری اُمنگ کے
ساتھ کافی وقت میں تصنیف فرمائی۔ اُن کو سوائے شعر و شاعری کے اور کوئی بھی شغل
نہیں تھا۔ اور امیر کو بہت بڑا وقت ہندوستانی درباروں کے کارہائے منصبی میں صرف کرنا
ہوتا تھا اور یہ مثنوی یعنی آئینۂ سکندری اپنی دلی خواہش سے نہیں بلکہ کسی امیر یا بادشاہ
کی فرمایش سے نہایت کم زمانہ میں بطور تعمیل ارشاد کے تصنیف فرمائی۔

نیز نظامی اہل زبان ہیں اور اہل زبان میں بھی ایسے بلند پایہ کہ اُن کو خدائے سخن تسلیم کیا گیا اور امیر ہندی نژاد اور تُرکی الاصل ہیں لہذا اصل اور نسل دونوں اعتبار سے غیر ایرانی ہیں۔

نیز باوجود خدائے سخن ہونے کے نظامی پارسی معبود یزدان و اہرمن کی طرح صرف ایک صنف سخن (یعنی مثنوی) کے مالک ہیں۔ برخلاف اس کے امیر خسرو تمام اصناف سخن (مثلاً قصیدہ، غزل، مثنوی، نصائح اور تصوّف) میں ہر صنف کے اساتذہ کے ہم پلّہ مانے گئے ہیں۔

ان تمام امور پر نظر کر کے اس قدر یقینی ہے کہ پر اثر واقعات نہ ملنے کے سبب خسرو اگر کوئی رزمیہ داستان اس زور کی نہیں لکھ سکے جیسے کہ نظامی کی مثنوی میں موجود ہیں تو وہ معذوری کے قابل ہیں کہ "شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے" اس کو امیر خود لکھتے ہیں ؎

چونگذاشت اوہے بشیشہ دروں
من از شیشہ شوہم چہ آید بروں

تاہم جس جگہ گنجایش ملتی ہے وہاں وہ بھی دوسروں سے کم نہیں رہتے۔ ذیل میں چند مختلف قسم کے مضامین متقابل لکھے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر کس پایہ کے شاعر ہیں۔

ا۔ تمہیدات۔ نظامی علیہ الرحمۃ کی تمہیدات اعلیٰ درجہ کی مانی گئی ہیں۔ حضرت

امیر نے بھی بعض جگہ جنگ کے آغاز سے پہلے تمہیدیں لکھی ہیں اس لئے دونوں کے کلام سے ایک ایک تمہید پوری نقل کی جاتی ہے اور اس کے متعلق بعض خصوصیات جو ذہنِ ناقص میں آئیں عرض کی جاتی ہیں:

نظامی	خسرو
رسیدند لشکر بجائے مصاف	بگردوں شد از نائے زریں خروش
دو پرکار بستند چوں کوہِ قاف	بدریائے لشکر در افتاد جوش
خسک برگذرگاہِ کیں ریختند	ہزاہز در آمد بہر دو سپاہ
نقیباں خروشیدن انگیختند	روا رو بر آمد بخورشید و ماہ
یزک بر یزک سو بسو در شتاب	علم سر ز عیوق برتر کشید
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب	سناں چشمِ سیّارہ را بر کشید
ز بسیاریِ لشکر از ہر دو جائے	زلرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں
فرو بستہ کوشندہ را دست و پائے	در اندامِ گاو آرد گشت استخواں
دو رویہ ستادند در جائے جنگ	غبارِ زمیں کلّہ بر ماہ بست
نمودند در پیشدستی درنگ	نفس را درونِ گلو راہ بست
مگر در میاں صلحے آید پدید	چناں گشت روئے ہوا گرد ناک
کہ شمشیرِ شاں بر نیاید کشید	کہ سیارہ گم کرد خود را بخاک
چو بود از جوانے و گردن کشے	زموجِ سلاح و ز گردِ زمیں
ہماں جانب آبے ہماں آتشے	گلیں آسماں شد۔ زمیں آہنیں

خسرو	نظامی
بداں بند بربست برآبِ تیغ	پدید آمد از بُردباری ستیز
کہ بے بند عالم نگیرد چو میغ	دلِ کینہ ور گشت بر کینہ تیز
رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا کمر	ازاں پس کہ بر کینہ رہ یافتند
ہماں آب بدخواہ را تا بسر	سر از جستنِ مہر برتافتند
سپہ از زرہ موج میزد بہ اوج	درآمد بغرّیدن آوازِ کوس
چو دریا کہ بادش درآرد بہ موج	فلک بر دہانِ دُہل داد بوس
بدریائے آہن جہاں گشت غرق	شغب ہائے آئینۂ پیل مست
ہوا پر ز میغ و زمین پر ز برق	ہمے شانہ بر پشتِ پیلاں شکست
ز ژوبین و پیکانِ سبز و سفید	چناں آمد از نائے ترکی خروش
جہاں گشت پر سوسن و برگِ بید	کہ از نائے ترکاں برآورد جوش
زبانگ ہیونانِ گیتی نورد	برآورد خرمہرہ آواز شیر
شدہ پر صدا گنبدِ لاجورد	دماغ از دمِ گاؤدم گشت سیر
خرامیدنِ بادپایاں بہ گشت	طراقے کہ از مصرعہ خاستہ
تزلزل درافگند در کوہ و دشت	بروں رفت زیں طاقِ آراستہ
عرق کردنِ توسناں در شتاب	روارو برآمد ز راہِ نبرد
ز طوفانِ آتش رواں کرد آب	ہزاہز درآمد بمردانِ مرد

خسرو	نظامی
شرارہ کہ زد نعل ہنگامِ رو	زمیں گفتی از یکدگر بر درید
ستارہ بروں ریخت از ماہِ نو	سرافیل صورِ قیامت دمید
نماندہ اماں زیرِ پیروزہ کاخ	غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست
اجل را شدہ دستگاہے فراخ	عنانِ سلامت بروں شد ز دست
نفیرِ زہ از چاشنیٔ کماں	زبس گرد بر تارکِ ترک و زیں
شدہ ہر زماں چاشنی گیرِ جاں	زمیں آسماں - آسماں شد زمیں
بلا زیں بتاوک برانداختہ	فرو رفت و بر رفت راہِ نبرد
چو طفلاں ز نے بارگی ساختہ	نم خوں بماہی و بر ماہ گرد
گرہ بر گرہ دستِ پیکاں زناں	ز سمِ ستوراں دراں پہن دشت
زرہ بر زرہ پشتِ روئیں تناں	زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت
ز رخشیدنِ خشتِ زہراب گوں	جگر تاب شد نعرہائے بلند
شدہ زہرۂ مرد بد زہرہ خوں	گلوگیر شد حلقہائے کمند
ز ہر سو سنانہائے خارا گذار	ز تابِ ہوس در جہاں بستہ میغ
فرو بستہ راہِ سلامت بہ خار	جہاں سوخت از آتشِ برقِ تیغ
ز تیر و سپرہا کہ پُر کار بود	زبس عطسۂ تیغ بر خون و خاک
بیاباں نیستان و گلزار بود	دماغِ ہوا پر شد از جانِ پاک

خسرو

بزیرِ سپر تیغ رخشاں بتاب
چناں کز تہِ برگِ نیلوفر آب
درخشندہ شمشیرہائے بنفش
زدیدہ بصر مے ربود از درفش
خروشیدنِ کوسِ روئینہ کاس
فلک را پر از رخنہ ہا کردہ طاس
سپاہ از علمہا شدہ سایہ دار
دلیراں بر آشفتہ دیوانہ وار
بہر سینہ نو شدہ کینہ ھا
گریزاں شدہ رحمت از سینہ ہا
جدا گشتہ دلہا ز پیوندِ خویش
پدر تشنہ خونِ فرزندِ خویش
دو لشکر نگویم کہ دو کوہ قاف
رسیدند در جلوہ گاہِ مصاف

یہ داستان قریباً ایک ہی موقع کی ہے اور دونوں میں سکندر خود لڑتا ہے، آئینہ سکندری
میں خاقانِ چین سے اور سکندر نامہ میں دارا سے۔ دونوں شہسواران سخن نے یوم

جنگ کی صبح کا سماں بیان فرمایا ہے اور یہاں پوری پوری داستان اس لئے لکھدی گئی ہے کہ ناظرین کے سامنے رطب و یابس ہر قسم کے شعر ہر اُستاد کے موجود ہوں جس سے موازنہ کرنے میں آسانی ہو۔

سکندر نامہ کے مندرجہ ذیل اشعار میں عمدہ تمہید قایم کی گئی ہے:

رسیدند لشکر بجائے مصاف	دو پرکار بستند چوں کوہِ قاف
خسک بر گزرگاہِ کیں ریختند	نقیباں خروشیدن انگیختند
یزک بر یزک سو بسو در شتاب	نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب
زبسیاریِ لشکر از ہر دو جائے	فرو بستہ کوشندہ را دست و پائے
دو رویہ ستادند در جائے جنگ	نمودند در پیش دستی درنگ
مگر در میاں صلح آمد پدید	کہ شمشیر شاں بر نیاید کشید
چو بود از جوانے و گردن کشے	ہماں جانب آبے ہماں آتشے
پدید آمد از بردباری ستیز	دلِ کینہ ور گشت بر کینہ تیز
ازاں پس کہ بر کینہ رہ یافتند	سر از جستنِ مہر برتافتند

لشکروں کا دونوں طرف سے حلقہ باندھنا، دشمن کی آمد روکنے کے لئے گوکھرو بچھانا، پہرہ داروں کا مقرر کرنا، کثرت لشکر سے آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو جانا، ہر ایک کا پیش قدمی میں پس و پیش کرنا صلح کا خواہشمند ہونا عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے بعد فوجوں کے اِدھر اُدھر پھرنے، جنگ کے خوف و ہراس اور اپنی اپنی شیخیاں بیان کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی

ہے وہ دونوں میں مشترک ہے۔ جن بعض بعض اشعار کا مضمون متحد یا قریب قریب ہے اُن کے متعلق ذیل میں کچھ عرض کیا جاتا ہے:

خسرو کا پہلا و دوسرا شعر اور نظامی کا بارھواں اور پندرھواں شعر درج ذیل ہیں:

نظامی	خسرو
چناں آمد از نائے ترکی خروش	بگردوں شد از نائے ترکی خروش
کہ از نائے ترکاں برآورد جوش	بدریائے لشکر در افتاد جوش
روارو برآمد ز راہِ نبرد	ہزاہز در آمد بہر دو سپاہ
ہزاہز در آمد بمردان مرد	روارو برآمد بخورشید و ماہ

یہ دونوں شعر ہم معنی اور قریباً مساوی درجہ کے ہیں۔ خسرو نے کرنائے کی آواز کو آسمان تک پہنچنے لشکر میں جوش پیدا ہونے، دونوں فوجوں میں حرکت اور بڑھو چلو کی آوازیں بلند ہونے کو صفائی اور روانی سے بیان کیا ہے۔ نظامی نے اسی مضمون کو دوسرے طرز پر بیان کیا اور نائے ترکی و نائے ترکاں کی مناسبت لفظی سے اپنا خاص رنگ پیدا کر دیا ہے۔ دوسرے شعر میں بھی مردان مرد کی حرکت ملاحظہ طلب ہے۔ خسرو کا تیسرا شعر بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اس کے مقابلہ پر نظامی کا مندرجۂ ذیل شعر آسکتا ہے۔ گو مضامین دونوں کے مختلف ہیں مگر اپنے اپنے رنگ میں بینظیر ہیں۔

نظامی	خسرو
زمیں گفتی از بیلد گر بردرید	علم سر ز عیوق برتر کشید
سرافیل صورِ قیامت دمید	سناں چشم سیّارہ را بر کشید

خسرو کا چوتھا اور نظامی کا بیسواں شعر یعنی:

خسرو — نظامی

بہ لرز زمیں زیرِ قلبِ گراں — زسمِ ستوراں دراں پہن دشت

در اندامِ گاو آرد گشت اُستخواں — زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

مقابل ہو سکتے ہیں۔ ایک میں مبالغہ کی حد تحت الثریٰ تک دوسرے میں فلک الافلاک تک پہنچائی گئی ہے۔ دونوں کے مضامین میں مخالف سمتیں اختیار کی گئی ہیں۔ نظامی علیہ الرحمۃ کے شعر میں کثرت شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغۂ غلو کی عمدہ مثال ہے۔ امیر رحمہ اللہ کے شعر میں سالم جسم میں لشکر کی دہل سے اُستخوان کا پس کر آرد ہو جانا بہ نسبت آسمان کے آٹھ ہو جانے کے (جس میں گرد کے اجتماع سے کسی قدر دھوکا ہو جانا بھی ممکن ہے) زیادہ مبالغہ ہے گو اُس کا وجود بھی خیالی ہی ہے۔

خسرو — نظامی

غبارِ زمیں کلہ بر ماہ بست — غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست

نفس را درونِ گلو راہ بست — عنانِ سلامت بروں شد ز دست

امیر کے دونوں مصرعے ایک دوسرے سے متناسب ہیں چاند کے گرد گرد کا خیمہ قائم ہو گیا اور گرمی کی وجہ سے سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت نظامی کے شعر کے دونوں مصرعوں میں باہم ربط معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے میں غبارِ زمیں کا ہوا کی راہ میں حائل ہو جانا اور دوسری میں عنانِ سلامت ہاتھ سے نکل جانا دو جُدا مضمون ہیں جو تمام داستان کے تو مناسب ہیں لیکن باہم کچھ ربط نہیں رکھتے۔ امیر کا چھٹا شعر بھی اسی مضمون کا ہے کہ کثرت غبار کی وجہ سے ستارے بھی نظر آنے بند ہو گئے۔ اسی طرح حضرت امیر کا ساتواں اور گیارھواں شعر مولانا کے اٹھارھویں شعر سے مقابلہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا کے شعر:

زبس گرد بر تارکِ ترک و زیں — زمیں آسماں آسماں شد زمیں

میں زمین کا آسمان اور آسمان کا زمین ہو جانا ذرا دیر میں ذہن نشین ہوتا ہے۔ اور امیر کے ساتویں شعر

زموجِ سلاح و زگردِ زمیں گلیں آسماں شد زمیں آہنیں

اسلحہ کی کثرت سے زمین کا آہنی اور گرد کی وجہ سے آسمان کا گلی ہو جانا اور دوسرے شعر

بدریائے آہن جہاں گشت غرق ہوا پر زمیغ و زمیں پر زبرق

میں جہان کا دریائے آہن میں غرق اور گرد کی وجہ سے ہوا کا ابر آلود اور زمین کا برق آمود ہونا صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مندرجۂ ذیل اشعار خاص توجہ کے قابل ہیں:۔

رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا کمر
ہماں آب بدخواہ را تا بہ سر

آب تیغ کا سپاہی کے تا بکمر اور دشمن کے تا بسر پہنچنا خاص لطف رکھتا ہے۔

شرارہ کہ زد نعل ہنگامِ رو
ستارہ بروں رفت از ماہ نو

نعل کی رگڑ سے جو شرارہ پیدا ہوا اس کو ماہ نو سے ستارہ چھوٹنے سے تشبیہ دینا بھی نیا مضمون ہے۔

بلا زیں بناوک بر انداختہ
چو طفلاں زنے بارگی ساختہ

یہ مضمون بھی جدید ہے کہ بلا اُس کے ناوک پر سوار ہے جیسے طفل اسپ نے پر سوار ہوتا ہے اور جہاں یہ تیر لگتا ہے وہاں بلا نازل ہو جاتی ہے۔ ان کے علاوہ اور شعروں کا بھی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

صُبح

رزمیہ داستانوں میں نظامی علیہ الرحمۃ نے ہر صبح و شام کو ہر روز نئی صورت میں عجیب دلکش پیرایہ میں ظاہر کیا ہے جس سے اُن کی اُستادانہ قادرالکلامی اور قوتِ بیان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ امیر خسروؒ نے بھی ہر صبح اور شام کو نئے رنگ میں بیان کیا ہے۔ دونوں کا کلام ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:

خسرو		نظامی
چو زنگیِ شب دید روئے سیاہ	(۱)	کہ چوں شاہ چین زیں برابرش نہاد
در آئینۂ عالم آرائے ماہ		فلک نعلِ زنگی بر آتش نہاد
زد آئینۂ ماہ را بر زمیں		سپہر از کمیں مہرہ بیروں جہاند
بخندید ناگاہ صبح از کمیں		ستارہ ز کف مہرہ بیروں فشاند
چو در گنبد آمد براقِ سپہر	(۲)	چو گیتی درِ روشنی باز کرد
بہ آرائے زرّیں بیاراست چہر		جہاں بازیِ دیگر آغاز کرد
چناں خورشید یز ظلمات دم		باتش بدل گشت مشتِ شرار
کہ نعلش بفیتاد و مسمار ہم		کلیچہ شد آں سیمِ گاورس وار

صبح اوّل میں خسرو علیہ الرحمۃ نے اس مشہور حکایت کو کہ کسی حبشی نے آئینہ راستہ میں پڑا ہوا دیکھکر اُٹھایا اُس میں اپنے روئے سیاہ کا عکس دیکھکر آئینہ کو پھینک دیا اور کہا کہ اسی لئے تجھکو پھینک دیا گیا ہی کس خوبی سے یہاں چسپاں کیا ہی۔

صبح دوم میں امیر نے سورج کو بُراق فرض کرکے ظلمت کے رفع ہونے کو بھاگتے ہوئے گھوڑے سے تشبیہ دی ع

کہ نعلش بیفتاد و مسمارہم

سے اُس سراسیمگی اور گھبراہٹ کی جو عموماً خوف زدہ بھاگنے والے کو پیش آتی ہے تصویر کھچ جاتی ہی۔

نظامی علیہ الرحمۃ نے پراگندہ ستاروں کو مشتِ شرار و سیم گاورس وار سے تشبیہ دے کر سورج کی شکل میں تبدیل ہوجانا عمدہ پیرایہ میں ظاہر فرمایا ہی۔

شام

جس طرح ہر روز اپنی خصوصیات کے اعتبار سے گزشتہ اور آیندہ دن سے ممتاز ہوتا ہی اسی طرح ان دونوں اُستادوں نے نیرنگیِ فلک کی مناسبت سے ہر صبح اور ہر شام کو نئی صورت میں جلوہ افروز کرکے دادِ سخن دی ہی۔ صبح کا سماں پیش ہوچکا اب شام کی باری ہی اُسے بھی ملاحظہ فرمائیے اور دونوں بزرگوں کی قادر الکلامی کی داد دیجئے۔

خسرو		نظامی
چو بکرِ فلک در عماری نشست	(۱)	چو گلنار گوں کسوتِ آفتاب
شبِ تیرہ در پردہ داری نشست		کبودی گرفت از خمِ نیلِ ناب
عروسانِ شب زیور آراستند		نگہبانِ ایں مار پیکر درفش
فلک را بگوہر بر آراستند		زر اندود بر پرنیانی بنفش
چو قلّابِ سیم از کمیں زد ہلال	(۲)	چو گوہر برآمود زنگی بتاج
بخوں غرق شد ترکِ چینی جمال		شہِ چیں فرود آمد از تختِ عاج
شہاب از سرِ نیزۂ دیو سوز		مہِ روشن از تیرہ شب تافتہ
شد آتش فگن در سلیمانِ روز		چو آئینۂ روشنی یافتہ
چو خورشید برقع برخسارہ کرد	(۳)	چو یاقوتِ خورشید را زرد برد
فلک سرمہ در چشمِ سیّارہ کرد		بیاقوت جستن جہاں پے فشرد
کشید آسماں ہمسرانِ کبود		بزردی گرفتند مہتاب را
حریرِ معنبر بپوشید زود		کہ ایں برد آں جوہرِ ناب را

شامِ اوّل میں حضرت امیر نے آفتاب کے غروب ہونے کو معشوق کے عماری میں بیٹھنے سے تشبیہ دی ہے۔ پردہ ڈالنے اور مکان آراستہ کرنے کو (جو لوازم شادی سے ہے) کیسے صاف اور شستہ و رفتہ پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ نے گلنار گوں، نیلِ ناب، مار پیکر، پرنیانی بنفش جیسی چست ترکیبوں سے میناکاری کا کام لیا ہے۔

شام دوم میں جناب خسرو نے چاند کے طلوع اور آفتاب کے غروب کو دو سپاہیوں کی فتح و شکست کے پیرایہ میں نہایت خوبی و روانی سے فصاحت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اور حضرت نظامی نے روشنی چاند کی آفتاب سے مستعار ہونے کی آئینہ روشنی یافتہ سے پاکیزہ تشبیہ دی ہی۔ لطف کلام ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں

واقعات نگاری

شاعر کا کمال واقعہ نگاری میں دیکھا جاتا ہی۔ واقعات دو قسم کے ہوتے ہیں اوّل موجودہ واقعات جو شاعر کی نظر کے سامنے گذریں اُن کے بیان کی خوبی یہ ہی کہ سُننے والے کی نظر کے سامنے واقعہ کا نقشہ کھنچ جائے۔ اور اُس واقعہ کو دیکھکر جو اثر شاعر کے دل پر ہوا ہو وہی اثر شاعر کے کلام سے سامعین پر طاری ہو جائے دوّم وہ واقعات جو شاعر کے سامنے نہیں گذرے مگر لکھنے پڑتے ہیں اس میں شاعر کا یہ کام ہی کہ ایسے واقعات تلاش کر کے لکھے جو اس قسم کے موقعہ پر عموماً پیش آتے ہیں یا پیش آسکتے ہیں اور پڑھنے والوں کو یقین ہو جائے کہ حقیقت میں بھی یہ واقعہ اسی طرح گذرا ہوگا۔ گویا شاعر خیالات کا مصوّر ہوتا ہے۔ مصوّر کو جو خصوصیات تصویر میں دکھانی پڑتی ہیں شاعر کو وہی خصوصیات کلام میں نمایاں کرنی ہوتی ہیں۔ اس کتاب میں اسی قسم کے واقعات بیان ہوئے ہیں دونوں حضرات کا کلام درج کیا جاتا ہی۔

خسرو

نمودند بسیار جولان گری
کسے را نہ دید از ہنر برتری
ز نیزہ بشمشیر بردند دست
ہم از ہر دو تن تار مو نگسست
بہ دشمن فریبی یلِ روم زاد
گریزاں شد از پیشِ چینی چو باد
بدنبالِ او چینیِ گرم کیں
ز گرمی بہ ابرو برآوردہ چیں
چو نزدیک شد تا ز تیغِ چو برق
گریزندہ را زخم ریزد بہ فرق
در انداخت رومی کیانی کمند
کمرگاہِ چینی درآمد بہ بند
چناں کندش از بازوئے زور ناک
کہ بربود از باد و دادش بخاک
ہمی رفت پویان یلِ شیرگیر
بخاک اندروں شیرِ جنگی اسیر

نظامی

کمندے و تیغِ گرانمایہ خواست
عناں کرد سوئے بد اندیش راست
درآمد براں دیوِ دریا شکوہ
چو ابرِ سیہ کو برآید ز کوہ
بجنبید از جائے خویش آں نہنگ
کہ اقبالِ شاہش فرو بردہ چنگ
کمندِ عدو بند را شہریار
در انداخت چوں چنبرِ روزگار
چو در گردنِ دشمن آمد کمند
شتابندہ شد خسروِ دیوبند
بخم کمندش سر اندر کشید
کشاں ہمچناں سوئے لشکر کشید
بغلطید آں شیرِ نخچیر سوز
چو آہو برہ زیرِ چنگالِ یوز

دونوں شہسوارانِ سخن اس وقت ایک ہی میدان میں سرگرم جولاں ہیں۔ دونوں کا
انداز جدا ہی۔ خسرو کا کلام شستہ، رواں اور تصنع سے پاک ہی۔ دو مبارز سوارانِ جنگ آزما
ہیں جب دونوں اپنے اپنے داؤ پیچ آزما چکے تو ایک سوار دھوکہ دینے کی غرض سے
بھاگتا ہی دوسرے کو اُس کی شکست کا یقین اور قتل یا اسیر کرنے کی حرص غالب
ہوتی ہی۔ جنگی احتیاطوں کو نظر انداز کر کے قتل کے لیئے ہاتھ اُٹھاتا ہی۔ دوسرا موقعہ
تاک کر کمند پھینکتا ہی اور اُس کو اسیر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ صاف طور پر کلام سے
واضح ہوتا ہی اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس جنگ عظیم میں بھی متعدد واقعات سننے
میں آئے ہیں کہ اپنے حریف کو اُس کے نظمِ حربی کے پراگندہ کرنے کے لئے میدان دیا
گیا اور پھر محصور کر لیا گیا۔ آخری شعر سے سمند کا خوشی سے دوڑنا اور اسیر کا گھسٹنا
خوب واضح ہو جاتا ہی۔ مولانا کے کلام میں یہ ہے کہ سکندر اپنی جگہ سے کمند اور تلوار وغیرہ
اُٹھا کر چلتا ہی اور فوراً جا کر ایسے شجاع پہلوان کو جس کے مقابلہ سے رومی عاجز ہو گئے
تھے اسیر کر لیتا ہی اور وہ ہاتھ تک نہیں ہلاتا۔ جب تواریخ سے پتہ چلتا ہی کہ بہادر روسا
نے شہنشاہوں کے نہ صرف مقابلے کیئے بلکہ بعض مرتبہ گرفتار و قتل بھی کیا ہی تو واقعہ
کی صحت قابلِ غور ہو جاتی ہی۔ خصوصاً جب یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اس نے سکندر کو پہچان لیا
تھا یا نہیں لیکن الفاظ تیغ گراں مایہ، دیو دریا شکوہ، کمندِ عدو بند، چنبر روزگار، خسرو
دیو بند کی چست ترکیبوں اور مناسبات مقامی نے خاص رنگ پیدا کر دیا جو مولانا
کا خاص حصہ ہی۔ قریب قریب اسی مضمون کو فردوسی طوسی نے اس طرح نظم کیا ہی ؎

چو از دستِ رستم رہا شد کمند — سرِ شہریار اندر آمد بہ بند
ز پیل اندر آورد و زد بر زمیں — ببستند بازوئے خاقانِ چین

واقعۂ دوم

خسرو

سوارے بروں آمد از رومیاں
سپر بستہ پس جست کردہ میاں
بگرمی بر آہیخت چوں برق تیغ
کہ برق از نفس آب گشتے چو میغ
نگاور سیاہے بزیرش چو دود
بر آوردہ سر بر سپہرِ کبود
بگردن زنے تاخت برہم ستیز
بینداخت برگردنش تیغِ تیز
کیفوئیِ تازندہ خم خورد و جست
بزد نیزہ و پہلوش را شکست
گذارا شد از پشتِ رومی سناں
ز دستش بروں رفت یکسر عناں

نظامی

بر آشفت قتطال ازاں شیرِ تند
کہ پائے سپہ دیدزاں کار کند
بپوشید جوشن برافراخت ترگ
چو سروے کہ تیغش بود بار و برگ
در آمد بزیں چوں یکے اژدہا
سرِ بارگی کرد بروے رہا
زریوند چوں دید کامد ہزبر
بغرید مانندِ غرّندہ ابر
کشیدند بر یکدگر تیغِ تیز
ز گرمی شدہ چوں فلک گرم خیز
دو پرّہ دو پرکارِ مرکز نورد
یکے دیر جنبش یکے تیز گرد
بسے گرد برگرد بر تاختند
بسے زخم چوں آتش انداختند

نظامی

نمے شد یکے بر یکے کامگار
زپیشیں درآمد بہ شب کارزار
ہم آخر یکے تیغ زد شاہِ روس
برآں شخصِ آراستہ چوں عروس
بیفگندش از زیں و بر روے خاک
برآورد زاں شیر شیر زہ ہلاک

خسرو نے واقعہ کو مختصر اور سادہ الفاظ میں ادا کیا، اور نظامی علیہ الرحمۃ نے تشبیہات و ترکیبات سے واقعہ کو پُرشان بنا دیا۔ دونوں نے عمدہ طور پر ٹھیک تصویر کھینچ دی۔

بزم

رزم اور بزم دو مختلف قسمیں ہیں۔ مگر دونوں ماہرانِ سخن نے ان رزمیہ مثنویوں میں ایسے مواقع پیدا کر لئے ہیں جہاں اس صنفِ سخن کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ سکندر نامہ میں نوشابہ و کنیز چینی کا بیان اس کا بہترین نمونہ ہے۔ اُسی نمونہ پر کنیفوی چینی کی داستان جو مردانہ بھیس میں لڑنے آئی تھی سکندر نے خود گرفتار کر کے منظور نظر ٹھیرایا امیر خسرو نے نظم کی ہے۔ دونوں کے بعض بعض مواقع مثالاً پیش کئے جاتے ہیں۔

خسرو

(آمدن کنیفوی چینی در بزم)

جهان سوزی از مه شب افروزتر
ز خورشید روشن جهان سوزتر
بیک طرّه صد شهر برهم زده
بیک غمزه بر ملکِ عالم زده
درآمد خرامنده با همرهان
چو مه در صفِ مشتری پیکران

نظامی

(آمدن نوشابه نزد سکندر)

پری چهره نوشابهٔ نوش بهر
بفالِ همایون برون شد ز شهر
چو رخشنده ماهی که در وقتِ شام
برآید ز مشرق چو گردد تمام
کنیزان چو پروین به پیرامنش
ز تارک دُر آمود تا دامنش

فخریه

خسرو

(بزبانِ کنیفوی چینی)

سکندر که کرد آبِ حیوان هوس
نظیرِ منش بود مقصود و بس
مگر شاه زلفِ مرادم نیافت
که در عینِ ظلمات خندان شتافت
چو در خلوتِ من تنهائی رسید
بسر چشمهٔ زندگانی رسید

نظامی

(بزبان کنیز چینی)

که از شادی امشب جهان را نویست
همه شادی از دولتِ خسرویست
بهنگامِ گل نوش بود روزگار
بخندد جهان چون بخندد بهار
چو خورشید روشن درآید به اوج
ز روشن جهان بر زند نور موج

خسرو

گر از چشمہ راجع شد او را برات
من اندر دہاں دارم آبِ حیات
گر اندازد او شیر و آہو بہ تیر
من آں آہوم کو بود شیر گیر
گر او ہست کیخسرو جام جوئے
مرا جامِ گیتی نمائے ست روئے
گر از مجلسِ او ہمی مے دہد
مرا لالہ و گل ز تن مے دمد
گر او پیل بندد بخمّ کمند
من از تارِ موئے کنم پیل بند
گر او حربہ بر ہسم نبرداں زند
رخِ من رہِ شیر مرداں زند
گر او اژدہائے ست و زریں دلیر
من آرم زریں اژدہا را بزیر
گر او گیتی از لشکر آرد بدام
خیالم بہ تنہا بگیرد تمام

نظامی

صبا چوں در آید بجولاں گری
زمیں رومی آرد صبا ششتری
گلِ سرخ چوں کلّہ بندد بہ باغ
فروزد ز ہر غنچہ خونِ چراغ
سکندر چو پیروزی آرد بچنگ
نہ زیبا بود آئینہ زیر زنگ
چو کیخسرو از می شود جام گیر
چرا جام خالی بود در سریر
ملک گر ز جمشید بالاتر ست
رخِ من ز خورشید زیباتر ست
شہا ار شد فریدوں زرینہ کفش
بفتحش منم کاویانی درفش
شہا ار چو سلیماں شود دیو بند
مرا در جہاں ہست دیوانہ چند
شہا ار کیقبادِ بلند افسر ست
مرا افسر از مشک و از عنبر ست

خسرو

گر او هست بر تختِ زر پائے بست
مرا در دلِ اوست جائے نشست

گر او را کلاه است بر آسماں
مرا صد کلاه است بر آستاں

گر او باز خواهد ز شاهاں خراج
من از سروراں سر ستانم نه تاج

گر او گنج زر ریخته دارد تمام
مرا نیز گنجی ست از سیم خام

گر اقبال و دولت ورا یاور ند
مرا هر دو چوں کمتریں چاکر اند

گر او تخت گیرد ز کیں چوں شہاں
من از بازوئے مہر گیرم جہاں

گر او دشمناں را بخوں خوردن ست
مرا خونِ صد دوست بر گردن ست

گر او را یک آئینه بر کف نشست
دو آئینه دارم من از پشتِ دست

نظامی

شه ار ملکِ عالم گرفت ای شگفت
من آں را گرفتم که عالم گرفت

کمندے من از زلف پُر سازمش
نه ترسم بگردن در اندازمش

گر او را کمندے بود ماه گیر
مرا هم کمندے بود شاه گیر

گر او ناوک انداز دارد درست
مرا غمزهٔ ناوک انداز هست

گر او حربه دارد به خوں ریختن
من از غمزه خوں دانم انگیختن

گر او قصدِ شمشیر بازی کند
زبانم به شمشیر بازی کند

گر او لخت از زر بدارد بدوش
دو لخت ست لعلینِ من گرد گوش

گر او حقه ها دارد از لعل پُر
مرا حقه هست از لعل و دُر

خسرو	نظامی
علمہائے او گرچہ بالا رس ست	گر او را علم ہست بالائے سر
ہر ایک علم ہم زبا لابس ست	مرا صد علم ہست بیرونِ در
کمانِ وے ار صد شکار افگند	گر او شاہِ عالم شد از سروری
یک ابروئے من صد ہزار افگند	منم شاہِ خوباں بجاں پروری
کمندِ وے ار صید بند دمدام	
من آنم کہ صیاد گیسوم بدام	
نگینِ وے ار لعلِ رُمانی ست	
نگینِ لبِ من سلیمانی ست	

ان دونوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کینفوی چینی اور کنیز چینی دونوں نے سکندر کی فرمایش پر گانا شروع کیا۔ کینفو کا نغمہ بہت طویل تھا۔ اوّل کا حصہ طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ اُس کا آغاز اس طرح ہے کہ ؎

بہ آئینِ خوباں بہ شوخی و ناز
سرودے بر آورد عاشق نواز

ایک دو شعر لکھ کر نظامی کے مندرجہ صدر دوسرے شعر کی طرح ایک عام تمہید سے اپنا فخریہ شروع کرتی ہی کہ ؎

چو بشگفت گل خوش بود بوستاں — ولیکن بہ ہمراہیِ دوستاں

چو بے صحبتِ ارجمنداں بود | چمن دور ازیں جائے زنداں بود

چند شعر کے بعد کہتی ہے

کسے را کہ من باشم اندر کمند | چہ حاجت بہ بالائے سرو بلند

اس کے بعد اپنا فخریہ نغمہ گاتی ہے جس میں ۳۵ شعر کے بعد مندرجہ بالا شعر یعنی ع

سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس

آتا ہے۔ ان سب میں اس نے اپنے معشوقانہ کارنامے جتائے ہیں۔ مثلاً

بیک حملہ بر پارسایاں زنم | بدیگر رہ آشنایاں زنم

ہمہ خونِ خوباں بہ کش مے خورم | وزیں نوش بادم کہ خوش مے خورم

بہ تیرے کہ زیں چشمِ مست افگنم | صفِ توبہ ہا را شکست افگنم

چو یکسو کنم مقنع از طرفِ گوش | کلاہ از سر اندازم و سر ز دوش

منم قبلۂ روم و ابخاز ہم | کرشمہ مرا زیبد و ناز ہم

بہشتی ست ایں قامتِ چوں نگار | پر از سیب و بادام و نارنج و نار

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اوصاف جتا کر اور اپنے کو تمام خوبرویانِ جہاں سے فائق ثابت کر کے سکندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ سکندر آبِ حیواں کی طرف مجھ سے انسان کی تلاش میں گیا تھا۔ میری زلفِ معنبر کی خوشبو نہیں ملی تو ظلمات کی طرف رخ کیا۔ مگر جب میرے خلوت خانہ میں پہنچ گیا تو چشمۂ زندگانی مل گیا۔ اب اس خیال سے کہ سکندر یہ نہ سمجھے کہ میں نے اُس کی اس درجہ قدر کی کہ اپنی محفل میں جگہ دی، وہ

اپنا تفوق اُس پر ثابت کرتی ہے اور رفتہ رفتہ کہتی ہے کہ اُس کی جگہ تخت زریں پر ہے اور میری جگہ اُس کے دل میں ہے۔ تمہید اور پھر اپنا تفوق دیگر خوب رویوں پر پھر خود سکندر پر کس عمدگی سے ثابت کرتی ہے۔ اور قلبِ شاہی میں اپنی جگہ حاصل کر لیتی ہے جو نہایت لطیف اور پاکیزہ پیرایہ ہے۔ کنیز چینی کا نغمہ اسی قدر ہے جو درج کیا گیا۔ اول کے پانچ شعر عام ہیں یعنی ؎

کہ از شادی امشب جہاں را نویست	ہمہ شادی از دولتِ خسروی ست
بہنگامِ گل خوش بود روزگار	بخندد جہاں چوں بخندد بہار
چو خورشیدِ روشن درآمد بہ اوج	ز روشن جہاں بر زند نورِ موج
جہاں چوں درآید بجولاں گری	زمیں رومی آرد صبا ششتری
گلِ سُرخ چوں کلہ بندد بہ باغ	فروزد ز ہر غنچہ چوں چراغ

چھٹے شعر میں کچھ اشارہ نغمہ زن کی طرف معلوم ہوتا ہے ؎

سکندر چو پیروزی آرد بچنگ
نہ زیبا بود آئینہ زیرِ زنگ

دفعتاً ساتویں شعر سے اپنا تفوق سکندر پر جتانا شروع کر دیتی ہے ؎

چو کنیز وارے شود جام گیر
چرا جام خالی بود در سریر

جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ثابت ہے، بادشاہ کو پکڑ لینا، اپنی زلف کی کمند بنا کر

بے خوف سکندر کی گردن میں ڈال دینا (جس طرح جلّاد مجرم کے گلے میں پھانسی ڈال دیتا ہی) اور اپنی کمند کو شاہ گیر ظاہر کرنا (جس سے سوائے سکندر کے اور کوئی مُراد نہیں لیا جا سکتا) بیان کیا گیا ہے ؎

شہ از ملک عالم گرفتاشگفت | من آں را گرفتم کہ عالم گرفت
کمندے من از زلف بسازمش | نہ ترسیم بہ گردن دراندازمش
گرا و را کمندے بود ماہ گیر | مرا ہم کمندے بود شاہ گیر

اور ظاہر ہے کہ ایسے مطلق العنان اور فاتح سلاطین کے سامنے اس قسم کا طرزِ بیان اور پھر ایسی مجلس نشاط کے لئے زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتا بلکہ ادب اور رعبِ شاہی کے بھی مناسب نہیں ہی۔ بمقابلہ اس کے ع

مرا در دلِ اوست جائے نشست

سے ایک خاص دل ربایانہ انداز امیر خسرو نے نکالا ہی جو اس محفل طرب کے عین مناسب ہی۔ اُمید ہی کہ ناظرین کرام ان دونوں بیانوں کو مطالعہ فرمائیں گے۔ اور بھی اس پر لکھا جا سکتا ہی مگر بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

مختصر نویسی

مختصر نویسی بھی رزمیہ داستان کی خاص خوبی ہی یعنی بہت سے مضمون کو ایک شعر یا ایک مصرعہ میں ظاہر کر دینا اس مثال میں امیر کا مندرجہ ذیل شعر پیش کیا جا سکتا ہی جس سے جنگ کا پورا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہی ؎

دراں وحش وصحرا درآویختند　　گرفتند وکشتند وخوں ریختند

یہ مضمون طویل ہوگیا اور دونوں اُستادانِ سخن کے کمالات علمی کا اندازہ کرنے کے لئے اس قدر مقابلہ بھی کافی ہے اس لئے آیندہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ صرف خسرو کے کلام کا انتخاب ہوگا۔

اخلاق ونصایح

اخلاق ونصایح میں عموماً شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا طرز اختیار کرتے مگر چونکہ یہ مثنوی خصوصاً نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہی اس لئے دونوں بزرگوں کے طرز کی جھلک نظر آتی ہی جس کا نمونہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہی۔ اس میں خسرو نے اپنے فرزند کو نصیحت کی ہی اور پرانے طرز کی نصیحت نہیں جو محض بے ثباتی دنیا ہی پر محصور رہوتی ہے بلکہ روزی کمانے، ہنر وپیشہ سیکھنے اور مذہب کی پابندی، سچائی وراست بازی اختیار کرنے کی ترغیب دی ہی جو مفید اور کارآمد ہونے کے ساتھ اس وقت تک نئی روشنی کی عینک سے بھی عمدہ نصیحت شمار ہوسکتی ہی۔ چند اشعار ذیل میں درج ہیں ؎

انتخاب از مواعظ برائے پسر خورد سال

مروگرد ہر درکہ نانت دہند　　درکعبہ زن تا امانت دہند
بجہدِ صفا صیقلِ سینہ کن　　دلِ آہنینِ خود آئینہ کن
ورنہ دل سیہ ماندو روت صاف　　چو آئینہ از خود نمائی ملاف

بروزِ جوانی چو پیراں گرائے	بہ پیریت خود تن نہ جنبد زجائے
بہ ہے رو کہ در نیک نامی کشد	خیالے مہزکاں بخامی کشد
بہر کاری از راستی کن شعار	کہ ہم رستہ گردی و ہم رستگار
وگر کارے از دیں فراتر بود	مکن گرچہ شمشیر بر سر بود
چو بے بہرہ کردن زکسبِ حلال	بہ از گنج بُردن بہ غصب و وبال
حلال آں کسے را وہد بر کرے	بہ کشتِ ہنر آب ریزد زجوے
ہنر کو مثل ہست در نار دود	ہنرمند را سر نیارد فرود
گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور	بہ از بادشازادۂ بے ہنر
چو مستے دہد سفلہ را دور باش	کند ہمنشینانِ خود را خراش
ہر آں شعلہ کز آتشِ تیز رست	بہ پیراہنِ خویش گیرد نخست

نصیحت بہ سکندر

جو نصیحتیں سکندر کو افلاطوں کی زبانی کی گئی ہیں وہ حقیقت میں ایسی نصیحتیں ہیں جو سکندر جیسے جلیل القدر بادشاہ کے قابل بھی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار اس جگہ نقل کئے جاتی ہیں۔

تو بیدار باش آشکار و نہاں	کہ از پاست آباد خسپد جہاں
مکن ہرچہ عالم خورد غم زتو	تو در خواب و بیدار عالم زتو
چو شہ راز دشمن یکے صد بود	کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود

چناں خسپ روزے کہ خسپی بسے / کہ خواب پریشاں نہ بیند کسے

حکیم آں سخن را نہ بر ہرزہ گفت / کہ شد فتنہ بیدار چوں شاہ خفت

اگر شحنۂ شہر خفتہ خراب / بیک گوشمالش برآور ز خواب

وگر سگ نکو پاسبانی کند / شکم پر کنش تا شبانی کند

بہ بزم آنکہ مست ست ہشیار کن / طرب با حریفانِ بیدار کن

بہ پرتاب داری رسد زخمِ تیر / بود تیر اندیشہ آفاق گیر

بداں ساں شو از کینہ در کینہ خواہ / کہ نے تیغ رنجہ شود نے سپاہ

مدہ تیغ را بر سیاست زباں / کہ آہستہ باشد بخوں مرزباں

بہ حال ایں مثل زندگانی دہ است / کہ جاں بخشی از جاں ستانی بہ است

چو فیروزیت باید اندر مصاف / بکن گرد خرگاہِ دلہا طواف

بہ تیمار خدمت گراں کن بسیچ / ز بد خدمتاں نیز دامن مپیچ

اگر مرد بیدار پروردنی ست / گراں خواب را نیز غم خوردنی ست

مشو سخت گیر از خدا دادہ / کہ گردد غلامِ تو آزادہ

ترا بارگاہِ بریشم طناب / خبر نہ ازاں سوزشِ آفتاب

ترا با دو پایاں ز اندیشہ بیش / بیندیش ازاں لاشہ پشتِ ریش

ترا توشہ داں پر ز حلوائے تر / نظر کن بہ بے توشۂ راہ بر

مناظر

شاعری کا کمال اس میں دیکھا جاتا ہے کہ جس میدان یا موقع کا ذکر ہو وہاں کے حالات اس انداز پر بیان کئے جاویں کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ میں اس موقع پر ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں - امیر خسرو نے اس مضمون کو جس طریقہ پر ادا فرمایا ہے اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جشن کے لئے جو باغ آراستہ کیا گیا تھا اُس کی کیفیت دکھائی گئی ہے - استعارہ وتشبیہات وصنائع لفظی سے بھی (جو ایشیائی شاعری کا زیور خیال کی جاتی ہیں) کچھ کچھ کام لیا گیا ہے -

ہم از اولِ بامداد آفتاب	بفرخندہ طالع در آمد ز خواب
شدہ جلوہ گر نازنینانِ باغ	رُخ آراستہ ہر یکے چوں چراغ
بہ لالہ ز فردوس جام آمدہ	ز رضواں بہ گلبن سلام آمدہ
بنفشہ سرِ زلف را خم زدہ	گرہ در دلِ غنچہ محکم زدہ
ز بس تنگی اندامِ زیبائے گل	شدہ پارہ پارہ سراپائے گل
ہوا بر سر سبزہ مے ریخت سیم	مراغہ ہمی کرد بر گل نسیم
بہر شاخ مرغ ارغنوں ساختہ	بہر نغمہ گلبن سر انداختہ
غزل خوانیِ بلبلِ صبح خیز	تمنائے مے خوارگاں کرد تیز
زنالیدنِ قمریٔ خوش نوا	کبوتر[1] معلّق زناں در ہوا

[1] قمری کی آواز پر کبوتر کی بازی کرنے کو عاشقانہ وجد ظاہر کرنے کے نئی ترکیب ہے جس سے ہندی کبوتر باز عمدہ حظ اُٹھا سکتے ہیں یہ رقص مدہوشی کی عمدہ اور نئی مثال ہے ۱۲

زبادِ بہاری ہوا مشکبو | عروسِ جہاں زآبِ گل شستہ رو
بساطِ گل از سبزہ گلشن شدہ | چراغِ گل از باد روشن شدہ
شدہ مشک بو غنچہ در زیر پوست | چو تعویذ مشکیں بباز وئے دوست
کشادہ گلِ لعل جلبابِ نور | نظارہ کناں چشمِ نرگس ز دور
بروں کردہ سوسن زبانِ خموش | ہمی کرد ہر دم تقاضائے نوش
بہر چشمہ منقارِ بط آب گیر | چو مقراضِ زریں بقطعِ حریر
ازاں نغمہ کو غارتِ ہوش کرد | مغنی ترنم فراموش کرد
ز آوازِ دراج و رقص تدرو | سبک گشت رقصیدنِ پائے سرو

علمائے دُنیا پرست

نہ آنست درویش مردِ خدائے | کہ بہرِ درم پیش شہ شد بہ پائے
بپلیش پشمینہ برکش ز دوش | کہ پوشیدہ دزدیست پشمینہ پوش
مبیں کاں گلیم است تن پوشِ او | کہ آں دامِ مال است بر دوشِ او
چو دامے کہ برداشت ماہی فروش | ز بہرِ درم ہائے ماہی بدوش
ہم از دامِ ماہی دل ایں نکتہ بیخت | چو ماہی کہ برداشت آبش بریخت
فقیرے کہ ناں از درِ شاہ جست | بباید ز آبِ خودش دست شست
بہشتی بود شاہِ درویش خواہ | کنشتی ست درویش در کوئے شاہ

آخر کا شعر ایک عربی قول سے ماخوذ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

نِعمَ الاَمیرُ علیٰ بابِ الفقیرُ　　وَبئسَ الفقیرُ علیٰ بابِ الامیرُ

بے ثباتی دُنیا

دو دُو دار د این تنگنائے دراز　　کہ در رفتن و آمدن ہر دو باز

ازیں ہر زماں نوبتے مے رود　　یکے آید و دیگرے مے رود

ہندوستانی رسم ورواج وتشبیہات

امیر خسرو نے بعض بعض جگہ خاص ہندوستانی رسم ورواج بھی نظم کیے ہیں اور بعض تشبیہیں ایسی ہیں جن سے ہندوستانیت ظاہر ہوتی ہے۔ چند امور ذیل میں نمونے کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔

زہے ابلہی ہندوانِ کلال　　بدست آب نوشند با صد سفال

یعنی ہندو باوجود صدہا برتن موجود ہونے کے ہاتھ یعنی اوکھ سے پانی پیتے ہیں۔

شد از رنگِ سرخی سرِ کوہسار　　چو پیشانیِ پیل شنگرف دار

یعنی صبح کو کوہستان میں شفق کی سرخی اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے سیاہ ہاتھی کی پیشانی پر سندور لگاتے ہیں۔

زنالیدنِ قمریِ خوش نوا　　کبوتر معلّق زناں در ہوا

چو کیسو کنم مقنع از طرفِ گوش　　کلاہ از سر اندازم و سر زدوش

نہفتہ مجمر گلِ خویش را　　نظر بستہ چشمِ بد اندیش را

فارسی میں بُرقع وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں عورتیں آنچل یعنی اوڑھنی کا سرا منہ پر ڈال لیتی اور جب کسی سے مُنہ کھول کر بات کرنا ہوتی ہے تو ایک طرف سے آنچل سرکا لیتی ہیں اس کو خسرو نے بیان کیا ہے جب میں ایک طرف سے (ایک کان کی طرف سے) آنچل سرکا لیتی ہوں تو سر سے ٹوپی اور دوش سے سر الگ ہو جاتا ہے

چو مارے بدست آور د مار گیر

نواز د چنیں خونیِ را بہ شیر

ہندوستانی سپیرے سانپوں کو پکڑ کر دُودھ پلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایران میں بھی یہ رواج ہو۔

خاتمہ

آئینۂ سکندری کی نسبت جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھ دیا گیا اس مختصر ریویو میں اس سے زیادہ نہیں لکھا جا سکتا ہم کو اصل کتاب کے طرز بیان کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔

غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ امیر خسرو نے عموماً مثنوی میں نظامی کا اتباع کیا ہے۔ اُن کے طرز کو نمونہ بنا کر اپنی مثنوی تیار کی ہے اکثر اشعار کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ مثلاً نظامی کے مبالغہ غلو کی یہ مثال زبان زد عوام ہے

زُسمِّ ستوراں دراں پہن دشت ‏‏‏‏‏‏ زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

گو اس میں تکرار شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغہ کی عمدہ مثال ہے۔

اس کے مقابلہ میں امیر لکھتے ہیں ؎

زلرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں ‏‏‏‏‏‏ در اندامِ گاو آر دگشت اُستخواں

اسی طرح جا بجا اشعار سے پایا جاتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے ہوئے ہیں۔

آئینۂ سکندری کی عبارت صاف اور رواں ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک فوّارہ ہے جس میں سے مضامین اُبلتے چلے آتے ہیں۔

زیادہ خود ستائی سے بھی کام نہیں لیا۔ جو امر بیان کرتے ہیں اکثر جگہ اُس کی علّت بھی بیان کر دیتے ہیں جس سے بے ساختہ پن زیادہ مترشح ہوتا ہے۔ سکندر نامۂ نظامی کی تحریر مُرصّع اور بلیغ ہے۔ خصوصاً میدان رزم کا سماں اس خوبی سے باندھتے ہیں

کہ جنگ کا منظر آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور طرزِ کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہایت ماہرِ فنِ کاری گر نے نہایت قرینہ قرینہ سے مینا کاری کا کام کیا ہے بعض جگہ اتنے بلند ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کی سمجھ سے بلند ہو جاتے ہیں بلکہ شارحین کو بھی تاویلات ہی کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے مکرر اور متعدد جگہ سے دونوں کے کلام کو پڑھا۔ سکندر نامہ پڑھتا ہوں تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس کو ترجیح دی جائے۔ اور جب آئینۂ سکندری پڑھتا ہوں تو اُس کی خصوصیات اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دینا ناظرینِ کلام کی نکتہ رس طبائع پر چھوڑتا ہوں اور دونوں بزرگوں کے حق میں (جو یکتائے روزگار ہیں) دعائے مغفرت کر کے ناظرین سے آمین کہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ والسّلام

خاکسار

سعید احمد فاروقی

علیگڈھ:

رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این مرأتِ صفا کہ نمودارِ آئینہ سکندری ست بصیقلہ
نامِ خالقِ صُور مصقّل گردانیدہ شد تا چون بمواجہۂ صادق
وعکس نما رسد صورتِ حالِ او موجّہ روئے نماید انشاء اللہ المصور

جہاں پادشاہا خدائی تراست	ازل تا ابد پادشائی تراست
کشایندۂ چشمِ بینش توئی	نگارندۂ آفرینش توئی
توئی اول و آخرِ جملہ چیز	نہ آغاز داری نہ انجام نیز
ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ	تصور بکارِ تو گم کردہ راہ
۵ نہ چون من بمقدارِ بیش و کمی	کہ گنجی در اندیشۂ آدمی
کمالِ سخن را ورق شستہ	کم و بیش را دیدہ بر دوختہ

۶- ق - زباں

ادب نیست الا بفرمانِ تو — پژوهیدن از نهانِ تو
در کاردانی تو کردی پدید — خرد را بران در تو دادی کلید
توئی پیکر آرای مردم ز خاک — عمل دانِ گیتی بتقدیرِ پاک
تو دادی بدل گنجِ آماده را — تو کردی بلند آدمی زاده را
۵ فلک را تو بستی گره در جهات — تو راندی قلم بر خطِ کائنات
ز خورد و بزرگ آنچه دارد سرشت — نبشتی بر آنسان که باید نبشت
ز صنعِ تو کاری بهر کارگاه — غلط را نه در کارگاهِ تو راه
هر آنچه آفریدی درین جوی ژرف — نهفتی درو کیمیای شگرف
ز ملکِ تو یک ذره بیکار نیست — خرد را درین بارگه بار نیست
۱۰ جهان را تو کردی پدید از نهان — زمین نیز در وی جهان در جهان
چنان این کهن نقطه را خواستی — به پرکارِ حکمت بیاراستی
مسلسل چنان کردی اجرام را — که پی بگسلد پیکِ اوهام را
بصد زیور آراستی روزگار — که محتاجِ آلت نگشتی بکار
دروغ ست کین وهم کوتاه بین — فلک را نهد کارسازِ زمین
۱۵ زمین و فلک چون منت بنده اند — به تسلیم خدمت سر افگنده اند

---

۲ - س - بدان در - ۳ - ق و س - عملدار گیتی - ۴ - س - هر دو مصراع مقدّم و مؤخر ۱۲

۱۱ - س - نقطه   ۱۳ - س - گہے فصل دے ماہ گاہے بہار

اگر صنعت از یاریِ چرخ زاد — چو چرخ آفریدی کہ یاریت داد

کنی جملہ ہستی بآئین و ساز — کہ ناید بہ نیروے غیرت نیاز

کمالِ تو کے ضبطِ گردوں شود — بدولاب دریا تہی چوں شود

اگر چرخ کوشد بصد گونہ زور — بروں ناید از نقشِ یک پای مور

۵ کسے کوشد از پاے موری زبوں — توانائیش چوں تواں گفت چوں

ستارہ کہ یک حرفِ تست از قلم — چہ داند کہ در وے چہ کردی رقم

نگینے کہ بر خاتمِ جاے ساخت — کجا نقشِ خود را تواند شناخت

ہمہ رہ نوردانِ ایں نہ بساط — ق — کہ گاہے غم آرند گاہے نشاط

نہ از خویش ازیں گونہ برگشتہ اند — کہ یک یک ز حکمِ تو سرگشتہ اند

۱۰ زغیب آنچہ پیدا شود ہر نفس — قضاے خداوندیِ تست و بس

توئی راز دارِ ضمیرِ ہمہ — بدرماندگی دستگیرِ ہمہ

سرے کز تو افتد کہ آرد بشاد — درے کش تو بندی کہ داند کشاد

تو ریزی بہر خاطر اندیشہ — بہر دل تو تلقین کنی پیشہ

۱۵ تنِ روشن و جانِ پنہاں ز تو — ہمہ کس ز جاں زندہ و جاں ز تو

ہمہ زود میرد تو جاوید پائے — کہ ہرگز نہ میرد نمیرد خدائے

---

۳ — س — بود — ۱۱ — س — توئی راز داں

مناجات در حضرتِ ملکِ بارکہ حاجاتِ محتاجاں را نزدیکِ عینِ عنایتِ او حاجتِ عرض نیست

شکستہ پنا ہا چو زاحسانِ پاک | سرشتی بدستِ خود این مشتِ خاک
۵ کشیدی ز توقیعِ جودم طراز | کہ رہ سوئے ایماں کشادیم باز
گرم کردۂ کافرِ بت پرست | چہ کردی معاذ اللہ این خاکِ پست
زبانِ من ار موئے گردد بکام | نگوید ز شکرِ تو موئے تمام
چو دادی بگنجِ خودم دستگاہ | مدہ دزد را سوئے آں گنج راہ
مپرس آنچہ بد کردہ ام یا صواب | کہ در خورد پرسش ندارم جواب
۱۰ جفا پیشہ را رستگاری ز تست | بہ آمرزشش امیدواری ز تست
بہ بخشائی ار بر ہمہ عاصیاں | خداوندیت اندارد زیاں
وگر زاہداں را بسوزی بنار | ہم از عدل بیروں نباشد شمار
ہمہ کارِ تو نیست اِلّا کہ داد | ترا تہمتِ ظلم نتواں نہاد
بہ ہستی چو را ہم تو دادی نخست | ز من ہر چہ خیزد بتقدیرِ تست
۱۵ چو خود بستی ایں رقعہ بر دامنم | عتاب ار چہ گردد بہ پیرامنم
ز گیتی چنانم بر انجامِ کار | کہ فردا نمانم ز توشہ مسار

۱۴۔ س: ز من ہر چہ آید۔

چنان دار بیدارم اندر جهان — که خفته نخوانند کارآگهان

چنان بر سوی خوابگاهم فراز — که بیدار خسپم بخواب دراز

چنان زندگی ده بجانِ عزیز — که زنده بمانم پس از مرگ نیز

شناسا چنان کن دلِ ریش را — که بشناسد اندازهٔ خویش را

۵ به نقصانِ خود چون تواند شناخت — کمالِ ترا نیز داند شناخت

گرم نعمتی داد خواهی نخست — بشکرِ خودم ده زبانی درست

ور از من کنی رختِ این خانه دور — شکیبائیم ده که مانم صبور

چو دل در سر آرد پریشانیم — دری باز کن در پشیمانیم

گرفت ارچه جرمم سیاه و سپید — بعفوِ توام بیش از آن ست امید

۱۰ چو فردا خجل گردم از کارِ خویش — مکن بسته بر من درِ بارِ خویش

چه باشد یکی ذرّهٔ خاکسار — که روزِ شمار آید اندر شمار

چو آوازِ صورم در آرد ز خواب — ز بارانِ رحمت بر ویم زن آب

مرا چشم تنگ و هوس شاخ شاخ — عطای ترا برگ و نعمت فراخ

چه دانم که در خفتن و خاستن — چه می باید از چون توی خواستن

۱۵ توام آن خرد بخش از بخشِ خاص — که آن خواهم از تو که یابم خلاص

من از حدِ خود دم زنم چون چنان — تو اندازهٔ بخششِ خود رسان

---

۵ س: به نقصانِ خود چون شناسنده ساخت + کمالِ ترا نیز بتوان شناخت۔

زیادِ خودم سینه پر نور کن — فراموشیِ خود زمن دور کن

وجودِ مرا همّتی ده بلند — کزین دخمه بیرون جهانم سمند

روم بی‌خود از خانه در کوی تو — به پرواز همّت پرم سوی تو

نگون همّتان راز تو نور نیست — وگرنه زما ره بتو دور نیست

۵ ولی گر ز عونِ تو نبود شمار — چه خیزد ز صد همّت و صد هزار

که در گنبد ار تو نگوئی بیا — درونِ سراپردهٔ کبریا

بسوی خودم خوان و فریاد رس — که غوغای شیطان در آمد ز پس

درین بادیه غول رهزن بسی‌ست — بمنزل شدن نی حد هر کسی‌ست

بسا رهروان کاندرین گم شدند — که هم دیو و هم دیو مردم شدند

۱۰ تو دانی که این رهزنانِ هلاک — ز لاحولِ خسرو ندارند باک

چنان بر که چون من گرایم به تو — بدنبالِ پیغمبر آیم به تو

نعتِ آفتابی که صبحِ صادقِ والشمس وضحها از جبههٔ میمونِ او وجمال نمود و ماهی که نورِ ساطعِ والقمر اذا تلها از غرّهٔ روز افزونِ او کمال یافت

۱۵ رسولِ قوی حجّت آشکار — بحکمت درست و بحکم استوار

---

۲ - س: جبهه - ۱۳ - س: د دم - ایضاً س: سزا و از همت، س: نیاید ز پس

محمد شہ لاجوردی سریر | کزو گشت ہستی عمارت پذیر
ز دروازهٔ شرع رایت فراز | ز گنجِ فلک گوہر آماے راز
بہ مہمانیِ پیشگاهِ الست | طفیلی خورِ خوانِ او ہر کہ ہست
خدائے کہ ہستی پدیدار کرد | ز بہرِ وے این سکہ پرکار کرد
۵ سپہرے کہ بینی چو رخشندہ باغ | ز نورِ وے افروخت چندین چراغ
ز باغِ رخش ہشت بستان گلے | دران باغ روح الامین بلبلے
سماطینِ زنِ مسندش ہر زمان | یزک بر یزک لشکرِ آسمان
کرم بین کز احسانِ امت پناه | گنہ ما کنیم او بود عذرخواه
زبردست اگوہر افگن بہ تیغ | نوازش گرِ زیر دستان چو میغ
۱۰ زمین اکفش کیسہ دارِ جود | جہان آتشش کیمیاے وجود
بحضرت کمر بستہ بر عزمِ کار | میانجی بہ آمرزشِ کردگار
وجودش ز دریاے رحمت نشان | کہ رحمت بران ابرِ رحمت فشان
زبانش یکے تیغِ عالم پناه | کزو حک شدہ نامہاے سیاه
فلک خاکی از پاس برداشتہ | ہزاران چہ دوزخ انباشتہ
۱۵ ہمہ لوحِ محفوظ در شانِ او | سیاه و سپیدِ جہان زانِ او
فروہشتہ منشوری از مشکناب | برآوردہ نہ خیمہ زین یک طناب

---

۹ - س وق: گردن افگن بہ تیغ - ایضاً: نوازش کن - ۱۵ - س - ملک خاکی

ز گیسوی او نافه بو یافته — گل از روی او آبرو یافته

فرو خواند دیباچهٔ غیب را — رقم کرد توقیع لاریب را

حمایت نشین چرخ در مشت او — مه از داغ داران انگشت او

در چرخ را ماه قفل زرست — کلیدی ز انگشت پیغمبرست

۵ هم از نور آن پنجهٔ مه شگاف — صف بدر بشکسته در مصاف

زمین و فلک یک غبار رهش — ازل تا ابد یک تماشا گهش

دم از راه درویش پرسی زده — قدم بر سر عرش و کرسی زده

بجایی که توسن بر انگیخته — جناح ملایک فرو ریخته

صفت معراج مقتدائی که جماعت اسلام از محراب قاب قوسین او ادنی بشارت الصلوة معراج المومنین آورد تا هر موحدی را علی حده صاحب معراج گردانیده علیه الصلوات و التحیات و السلام

فلک ماه را چون شب افروز کرد — شب تیره پیرایهٔ روز کرد

رسید از فلک پیک فرخنده پی — فلک وار زو چرخ در گرد وی

براقی ز رفتن سبک گام تر — ز خورشید و مه روشن اندام تر

سوی دولتِ بی‌حسابش کشید — رکابی شد و در رکابش کشید

سوارِ سبک رو بعزمِ درست — نتابندگی را کمر کرد چست

بران رخشِ رخشنده بر شد چنان — که در لامکان در کشیدش عنان

نخستین شرف بیتِ اقصاش بود — ز اقصیٰ ولایت در او ناش بود

علی القطع ببرید در یک زمان — بمقراضِ لا پردهٔ لامکان

چو مه سجده کردش در افگندگی — هلالِ خودش خواند در بندگی

عطارد که منشورش از خورشید تافت — ز دیدارِ او شربتِ تازه یافت

همان زهره کز شرعش آگاه بود — کمانچه بکش کرده بگریخت زود

خور از مسند آورد رو بر زمین — رها کرد مسند به مسندنشین

بره گشت مریخ سرهنگِ او — کله سوده بر نعلِ شبرنگِ او

نشابنده برجیس از پیش خاست — متاعِ سعادت بدریوزه خواست

زحل روی مالیده چندان براه — که شد روی او روشن و ره سیاه

چو پا بر ثوابت نهاد استوار — شکوهش بود از ثوابت قرار

پس از انجمِ هشتمین انجمن — بعزمِ نهم گشت هنگامه زن

علم بر نهم فرشِ اطلس کشید — قلم بر جهاتِ مسدس کشید

سوی عالمی شد که عالم نماند — دوئیم در میان سایهٔ هم نماند

همای شد ز اوجِ عزت پرید — همائی که کس سایهٔ او ندید

چناں کرد بر شاخِ قرب آشیاں — کہ خود ہم نگنجید اندر میاں

چو از ہستیِ خویش نامید گشت — دراں نیستی ہستِ جاوید گشت

بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش — زہ از قابِ قوسین آمد بگوش

حجابِ خیال از میاں برگرفت — نظارہ بنورِ نہاں در گرفت

۵ بروں آمد از پردۂ بودِ خویش — نگہ کرد بے پردہ مقصودِ خویش

بمنزل خراماں شد از بارگاہ — بپایش درم ریز خورشید و ماہ

فروزاں چو شمعے ز نورِ حضور — ملائک چو پروانہ در گردِ نور

عروسانِ فردوس در انتظار — کہ روبند از پائے نازک غبار

گلے را کہ برچید ازاں بوستاں — رہ آوردی آورد بر دوستاں

۱۰ جمالی بخوباں ازاں باغ داد — برخسارِ شاں خالِ مازاغ داد

خوشا وقت آں میہمانانِ باغ — کہ گشتند ازاں گل معطر دماغ

یکی راست گوئی کہ در کنجِ غار — نہاد از پئے گنج پا پیشِ مار

دویم دادے آں کہ از دستِ زور — بہ انگشتِ خود دیو را کرد کور

سیوم آں کہ قرآنش منشور داد — دو شمع از شبستانِ او نور داد

۱۵ چہارم دلاور سوارے کہ دید — درِ خیبر از ذوالفقارش کلید

شدہ خانۂ شرع را از نخست — بداں چار ارکاں عمارت درست

---

۵ - س م: ہمیودِ خویش - ۱۰ - س: داغ مازاغ داد - ۱۳ - م ق: دویم دادرِ عدل -

ریاحینِ دیگر گزین گلشنند　　چو در گردِ ماہ انجمِ روشنند
زہے برجِ آن ماہِ ناکاستہ　　کہ باشد برین انجم آراستہ
دلم جاے آن انجم و ماہ باد　　مرا نورِ شان مشعلِ راہ باد
زہے راہِ خسرو کہ در برتری　　کند نورِ آن انجمش رہبری

۵ مدحِ شیخِ عالمِ اجل محی السنن نظام الملت فضیلی کہ قدمِ بشرِ حافی را از نعلینِ طریقت فرو پوشید و او ہمی کہ سرّی سقطے را از سرّ صفا روشن کرد

دلم چون بگوہر کشی خاص گشت　　بدریای اندیشہ غوّاص گشت
۱۰ بہر غوطہ چندان بروں ریخت دُر　　کہ دریا تہی گشت و آفاق پُر
نثاری گزان دُر برانگیختیم　　بدرگاہِ پیغمبرش ریختیم
من افتادم و آسمان برگرفت　　عطارد ببوسید و بر سر گرفت
مرا گاہِ افشاندنِ آن نثار　　بسے دخل شد لولوے شاہوار
دریغ آیدم کاین چنین گوہرے　　برم تحفہ در خدمتِ دیگرے
۱۵ ادب نایدم پیش ازین در ضمیر　　گزان سازم آرایشِ مدحِ پیر

۱۲- س ۲: بسے خرج شد

پناهِ جهان دینِ حق را نظام | رهِ قدس را پیشوای تمام

بحجّت مسیح در آخر زمان | بر اهلِ زمین حجّتِ آسمان

جهان زنده از جانِ بیدارِ او | زمین روشن از روزِ بازارِ او

همه شب ز شبخیزیِ بی ریا | کمند افگنِ کنگرِ کبریا

۵ ز ظلماتِ شب کرده کحلِ بصر | بنظّارهٔ غیب صاحب نظر

زبس سجده کردن بمحرابِ دین | شده حاجبِ خاصِ روح الامین

قدمگاهش از پایهٔ عرش بیش | کفِ پایش از بوسهٔ خلق ریش

نمازِ وی از معرج برتری | نمودارِ معراجِ پیغمبری

بدان تا خرامد به بالا ز پست | نهاده قدم بر سرِ هر چه هست

۱۰ نگفته ز دیبا و اکسون سخن | شرف کرده از ژنده های کهن

زمین و فلک در ولایت حدش | ولی گوشهٔ بوریا مسندش

ز نعلین چوبی شده تخت گیر | یکی کرسیش گشته دیگر سریر

به بیماری دل طبیب ست فرد | کزو کرده درمان بیازارِ درد

بر اهلِ طلب در نمودارِ کار | بدستوریِ غیب فرمان گذار

۱۵ ضمیرش درِ قدس را بردگی | پناهنده را داده پروردگی

گران سنگیِ او بهر دست برد | بسی بیضهٔ دیو را کرده خورد

---

۵ - م ق: صادق نظر - ۸ - ق: نمازِ وی از پایهٔ برتری

گره مفلس و توشه دان پر ز دُر — شکم خالی و دل ز گنجینه پُر

اگر پیشش آفاق پر زر بود — ز ابر کفش در زمان تر بود

ز دنیای محیطی به پیرامنش — مبرّا ز آلودگی دامنش

ز سرچشمهٔ غیبش آب دهان — به آب وضو شسته دست از جهان

۵ دم خلق او چون صبا جان نواز — نوالش همه وقت مهمان نواز

زبانش ز لوحِ سما رانده حرف — دلش عشق را گنجدانی شگرف

چو از سوزشِ دل دمِ خوش زده — بصد خرمنِ هستی آتش زده

ز نظّاره روی آن آفتاب — همه پاک چشمان و دیده پُر آب

بر آلودگان چون زده موجِ پاک — فرو شسته ز آلایش آب و خاک

۱۰ برد بارِ خلق ارچه بسیار تر — کسی نیست از وی سبکبار تر

فلک گر بعهدش نگردد بخیر — فلک را عنان باز پیچد ز سیر

بجایی که ماند آن قدم تا بدیر — بلایی ز گردون نیاید بزیر

هر آن ناتوان کز درش زر نیافت — اجل زحمتِ خویش ازو دریافت

براهی که آن پای دارد شتاب — بتعظیم بوسد زمین آفتاب

۱۵ صفا را ازو روشن آیینها — دمش روشنائی دهِ سینها

رسیده ز پروانهٔ آسمان — چراغی بظلماتِ آخر زمان

---

۶ - م : ز لوحِ سما خوانده حرف - ۱۱ - س : عنان فلک

جهان زو همه وقت پُر نور باد | زمین از درِ شش بهشت معمور باد

در علو درجت و منزلت شمس السّلاطین علی العالمین

علاء الدّنیا والدّین ظلّ الله ظلاله علی الدنیا الی الیوم الدّین

بنبیّ الامّیین صلی الله علیه وسلّم آمین آمین ۵

خراماں شو اے خامۀ گنج ریز | بدر سفتن الماس را دار تیز

بهر حرفی آرایشے ساز کن | بهر نکته گوشِ فلک باز کن

سخن را چناں پایه برکش به ماه | که بوسد بجرأت کفِ پایِ شاه

۱۰ شہے کآسماں بر درش گاه بار | ز پیروزه و جوز افشاند نثار

علاء دیں اسکندرِ تاج بخش | ز رفعت بگردوں و ال کرده رخش

محمد جهانگیر حیدر مصاف | که از تیغِ او لرزد خسرو کوهِ قاف

چراغی بنورِ حق افروخته | عدو را به پروانگی سوخته

صفاتش درِ اندیشه بیش از کمال | نوالش بِاندازه بیش از خیال

۱۵ بده گز قبا گرچه گنجد تنش | نگنجد به عالم دلِ روشنش

جهانی است او در قبای نهان | دلِ روشنش خود جهان در جهان

---

۱۰ - س - روز بار

زبس کش بعالم نگنجید ذات — فلک پس خزیدہ ز ہر شش جہات

ز ہمت چناں ساختہ نردباں — کہ بر رفتہ قدرش بہفت آسماں

شہاں بر درش خدمت آموختہ — نظر تیز بر پشتِ پا دوختہ

نگہ گر کند سوئے خورشید تیز — چو ذرّاتِ خاکش نہد ریزریز

۵ وگر ذرّہ را بخشد از مہر تاب — دہد پایہ بالاترش ز آفتاب

درم گر خطابش برآراست چہر — سزد گآفتابی کند بر سپہر

سپہر از پئے نامش ایں کار کرد — کہ خورشید را شکلِ دینار کرد

خطے کاں بتوقیعِ او محکم ست — صکے بہرِ ملکیتِ عالم ست

ورق ہائے منشورِ او ہر زماں — جہاں راست از فتنہ حرزِ اماں

۱۰ ز نامش فلک معتقد زیرِ پوست — چو افسوں کہ آرد کسی سوئے دوست

چناں کند خارِ ستم را ز راہ — کہ ہموار شد فتنہ را خوابگاہ

بکیں شیر دنداں کنوں کم زند — مگر گو ز تپ لرزن بر شکم زند

سپاہش گرانی بریں سو فگند — کہ شد ہند پست و خراساں بلند

جنیبت چو در زیرِ راں آورند — تزلزل بہفت آسماں آورند

۱۵ سمندش چو بر ابر جولاں زند — ہمہ تیر بر پشتِ مرغاں زند

ز بارانِ تیرش عدو در بلاست — کہ پیکانِ او ناودانِ قضاست

۱۔ ق۲: صفاتش رسیدہ بہر شش جہات ۔ ۸۔ س۲: خطے بہرِ ملکیت ۱۴۔ س۱،۲۔ زیراں آورد (و)
آسماں آورد

کشاید چو تیرِ جگرگاه را　　رسد دولتِ تیر بدخواه را

ز تیرش گزند شد عدو کاسته　　شده کیشِ پیغمبر آراسته

قیامت که فرداست و زش عیاں　　ز سهمش سرِ فرد افگند در میاں

بدہر ار زند زورِ چنگال را　　فراہم کند پار و امسال را

۵ کمانش چو زابرو اشارت کند　　جہانی بیک تیر غارت کند

چو در روے ہیجا ز پیکانِ تیز　ق　بہ نیروے بازو شود خشم ریز

در و شانۂ پیلِ کیں جوے را　　چہ شانہ کہ روزن کند موے را

سپاہی چو طوفانِ آتش بتاب　　کشد تیغ شاہش بیک قطرہ آب

گرفتہ ری و روم تیغش بجنگ　　ولی زنگ نگرفتہ ہرگز ز ننگ

۱۰ ز شمشیر آتش بدریا زدہ　　ز نیزہ ثری بر ثریا زدہ

برزمش شگفتہ دلِ دشمناں　　نہ از بادِ سوری ز خارِ سناں

چو رمحش سناں بر سر افراختہ　　خلہ در دلِ انجم انداختہ

سنانش بہ تیزی شدہ غمزہ زن　　بہر چشم زد بردہ دلہا ز تن

بجائے کہ آں رمحِ والا بود　　زمیں تا فلک نیزہ بالا بود

۱۵ ز بہرِ شکم ہاے روئیں تناں　　ز مغزِ یلاں چرب کردہ سناں

ز زلفے کہ از پرچم انگیختہ　　بہر تارِ مو صد دل آویختہ

بہ تنہا دریدہ صفِ خسرواں　　کہ ہم پادشاہ است ہم پہلواں

چو خار اسگافی کند آہنش | چہ پولاد ہندی چہ روئین تنش
چہ مردی کند چرخ در داوگیر | کہ تیر کہن دارد و ترک پیر
سلاطین مریخ شمشیر بند | علمدار او آفتاب بلند
ز چتر سیاہش کہ شد زیب تخت | چو طفل از شب عید ناخفتہ بخت
ہمائے کہ بر چتر او کرد جائے | شدہ فرخ از سایۂ او ہمائے
نہ ترسد ز زور آوران در گزند | مگر از ضعیفان نا زورمند
زر از بادشاہان سخت انتقام | ستاند بہ شمشیر و ریزد بجام
بہ سختی کشد گنج شاہان زبار | بہ نرمی کند بر گدایان نثار
بر آرد ز خاک سیہ زر پاک | بہ بخشندگی باز ریزد بخاک
گہ معدلت سوی درویش و شاہ | بیک چشم بیند چو خورشید و ماہ
بگاہ عطا زاں کف بحر جوش | زر صامت از ریختن در خروش
عجب صامتے بیں کہ فریاد کرد | عجب تر کہ فریاد از داد کرد
چناں باد بر سیم و زر جور شاہ | کہ فریاد و عدلی بر آید زماہ

در خطاب زمین بوس آں بادشاہ کہ در لوح محفوظ جہاندارِ بیدار بختش خواندند و از قلم تقدیر امیر سر دفتر نوشتند خلد اللہ ملکہ و خلد علاہٗ

جہاں خسروا تا بر سیم کیاں | ق | نشستی بر اورنگ فرخ بیاں

چنان عالم آرای گشتی ز داد — که شد ملک را عهدِ شاهان زیاد

نماند از همه عرصهٔ خاک و آب — بعهدِ تو جز جانِ دشمن خراب

همه وقت پاسِ جهان کار تست — ترا پاسبان بختِ بیدار تست

بر آن کس که گیتی دهد شاخ و برگ — گر امروز ریش ست فرداش مرگ

۵ دگر رحمت آری بمسکین و ریش — دهی روزیِ بارش امسال بیش

زمین آسمانت بخواندے ز شرم — ولی آفتابت شد آواز گرم

چو نوبت زنت گشت نوبت نواز — ز غلغل درِ آسمان کرد باز

جنابِ تو از بختِ فیروزمند — چو اندیشهٔ بختِ یاران بلند

سری کو بد اندیشیت پیشه کرد — سرِ خویش در کارِ اندیشه کرد

۱۰ مخالف که از فتنه جنبد تنش — سرِ شست و دامِ شاهست بر گردنش

اگر فرصتے یافت خصمت ببین — وَاُمْلِی لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن

ز خاکِ درت رسمه و هم درو — شهان کرده گلگونه همچون عرو

رسد خاکِ پات ار بچین و ختن — خرنده بجو سنجدش نے ثمن

دوال از دو دیده پسندیدگال — بخاکِ درت چون تهی دیدگال

۱۵ همه خسروان اندر ایوانِ تو — خله در دل از چوبِ دربانِ تو

درت بار داده به برنا و پیر — ندای مکارم ز بانگِ صریر

---

۲ ـ س: نماند ار همه عرصه ـ ۱۱ ـ س: اگر مہلتے یافت

چو بیند به مهر آسمان بلند | کند سنگ را گوهر ارجمند
تو کت ز آسمان همت افزون بود | نگه کن که تا مهر تو چون بود
چو گنجور تو گنج درهم کند | بعمد از در قفل را گم کند
زجودت کزو گم شد امیدوار | هم امید معزول و هم انتظار
۵ بود زهره بر یاد بزم تو شاد | چو مطرب که مهمانی آرد بیاد
بجام جم آراسته مشت تو | نگین سلیمان در انگشت تو
صدف گو بدریا درون در کند | ز باران دستت شکم پر کند
بدور تو در دور عالم تمام | همه باده کامرانی بجام
ازان باده کآفاق را کرد مست | سیاست شده فرض بر هر که هست
۱۰ چو از خسروان در پذیری سپاس | ز خسرو همین نکته را دار پاس
زهی کز نوازش گر بهای شاه | بدانش ربود از عطارد کلاه
بسر بر کلاه چنین زاخترم | بکس چون فرود آید آخر سرم
زر من چو خورشید زان تافته است | که از بذل شه چاشنی یافته است
بر آنم کزین نقد کامل عیار | بگیتی زنم سکهٔ نامدار
۱۵ نمودار گنجینهای کهن | کنم روشن از کیمیای سخن
چو اقبال تو می دهد یاریم | تماشا کن اکنون هنرکاریم

---

۸ - س۲: به کامرانی بجام - ۱۳ - ق۲: ز املی یافته است

امید ست کز بخشش کردگار | نمانم درین داوری شرمسار

خیالی بدون آرم از نشانِ خویش | که نبود نظیرش بدورانِ خویش

چو کامل شود پیکرِ این حریر | ز پیکر نگار از کرم درپذیر

چو رونق نهی در متاعِ کسان | کسادِ مرا نیز رونق رسان

۵ همیشه به نیکی و نیک اختری | بمان بر سرِ تختِ اسکندری

ز بازوی تو شد ملک استوار | کمربندِ تو چون سکندر هزار

خضروار عمرِ فراوانت باد | می اندر قدح آبِ حیوانت باد

بیا ساقی آن چشمهٔ زندگی | که یابد ازو عمر پایندگی

مرا ده که من خضرِ پیمانیم | ثناگوی اسکندرِ ثانیم

۱۰ بیا مطرب آن نغمه زن در سرود | کزو آبِ حیوان درآید برود

برآور بدان گونه بانگِ رباب | که اسکندرِ خفته خیزد ز خواب

گفتار در مرتبه که هیچ حیوانِ سرنگون سار جز مردمِ سرافراز بلند آثار رنگین سخن نرسد و سبب گرد کردن گوهری

۱۵ **چند که از سلک نظامی یتیم مانده بود و لختی از گلهای طیبِ خویش که از حال تهی تا محل تهی هنیه مانده ست**

---

۴ - ق ۲ - متاع مرا -

بروی آب آوردن و گردن مجالاتِ این قصه را که بیشتر ضبطِ عشق و تاریخ نست بعقلِ عقلی معقولِ لا امکان کردن

زهی سکهٔ کیمیای سخن — که یک جو درو نیست جای سخن

۵ گرامی کنِ گوهرِ آدمی — گرامی تر جوهرِ آدمی

بهر خانه زد صلح و جنگی دگر — بهر دل شتابِ دو رنگی دگر

بهارِ بصد نیکوئی خاسته — عروسی بصد زیور آراسته

رقم سنجِ وحیِ فرستادگان — شرف نامهٔ آدمی زادگان

سخن گر نه جانست بنگر بهوش — چرا مردم مُرده ماند خموش

۱۰ اگر عمرِ جاوید خوانی همونست — وگر چشمهٔ زندگانی همونست

بدو آشکارا نهانِ جهان — بگوشش آشکار از دیده نهان

زچندین دهان نکته بیرون فشاند — هنوزش چو دیدیم ناگفته ماند

ازین نقد کو صرفِ حالی نگشت — جهان پر شد و کیسه خالی نگشت

بچندین صدف دُرِّ خورشید تاب — ز دریای او چیست یک قطره آب

۱۵ کجا ره برد کس ببازارِ او — که روشن کند قیمتِ کارِ او

خزینه چو گنجور جان را سپرد — کلیدِ خزینه زبان را سپرد

نگشتی گرا و برجسته مرزبان — دهان بستگان را که دادی زبان

زباں کز چناں گنج دارد گہر — شب و روز با او وزو بے خبر

نگارے چنیں در وفا کاہمہ — وزو بے خبر ماندن راے ہمہ

چہ بد عہدیِ مردمِ ناسپاس — کہ ملکِ چنیں از حق نشناس

اگر دانی اندازۂ کارِ خویش — نگوئی مگر شکرِ گفتارِ خویش

۵ عنایت نگر ز آستانِ الست — کہ گشت این ولایت مرا زیرِ دست

کرم بین و فضلِ الٰہی مرا — کہ داد این ملکِ شاہی مرا

چو پایم برین باغِ رضوان رسید — درش را بہ من داد رضوان کلید

گشادم درِ باغِ آراستہ — شدم باغ را سروِ نوخاستہ

بہر میوہ و گل کہ چیدم دراں — بخیلی نکردم چو تنہا خوراں

۱۰ کہ مستاں چو جامِ مصفّا خورند — مروّت نباشد کہ تنہا خورند

ربودم ز گلگشتِ این بوستاں — بسے سیب و نار از پئے دوستاں

بساطے فگندم بصحراے او — کہ پا کوفت عقل از تماشاے او

منہ تہمتِ خوابِ نیک و بدم — کہ اجراے خود دستِ بختِ خودم

۔ ابا کسم خوش نیاید بہ کام — کہ پا نیم پخت است یا جملہ خام

۱۵ وگر پختہ شد نا فراہم ترست — کہ یا شور یا چاشنی کمترست

بغربالِ فکر آنچہ من بیختم — بہ انداز دروے نمک ریختم

---

۶ - ق۱ کہ داد اندریں ملک شاہی مرا - ایضاً س۲ ل پایہ

کسے کیں نمک خورد بر خوانِ من — فرامش نہ گشتش نمکدانِ من

بخوانِ کساں سر کہ گر کس بود — ترشروئیِ میزباں بس بود

مرا زیر پائی بدیں نیکوئی — چرا سر کہ ریزم بہ تند ابروئی

بزرگاں کہ در گردِ خوانِ من اند — بہ نزلِ ابد میہمانِ من اند

۵ خورش اندک و میہماں بیشمار — ہمہ خوردہ و ہیچناں برقرار

بر آں کس مباد ایں حلاوت حلال — کہ خاشاک پوشد بر آبِ زلال

کسے کو کند سوئے انصاف پشت — بہشت آورد کامِ خود را درشت

سگے کو بمردار جاں پرورد — ہم از استخواں استخواں برد

نہ ہر کو زند لافِ گوہر کشی — کند پیشِ گوہر کشاں سرکشی

۱۰ بہ نزدیکِ اناں ندارد فروغ — بہر کوئے بر زن فغانِ دروغ

بچشمِ کساں کز بصر یافت نور — پدید است مقدارِ ہر کس ز دور

شبے گر جہد گر بہ ہفتاد بام — بعیاریش بر نہیارند نام

دگر موشش نقب افگند صد حصار — ہم از نام موشے نیاید شمار

دغا باز را پاک باز افسر است — کہ سر بر دگر دست بر دیگرست

۱۵ مرا زیں خزینہ کہ دارم بدہر — دروغ آفرینی ست از خلق بہر

چو زاں نقد ہر کیسۂ فن تہی ست — حسد بردنِ دشمناں ز ابلہی ست

تو اے حاسد ایمن شو از سوختن — کزیں ناں نشاید کلہ دوختن

دلم گر دو صد گنج دارد شگفت — بخشک آفرینش نتوان فریفت

نه زیباست نزدیکِ کار آگهان — بتحسین شدن شاد چون ابلهان

دمی خوردن و در تکبّر شدن — ز بادی چو مشکِ تهی پُر شدن

چو بیش و کمی نیست در مغز و پوست — ق — ز نفرینِ بدخواه و تحسینِ دوست

۵ ندانم چرا مردِ سنگدل — ازین شاد گردد و زان تنگدل

ولیک آبگینه بود طبع تیز — کز آسیبِ سنگی شود ریز ریز

چو بر خوشۀ پخته بارد تگرگ — پراگنده گرداندش بار و برگ

هر آن طعنه کز کم عیاران بود — به پیرامنِ مایه داران بود

توانگر ز رهزن بود بیمناک — تهی کیسه را از گره بر چه باک

۱۰ هنرمند بر بی‌هنر کم زند — هنرمند را زخم محکم زند

نگیرد کسی خورده بر ناتمام — که از آتش ایمن بود عودِ خام

مرا چند ازین هرزه پیراستن — بدریوزۀ مجلس آراستن

شدن گرد هر کوی هنگامه جوی — چو هنگامه گیرانِ بیهوده گوی

مشعبد که خود را نداند عزیز — صد افسانه گوید به نیمی پشیز

۱۵ سخن گرچه شکّر فروشِ منست — ال چاشنی گیرِ نوشِ منست

دهن گرچه جان را گرامی نمود — چو خود را گرامی ندارم چه سود

---

۱۶ - س: دلم گرچه -

سخن را ابر گفتن از خوی تنگ
بود نرخِ یاقوت کردن بسنگ

دہان را بخاکِ رہ انباشتن
بہ از گفتن و بس طمع داشتن

متاعِ سخن گوہرِ بے بہاست
چو پیشِ خسانش برم کہرباست

چہ ریزم گہر در کنارِ کسے
کہ قیمت کند گوہرے را خسے

۵ خرِ ناتواں گر بود مُردنش
نہ بندند تعویذ در گردنش

چہ گویم کہ دانا بعالم نماند
کریم ارچہ نادان بود ہم نماند

تہی مایگانِ کشادہ جبیں
بہ از تنگ چشمانِ باریک بیں

گر امیدِ بخشش ندارم ز کس
مرا بخشش از طبعِ بخشندہ بس

ترا گر خزینہ ز پیش و پس است
خزینہ مرا سینۂ من بس است

۱۰ ہنرمند باشد ترازوے مرد
چہ سنجد ترازوے فرُخاکِ زرد

چہ داند کسے تا نگوید درم
کہ تا چند دریاست در گوہرم

مخالف کہ ناید ببازارِ من
چہ روشن کند قیمتِ کارِ من

کنند ابلہاں نسبتم را حبیب
بہشتِ دغل سنج ابلہ فریب

کسے کز حلاوت ندارد خبر
ہلیلہ نہد نامِ خُرمائے تر

۱۵ بروں حنظل از سیب رنگین‌تر است
دروں ہیچ کہ این زہر آن شکر است

نے و نیشکر ہر دو دارند بند
ولی ہیزم است این و آن شاخِ قند

۳ـ ق ۲: چو پیشِ خسانش بری کہرباست ـ ۱۰ـ م و ق و س ل: ہنر سنج باشد ـ ۱۲

مرا چون منی داند آیین و بهر | چو در بینی آن خود نباشد بدهر
دگر باشد از ملکِ عالم کسی | تهی کیسه‌تر باشد از من بسی
هنرمندکش برگ نه بود فراخ | چه میوه دهد دیگری را ز شاخ
بشهر این مثل شهرهٔ عالم است | که هر کس هنر بیش روزی کم است
۵ مرا صد فغان زین هنرهای خام | که نزدِ خرد هست عیبِ تمام
همه روز عمرم بخفتن گذشت | شبِ من در افسانه گفتن گذشت
نه دل گشت بیدار ازین خواب دیر | نه زین هرزه گوئی زبان گشت سیر
چو در عالمِ دل مرا بار نیست | که خفاش را با ضیا کار نیست
زبانی کز و در خوی خون زیم | نباشد گران نیز بس چون زیم
۱۰ چو زان می نیارم که جان خوش کنم | بدین سر که باری دهان خوش کنم
اگر دولتِ آن جهانم نبود | ز من این جهان را که آرد درود
چو نو کرده‌ام سکهٔ پیش را | چرا کم زنم سکهٔ خویش را
من و کنجِ تنهائی و گنجِ راز | دل از حرص و عقل از طمع بی‌نیاز
برآراسته توشهٔ جان و تن | ز دردِ ویزهٔ همتِ خویشتن
۱۵ ز خاشاک و خس رُفته صحنِ سرای | کشیده بدامانِ اندیشه پای
بدستوریِ طبعِ دریا نشان | دُر افشانم از کلکِ دریا فشان
ازان می که جان را نهانی دهم | بروحانیان دستگانی دهم

شرابی رسانم دلِ ریش را — که از مردن ایمن کنم خویش را

خضر زان رحیقی که خود نوش کرد — حریفانِ خود را فراموش کرد

چو در چشمهٔ زندگی در کشاد — به اسکندرِ تشنه آبی نداد

کنون بین که از آبِ حیوانِ خویش — منش زنده کردم بدورانِ خویش

۵ چو در باز کردم نخست از قلم — ز مطلع به انوار دادم علم

وزان انگبین شربت انگیختم — بشیرین و خسرو فرو ریختم

وزانجا فرس بشتر تاختم — بمجنون و لیلی سر افراختم

کنون بر سرِ پیرِ هنر پروری — کنم جلوهٔ ملکِ اسکندری

ز دانا هر آن دُر که ناسفته ماند — فشانم بنوعی که دامن فشاند

۱۰ هنرپرورِ گنجه گویای پیش — که گنجِ هنر داشت ز اندازه بیش

نظر چون برین جامِ صهبا گماشت — نشد صافی و دُرد برما گذاشت

من ارچه بدان می گران سر شوم — کجا با حریفان برابر شوم

خیالی که در شرحِ این داستان — رقم داشت از سکهٔ راستان

چه گویا حسن مُند آفاق بود — نخواند آن ورق کز خرد طاق بود

۱۵ چو این مهره در عقدِ بازو نهاد — بسنجید و پس در ترازو نهاد

همه پیکری جلوه کرد از سریر — که هر جا که باشد بود دلپذیر

۵- ق ا: چو در بار گشتم نخست از قلم ۱۲۰۰

ز رازی برافگند سرپوش را | که تا گفته باور شود گوش را

سخن گر خرد برنیارد علم | نکش در قلم بلکه درکش قلم

چو خواهی که گم گردد انگشت‌پیچ | باندیشه گو و میندیش هیچ

طرازِ هنر قصهٔ خام را | نبشتن بمشک ست دشنام را

۵ سیاهان که گلگونه بر رو کنند | بخندیدنِ مردمان خو کنند

مرا کین هوس در دل افگند جوش | دلم چون گزارد که مانم خموش

چو کردم بسنجیدن اندیشه چست | چه نابا ور افسانه و چه درست

چو گوهر همه سفت گوهر پذیر | من از مهره سفتن ندانم گزیر

ترا هرچه در وی نماید محال | گنه بر کسی نه که بست این خیال

۱۰ درین نکته بر من شمارد حکیم | محالاتِ شعر ست رسمِ قدیم

در آیینِ تاریخهای کهن | فراوان بود بیش و کم در سخن

سکندر که فرخ جهانشاه بود ق | بفرخندگی خاصِ درگاه بود

گروهی زند از ولایت درش | گروهی ببستند پیغمبرش

بتحقیق چون کرده شد بازجست | درستی شدش بر ولایت درست

۱۵ شگفتی که دانا برو باز بست | گر اعجاز نبود کرامات هست

گر افتد به پیغمبران داوری | زند سکه ز اعجاز پیغمبری

وگر قصه با اولیا سر زند | ز کشف و کرامات سر بر زند

چو این سکه در دین درست است راست عنان ز استواری کشیدن خطاست
رهی کایزدی گشت بازار او شگفتی نه باشد نمودار او
کسی کاید از بهرِ کاری پدید بر آن قفل ناچار باید کلید
جهان پادشه کایزدش یار گشت بعالم گشائی پدیدار گشت
۵ همه زیرش آن توسنی گشت رام که آسان تواند رسیدن بکام
به خشکی رهش را خضر پاس داشت به تری گرایش بالیاس داشت
دگر لشکرش مائدی طعم و نوش بیک خوشه شد کارسازش سروش
ورا حسرت ظلمت زدائیش داد یکی بادبانی رهائیش داد
ورش چاره مشکل افتاد پیش حلش کرد ارسطوی فرزانه کیش
۱۰ وگر شد بدریا روان رهگرای وکیلِ محیط آمدش رهنمای
وگر عقده زاختران گشت سخت گشاد از فلاطونِ فرخنده بخت
وگر حاجت آمد بدیو و پری بلیناس نو کردش افسونگری
سرانِ زمین در ته دامنش سروشانِ بالا به پیرامنش
حکیمانِ دانا و پیغمبران خردمندیِ خود زیادت بران
۱۵ کسی را که چندین خدا داد دست عجب چون بود گر کند هر چه هست

---

۱ - س ۲: عنان تافتن زاستواری خطاست - ۱۰ - م و س ۱: بدریا درون ۱۲

۱۵ - ق ۱: چندین سبب داد دست ۱۲

اگر ماند عمری چو ماهی در آب | بود یاد در رهروان صواب
وگر یک زمان شد ز ماهی ماه | کرامت چو صدق ست حجت مخواه ۵

حکایت مردی که نزدیک غوطهٔ دمشق بحوض فرو رفت و مدت ده سال گشت و حمل زاد و اولاد کرد و روزی در آبی غوطه زد و سر در غوطه گاه اول بر آورد

شنیدم که رندی کژ اندیشهٔ | همی زد بپای خرد تیشهٔ
از انجا که در دل کجی پیشه داشت | بمعراج پیغمبر اندیشه داشت
کزان ره که فکرت سر اندر گشت | دمی چون توان رفتن و باز گشت
۱۰ درین وهم ناپختگان صبح و شام | جگر پخته کردی بسودای خام
مگر چاشت گاهی ز پهنای دشت | تماشا کنان سوی آبی گذشت
به تن شوئی جامه ز تن دور کرد | شب تیره در چشمه نور کرد
چو در آب زد غوطه آمد برون | زنی دید خود را بشهری درون
یکی آمد و کار پرداختش | بکدبانوی جفت خود ساختش
۱۵ بر آن گونه در عقد فرخ جمال | شدش هفت فرزند در هفت سال
یکی روز جسم بر قرار نخست | همی بر لب جوی اندام شست
چو باز از ته آب سر بر گرفت | تماشا بهر جانبی در گرفت

چو بینید همان اوّلین غسل گاه | که آن راه گم کرده گم کرد راه
سلاح و سلب هیچنان برکنار | زمان را همه جا شتگه برقرار
خجل گشت از اندیشهٔ خام خویش | ز سر ساخت برگ سر انجام خویش
بشرع اندر آویخت زین پای لغز | برون کرد ما خولیا را ز مغز
۵ بمردی گرفت اختر ش روشنی | ولیکن پس از چند عذر ے زنی
خرد نیست آن بل جنون ست و صرع | که اندیشه را باز دارد ز شرع
بملکی که کونین حیران بود | خرد را چه یارای طیران بود
خرد کز یکے جرعه گردد زبون | ز دریای معنی کے آید برون
سرم خاک مستانِ فرخنده پے | که شویند نقشِ خرد را بمے
۱۰ فروشم چو من مست باشم خراب | جهانِ خرد را بجامِ شراب
خرد را مکش تا بجای عنان | که گرد د ز بانت دلیر اسان
چه کار آید آن عقلِ چاپک سگال | که این صد خلل زاید از یک خیال
اگر می گنه باشد از روی کار | گنه را بیامرزد آمرزگار
ولیکن مبین صنعتِ عقلِ شوم | کت از بهرِ دوزخ کند نخلِ موم
۱۵ چو فتنه است فرهنگ و فرزانگی | خوشا وقت مستی و دیوانگی
هر آبی کز اندازه بیرون خوری | نیاری که یک شربه افزون خوری
و گر شربتِ زندگانی بود | هم از خوردنِ پُر گرانی بود

بجز می کہ بر بوے بیہوشیش | نہ سیر چنداں کہ می نوشیش
زمستی ہمہ می پرستی بود | چہ حاجت بود می چو مستی بود
کجا یابم آں بادۂ عقل سوز | کہ بے بادہ شب اندانم ز روز
مگر بخشدم ساقیِ شوق جام | کزاں چاشنی بہرہ یابم بکام
۵ بیا ساقی اندر قدح پی بہ پی | بہ عاشق نوازی فرو ریز می
مئے کو بہ عشق آشنائی دھد | ز تشویشِ خویشم رہائی دھد
بیا مطرب آں پردہ ہای حکیم | کز و گشت پوشیدہ عقلِ سلیم
نوازش چناں کن کہ جانِ نژند | شود رستہ زیں عقلِ ناسودمند

ہذا انا اسّس من بنیان المواعظ لابنی رکن الدین الحاجی بلّغہ اللہ مناسک الحقیقۃ و اطال عمرہ ۱۰

سخن بشنو اے گوہرِ کانِ من | مشو غافل از گوہر افشانِ من
متاعے کہ از رونقِ کارِ او | ہمہ وقت تیز است بازارِ او
بچشمِ شناسندہ ہر گوہرے | فزوں ارزد از عبرۂ کشورے
۱۵ ترا رائگاں می دھد روزگار | چنیں ضایعش چوں گزاری بکار
نشاید کہ مانند سنگ و گیا | گدا مانی و خانہ پر کیمیا
زبس ابلہی ہندوانِ کلال | بدست آب نوشندہ با صد سفال

مگس بهرِ آن دست مالد بدرد　　که نارو ز صد کاسه یک لقمه خورد
ازان مار بر خویش پیچد برنج　　که روزیش خاک ست بالای گنج
ولیکن هنوزش نظر تیز نیست　　چراغِ بصر بینش انگیز نیست
خطی کش بزرگان ندانند باز　　چه دانند طفلانِ پوشیده راز
۵ دلی کش بلوزینه بتوان نواخت　　نشاطِ مفرّح چه داند شناخت
تو نشناسی این چاشنی ز ابکام　　کز انجیر پخته رمد مرغِ خام
بیا زیگری کودکان را براه　　نی زرد بهتر ز عودِ سیاه
ترا کز پی شیر باید گریست　　کجا دانی این آبِ حیوان که چیست
چو بالا رسانی به بالای من　　بود در دو شست نرخِ کالای من
۱۰ ز میراثِ من هر چه ماند به پس　　بهین یادگارت همین ست و بس
بدین نو رجانت گوائی دهد　　گرت شمعِ دل روشنائی دهد
ورت غافل افتد دل از کارِ او　　جهانی پرست از خریدارِ او
گر از عشقِ گل زاغ را شور نیست　　گل ست آخر این فاخته کور نیست
تمنای هر کس بچیزی درست　　که هر مرغ را میوه در خور ست
۱۵ همه آدمی نی بیک فن بود　　که این باغبان و آن تبرزن بود
زیک نخل شد خار و خرما پدید　　که هم قفل از آهن بود هم کلید
ورق کاهلِ معنی سیاهش کند　　کله دوز توی کلاهش کند

من این ماجرا را که بستم طراز | ز بهرت برون دادم از پرده راز
گر از چشمِ بینش نگاهش کنی | ببرزد که حرز کلاهش کنی
وگر سنجشت را درو نور نیست | دکانِ کله دوز هم دور نیست
ولیکن یقین دانم از رای خویش | که هر زاد ماند بآبای خویش
۵ گر از خوانِ من نبودت توشهٔ | جوی باشد آخر ز هر خوشهٔ
چو یک جو بیک سال گردد منی | پس از روزگاری شود خرمنی
کنون دارم امید کین تخمِ پاک | بسی خوشه تر بر آرد ز خاک
اگر خواهد ایزد ز نقدِ بهی | جهان پر کنی و نه گردی تهی
منت کین رقم بر نگین میکنم | به پندار آن روزت این میکنم
۱۰ که چون گردی از عقلِ دانندهٔ شاد | بدین یادگار از من آری بیاد
درین داستان رهنمونی نخست | همان شد که دین را کنی بازجست
کنون کز چهارت فزون نیست سال | چو سیارهٔ خود نداری وبال
چو در چارده بدر گردی تمام | ز نقصانِ کامل نهد ار گام
خدائی که او مکه و شام کرد | ق ترا حاجی از بهرِ آن نام کرد
۱۵ که هر صبح و شامی کنی بی گزاف | به پیرامنِ کعبهٔ دل طواف
حرم نشکنی در مقامِ وفا | گران سنگ باشی چو کوهِ صفا
چو تو پویه با نفسِ ابله زنی | نه حاجی که اعرابی رهزنی

مرو گردِ هر در که نانت دهند — درِ کعبه زن تا امانت دهند
رهی رو کت آنسو روائی دهند — وزان عالمت روشنائی دهند
نخواهی که افتی برنجِ دراز — مکن تکیه جز بر ستونِ نماز
قدم کوش تا در رهائی زنی — دم از سکّهٔ پارسائی زنی
۵ بجهدِ صفا صیقلِ سینه کن — دلِ آهنینِ خود آئینه کن
ورت دل سیه ماند و روت صاف — چو آئینه از خودنمائی ملاف
برو مهره برچین ز تسبیح خام — کزین دانه ناید فرشته بدام
نخواهی دل از فتنه در کشمکش — لگام از سرِ نفسِ سرکش مکش
بدین توسنِ مرکبِ هولناک — عنانش مده تا نیفتی بخاک
۱۰ هرآن دل که با نفس یاری کند — فرشته است کو سگ سواری کند
بروزِ جوانی چو پیران گراے — به پیریت خود تن نه جنبد زجاے
رهی رو که در نیکنامی کشد — خیالی مپز کان بخامی کشد
مریز از خود آن قطرهٔ سیل بار — که شد غرق دروی چو تو صد هزار
مپندار کان چند قطره نم است — که هر قطره گردابِ رنج و غم است
۱۵ نخواهی که پیش آید اندیشهٔ — باندیشه رو پیشِ هر پیشهٔ

---

۶ - ق ا - ورت دل تبه ماند و رو گشته صاف - ۸ - نخواهی تن از فتنه - ۱۰ - م ا - هرآن کس ۱۲۰
۱۱ - م ق س ا - بزور - ۱۲ ۱۴ - گرداب صد عالم است - ۱۲
۱۶ - س ۲ - شود عاقبت - ۱۲

بهر کاری از راستی کن شمار | که هم رسته گردی و هم رستگار
بود گرچه مردم بسی کژخرام | هم آخر شود راستان را غلام
اگرچند باشد کمان سخت گیر | تواضع کند عاقبت پیش تیر
هم از راستان باشد این داستان | که کس کژ نرفتست با راستان
۵ چو پیچی بفتراک نیک اختری | به نیک اختری کش چو پیکان سری
بهر فن که فرمایش آری بجای | جهت را نگهدار سوی خدای
وگر کاری از دین فراتر بود | مکن گرچه شمشیر بر سر بود
دران خانه کز دین جدائی ده است | ز سر سبزیت سبز پائی به است
بهر چه آزمائی دم چند را | خدا را نگر نی خداوند را
۱۰ چو پوئی بدنبال لشکرکشان | مباش اشتلم گیر چون سرکشان
بجای مران توسن خانه را | که ویران کند کشت بیگانه را
نبرد از پئے نام و غارت مکن | وگر چیره گردی جسارت مکن
گرت بهره سهلست وگر بیقیاس | فراموش کاری مکن در سپاس
ز هر توشه گیرد ز روزی رسان | مرادی به بے توشه مرسان
۱۵ گره ساز کردن ز دل باز کن | ولی زابرو اول گره باز کن
مزن در کمانهای ابرو گره | کزینسان کمانی نیرزد به زه

۲- سس- شود عاقبت ۱۲-

دهش کان ز ابروی پرچین دهد | بود زهر اگر شهد شیرین بود
که دندان نهد در ترش روی تند | کز و باز گردد بدندان کند
برو تازگی گر ستانی نفس | اگر هیچ ندهی همان روی بس
بخیلی که باشد خوش و تازه روی | بسی به ز بخشندهٔ تلخ روی
۵ دگر با تلطف تمنا دهی | دو نعمت بود کان دو یکجا دهی
به نعمت کسان را سر افگنده کن | بدین خواجگی خلق را بنده کن
چو شیر از خورش کامرانی کند | دد و دام را میهمانی کند
چو گربه نشاید شدن تنگ خوی | که چون لقمه یابد شود گوشه جوی
به بیگانه بخش آنچه داری بدست | که بخشند بفرزند و زن هر که هست
۱۰ نشاید جوانمرد خواندن خروس | که باشد جوانمردیش با عروس
بود لابد آن خو چه در بند خویش | که مهرش بود سوی فرزند خویش
بخویشان دل مردم افزون کشد | که خون عاقبت جانب خون کشد
چو گردد می در می ریخته | جدا کی شود چون شد آمیخته
به ارزن روش باروانی کنی | کز آوازشان شادمانی کنی
۱۵ دهل وار از افغان بیهوده چند | میان خالی و بانگ نامم بلند
چو آب از لب دیگ جوشد برون | بجا گستر اندر قدم سرنگون
نخواهی که زیر افتی از جای خویش | از اندازه بیرون منه پای خویش

بیک کام چون نرد بانی جهی   سلامت بود گر جهانی جهی

تن آدمی را به نیروی ذات   قدم باید آنگه قدم را ثبات

کسی کاستواری نه کارش بود   همه کار نا استوارش بود

درختا ازپی آن شود دیر پای   که پای سکونش نه جنبد ز جای

۵ گران سنگ باید چو پولاد گشت   خس ست آنکه بازیچهٔ باد گشت

هران باد کو سخت تر در شکوه   به نرمی زند بوسه بر پای کوه

گره خشم در بردباری شتاب   چو آتش نه گیرد چه حاجت به آب

چو با لغز پاداش دارد گلت   مرنجان دلی تا نرنجد دلت

بهر کاری انجام را بین نخست   پس آنگه کمر کن در آغاز چست

۱۰ نیندیشی اول چو در پیشها   سرانجام پیش آید اندیشها

بیاندیش و به کن که بهتر بوی   نیندیشی و بد کنی بد بوی

کند هر کسی پیشهٔ خویشتن   بمقدار اندیشهٔ خویشتن

بکوشش متاعی بچنگ آورد   که هر لحظه بیش آب و رنگ آورد

کسی را بقدر دغل رای نیست   سفالینه را در گره جای نیست

۱۵ دو دانگی خود از پیشهٔ نه بجیب   که آن را هنر نام باشد نه عیب

جوی بهره کردن ز کسب حلال   به از گنج بردن به غصب و وبال

حلال آن کسی را دهد بر که وی   بکشت هنر آب ریزد ز خوی

هنر کو مثل هست در نار دود هنرمند را سر نیارد فرود

گدائی که هست از هنر بهره ور به از بادشازادهٔ بی هنر

ترا آں هنر جست باید بذات که بخشی پس از مرگ آبِ حیات

بران دل نه ای مشعلِ جانِ من که شمعی در آری در ایوانِ من

٥ بر آن گونه شو گوهرِ تابناک که روشن کنی منزلِ من بخاک

ولیک آنگه آن نور بخشد فراغ کزین سلکِ گوهر فروزی چراغ

نظاره کن این سلکِ گوهر ز دور نه سلکِ گهر بلکه دریای نور

چنین دُر که از بالغان برد هوش بطفلی ترا در کشیدم بگوش

چو بالغ شوی در هنرهای من شناسی بهای گهرهای من

١٠ به از پندِ من دُرِّ شهوار نیست ولی دُرّ و رشتست هموار نیست

مکن رو ترش گرچه تلخست پند که تلخی بود طفل را سودمند

ز خوابِ جوانی چو گردی خراب بدین گوشمال اندر آئی ز خواب

چو طفلان غم از گوشمالی مدار ز پندِ پدر گوش خالی مدار

مران بر ورقهای دیگر قلم همین بس که از من بر آری علم

١٥ گیاهی که روید بصحرا و کوه بفرزندیِ ابر دارد شکوه

چو خواهی بشادی و تیمار ها ق صلاحِ خود اندر همه کارها

منه زین وصیت برون هیچ گام وصیت همین ست و بس والسلام

بیا ساقیا در دہ آں خونِ خام | کہ شد قرۃ العین مستانش نام
چناں گوشِ من پُر کن از بانگ نوش | کہ بیروں رود پندِ دانا ز گوش
بیا مطرب آں سبزۂ طفل وش | چو طفلاں ببر گیر و بنواز خوش
نوائے کہ تعلیم کرد از نخست | بزن چوب تا باز گوید درست

گفتار در وصفِ آفتابِ دولت کہ چوں پرتو گرم کند سنگِ سیاہ را یاقوتِ سبز و لعلِ آتشیں گرداند و اگر روی بتابد دود از گوہرِ شب چراغ بر آرد صبحہ اللہ لمقتبسین من نور الی صبح الساعۃ

کلیدی دہ اے دولتِ کارساز | کہ سوی تو بتواں درے کرد باز
بباغِ تو منزل گہے ساختن | می آوردن و مجلس آراستن
گلے چیدن از روی ہر شیوۂ | چشیدن ز ہر شاخِ تر میوۂ
خوش آں میوہ کز شاخسارت بود | گرامی گلے کز بہارت بود
چو در خانۂ بر فروزی چراغ | کنی یکدمش گر چہ زندانست باغ
درازکوی کس باز تابی لگام | رسانی دمِ صبح گاہش بشام
بہ پیشانیٔ مردم از تست نور | کہ از نورِ تو چشمِ بد باد دور

مرا گر نیاری ز یک جرعه یاد — کسی را که ساغر دهی نوش باد

بیاموز در من رهِ روے تو — که تا چون توان آمدن سوے تو

مرا زین هوس بر لب آمد نفس — که سوی تو پیچم عنانِ هوس

ولی چون تو نگشائی از قفل بند — چه سود از هوس هاے ناسودمند

۵ به بخشش توان با تو کردن نشست — بکوشش کسی را نیاید بدست

چو کوشش کند مرد بر از بهرِ گنج — زیاده کند بر تنِ خویش رنج

خری کو سوی آسیا راه جست — همانجا ز جان بایدش دست شست

ولی جهدِ ما نیز هست از شمار — که بیکار کاهل نیاید بکار

چو کوشنده را بخت باشد فزون — بهنجارِ آن گردش رهنمون

۱۰ کسی کو ز دولت کشاید قناع — بدلالی بخت باشد متاع

ستم کش نه شد مقبل و شادکام — که نتوان شد بختِ دولت بوام

نه هر پای در خورد گاهی بود — نه هر سر سزاے کلاهی بود

سزاے بزرگی نه شد هر یکے — بجز مردم اما نه هر مردکے

همه جانور سرنگون شد بساز — بجز آدمی کو بود سرفراز

۱۵ سر از گوهرِ خود شود تاج ور — که طاؤس را تاج روید ز سر

اگر مار را مهره تاجِ سر است — ولی مهرهٔ آدمی گوهر است

---

۱۳ - س ۱ - نشد هر کسے - ایضاً س ۲ - نه هر مردے

اگر گوهرت نیست سر گو مباش　　چو گوهر بود تاجِ زر گو مباش

چو آزاده را خوش بود روزگار　　به آزادیش گردد آموزگار

ز آزاده کس زخمِ دشمن نخورد　　که کس خارے از سرو و سوسن نخورد

چو مکرم سر اندر کلاه آورد　　فرومایه را در پناه آورد

۵ چو مستی دهد طفل را دورباش　　کند همنشینانِ خود را خراش

هر آن شعله کز آتشِ تیز رست　　به پیراهنِ خویش گیرد نخست

کسی کو بجنت کژ اندیش تر　　بدولت کژ اندیشیش بیشتر

شتر ارچه مست ست دلکش ترست　　سرودِ خوش و رقص ازان خوشترست

ولی کش بجوں رہنمونے بود　　تو خوں کن بقهرش که خونے بود

۱۰ چو با پادشا جور لازم شود　　گرش تختِ عود ست هیزم شود

حلال ست فرمان و اخراج　　چو در غصب کوشد حرام ست باج

شبان به که از شیر شوید زبان　　چو خون خورد قصاب شد نی شبان

چو در سیم و زر رنجِ دلها بسی ست　　کسی کین ندارد چه خوشدل کسی ست

دلا کارِ دولت نه امکانِ تست　　بجنت در آویز کین زانِ تست

۱۵ به زاغ و زغن شو فریب آزمای　　که در دامِ کس در نیاید همای

هنر در همه دولت آن ست و بس　　که بر مالِ هستی بود دسترس

---

۵ ـ ق و نسخهٔ دوم : سفله ـ ۱۳ ـ ق۲ : چه فارغ کسے ست ـ ۱۲

کسی کش بدین مایه آسود دل | غمین باید امروز فردا خجل
بود گرچه غم بیش چون زر کمست | اگر زر بود بیشتر زان غمست
کمان گرچه به شد چو بی آب گشت | دگر یافت آبی خود از تاب گشت
مرا دولت نیستی شد پسند | که این جای و آن جا بوم بے گزند
۵ چه کار آید آن هستی بے صفا | که بیش از دو روزی ندارد وفا
چرا نیستی را نگیرم بزر | که همراه من خواست بودن بگور
سگان را امیر دار باشد قرار | کند آدمی قوت خود را شکار
نه ترسد چنان منعم از فوت مال | که از فوت درویش اهل کمال

حکایت درویشی که خرقه را سوی آسمان انداخت و آسمان

۱۰ بهوا گرفت و او خرقه را در هوا نه گذاشت

یکی روز محمود غازی پگاه | جنیبت بروں راند در صیدگاه
خروش نقیبان جهان در گرفت | جهان در جهان موج لشکر گرفت
خشن پوشی از خاصگان حضور | همی کرد نظاره او ز دور
۱۵ ز غیرت چو صفراش در تاب کرد | بسوی هوا خرقه پرتاب کرد
چو کرد آن سلب پارسا را درو | معلق چنان شد که نامد فرو

---

۱۲ — س ا چنان در گرفت ـ ایضاً س ۲ بکران موج لشکر جهان در گرفت ۱۲

نمودندش از غیب کای ناسپاس　　بجنت مکن عاقبت را قیاس

درین بود کاسبابِ شاهی تمام　　ز دنبالِ شه کرد سویش خرام

ملک پیشش آورد تاج و سریر　　ز درویشِ مسکین برآمد نفیر

حمایت ز درد وانِ را ز جیست　　بزاری همان خرقه را باز جست

۵ بدیده بسی رُفت خاکِ نیاز　　که تا زنده رفته را یافت باز

چه پنداری ای کت بصر رهبر است　　که درویشی از خسروی کمتر است

نظاره بدل کن درین هر دو زیست　　که تا فرق در هر دو دانی که چیست

داستانِ اوّل در آغاز روشنی آئینهای اسکندری و فرستادن سکندر لشکر چون ابر بباران و سنانها چون قطرهای آب بر پولادپوشانِ خاقان زدن و جملگی آئینهای چین را تیره و تاریک گردانیدن

۱۰

قلم رانِ این نامهٔ چون بهشت　　چنین کرد دیباچه را سرنوشت

۱۵ که چون شد بخاک اخترِ فیلقوس　　بپای سکندر جهان داد بوس

شد آراسته تختِ شاهی بدو　　شرف یافت مه تا بماهی بدو

زمانه ز بیدادی آزاد گشت　　ز داد و دهش عالم آباد گشت

درِ عدل را کرد زانگونه باز   که همخوابهٔ کبک شد چره باز

چو پرداخت از دشمنان مرز و بوم   به کشورکشائی روان شد ز روم

نخست از سرِ تیغِ آیینه رنگ   ز آیینهٔ زنگ بزدود زنگ

وز آن پس بیازوی آفاق گیر   ز دارای آفاق بستد سریر

۵ وز آنجا بر آتشتیان دست سود   بر آورد ز آتش پرستنده دود

وز آنجا در اسطرخ رایت فراخت   به بخشش فرومایه را برگ ساخت

چو زان ناحیت مرکبش گشت دور   بنوشابهٔ بردع افگند نور

چو چندی بر آن خاک شد جرعه ریز   سوی تازیان بارگی کرد تیز

بر آمد ز اوجِ یمن چون سهیل   ز دریای مغرب تهی کرد سیل

۱۰ علم بر درِ مکّه برپاے کرد   سرانِ عرب را زمین سای کرد

زمین بوسه زد کعبهٔ پاک را   به نوکِ مژه رفت آن خاک را

از آن جایگه در سواحل کشید   عنان در طرفهاے مشکل کشید

مساحت‌کنان کوه و دریا و دشت   ز خاکِ عدن سوی کرمان گذشت

وزان عرصه در کامهٔ دوستان   درآمد به اقصاے هندوستان

۱۵ به تندی شتابنده شد سوی کید   بسی پیلِ هندوستان کرد صید

ز کیدِ گرانمایه چون گشت دور   ربود افسرِ دولت از فرقِ فور

۱۳- س ا: سوی دریا و دشت

چو بر شد ز طاؤس هندو سرای | ز آهوی چین گشت نافه کشای
شدش رهبرِ دولتِ تیز بین | ز پایانِ هندوستان سوی چین
دو الِ کمر چست کرد و کمند | نه چین بلکه خاقانِ چین را به بند
چو خاقان بفرمان بری سر نهاد | قدم بر سرِ ملکِ دیگر نهاد
۵ ز اقصای چین در ختن سر کشید | بسرحدِ اتراک لشکر کشید
برید از حد ترک پیوند را | بنا کرد شهر سمرقند را
ازان پس کشش سوی خوارزم کرد | شکیبا نشد بیشتر عزم کرد
بخاکِ خزر گشت منزل شناس | در و کرد شهرے چو بلغار اساس
نواحی شناسانِ آن کارگاه | نهادند گردن بفرمانِ شاه
۱۰ چو فرمان گزاری برایشان گماشت | عنان سوی قفچاقِ وحشی گذاشت
بران سرکشان نیز شد چیره دست | بتدبیرشان کرد خسرو پرست
ازان جا برآمد به آلان و روس | بشاهی زبون کرد شاهان چو خروس
چو آن ناحیت را مراعات کرد | ازان جا سفر سوی ظلمات کرد
ازان آب لب تشنه چون بازگشت | بخونریزِ یاجوج دمساز گشت
۱۵ چو زان رخنه سدِ سکندر کشید | برجعت سوی روم لشکر کشید
بدین گونه یکره ز شمشیر و جام | جهان قاف تا قاف بستد تمام

۱- س۱: هندی سرای - ۷- ق۱: ازانجا - ۸- م۱: بخاک خضر - ۹- ق۱: نواحی نشینانِ آن بارگاه ۱۰- س۱: انگیزد پیره ست

دگر باره گز رودم رایت فراخت | بنوعی دگر گرد قفقاق تاخت
بخشکی چو بنمود جولان گری | روان شد چو آب روان در تری
عجب ہاے دریا چو قتّان کرد | برآمدن مرگ را چان کرد
جہاں گرگنی در تہ پاے خویش | بخسپی برانجام بر جای خویش
۵ دروغ ست کان پادشہ رابدات | نویسندہ سی سال گوید حیات
زعمری کزین گونہ اندک بود | در و فسنج آفاق در شک بود
چنان خواندم از قصّہ شان او | کہ پانصد فزون بود جولان او
بشرح آنچہ زو کرد گویندہ یاد | نہ کرد از کیومرث و از کیقباد
ہر آنچہ از وی آمد بدوران خویش | نوشت ست دانا بدیوان خویش
۱۰ دلم چونکہ دربند این کار بود | بایجاز گفت آنچہ ناچار بود
مثالی کہ بود از خط راستان | نہفتم بہ یک بیت یک داستان
دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخست | کنوں یک بہ یک گفت خواہم درست
نخست آرم از رزم خاقان سخن | کہ دیدم بتاریخ ہاے کہن
نظامی کہ کرد آن جریدہ نگاہ | در آشتی زد میان دو شاہ
۱۵ دگرگونہ خواندم من این را ازا | دگرگون زدم لابد این ساز را
دگرنہ لطافت ندارد بسے | کہ ہر گفتہ را باز گوید کسے

بس۲ سوئے آفاق - ۴ - بس دق۴ بخسپی سرانجام - ۱۲

بتاریخِ شاهانِ پیشین و حال / چنان خوانده‌ام این حرفِ دیرینه سال

که دولت چو در سکندر نهاد / سران اندر درگاهِ او سر نهاد

در آفاق نامِ ظفر زنده کرد / بزرگانِ آفاق را بنده کرد

چو بر بیشتر خسروان چیره گشت / بشاهی و لشکرکشی خیره گشت

۵ رها کرد بر دیگران راه را / بخاقانِ چین راند بنگاه را

بر آهنگِ چین خوش دل و شادکام / همی کرد منزل بمنزل خرام

چو قلبش در آن کشور افگند جوش / برآمد ز کشورنشینان خروش

گروهی بهر در حصاری شدند / گروهی پئے زینهارے شدند

خبر شد بخاقانِ دریاشکوه / که سیلابِ دریا درآمد بکوه

۱۰ بترسید و در دل شد اندیشناک / طلب کرد عصمت ز یزدانِ پاک

بملک ار چه خاقان جهانشاه بود / ز اقبالِ اسکندر آگاه بود

چو لشکر درآمد بصحرای چین / پُر از چین شد از لعلِ اسپان زمین

بسر حدِ آن عرصهٔ جان فزای / سراپرده زد شاهِ کشورکشای

سکونت گهی فرخ آرام دید / طرب خانهٔ درخورِ کام دید

۱۵ همه کوه پر آهوے نافه دار / همه دشتِ او گلشنِ لاله زار

زمین بسکه پر نافهٔ مشک بود / گل از بوے خوش صندلِ خشک بود

---

۸ - س۲ گروهی دگر

ملک را خوش آمد ہوای چناں | کمر بست بر ضبطِ جای چناں
طلب کرد مردی خردمند و چست | به اندیشه دانا بگفتن درست
بخاقانِ چین داد زاو زنگ روم | پیامی که پولاد را کرد موم
که بر ما چو کرد ایزدِ کارساز | درِ کارسازی و اقبال باز
۵ بہر سو که توسن بر انگیختیم | ز بدخواه خوں بر زمیں ریختیم
چو بر خسروِ زنگ بستیم تنگ | بخونِ وی از تیغ شستیم زنگ
دگر سوی ایراں فرس تاختیم | ز دارای دولت سر انداختیم
دگر در عرب مشعل افروختیم | دلِ منکرانِ عرب سوختیم
ور افتاد رغبت بہندوستاں | گلِ فتح چیدیم ازیں بوستاں
۱۰ دریں دم که بندِ قبا را بکیں | ق | به بستیم بر جستنِ خاقانِ چیں
اگر سر در آری بفرماں بری | به آزادی از تیغِ ما جاں بری
وگرنه بدیں ہندیِ آبدار | بر آرم ز ترکانِ چینی دمار
تو زاں تیرِ نه مشتِ ترکاں مپر | بدیں تیغِ یکمشتِ ہندی نگر
به تیر ار ترا موشگافی ست خوی | من از تیغ سر می شگافم نه موی
۱۵ فرادابِ تنہا جہاں خوردهٔ | میِ صاف بی میہماں خوردهٔ
کنوں کت حریفیست شیر افگنی | حریفانه پیش آی با چوں منی
نیوشنده بشنید و برداشت راه | بخاقاں رسانید پیغامِ شاه

جهاندارِ خاقانِ فرخنده بخت | دل آزرده شد زان نمودارِ سخت
همه روز با سینهٔ پر هراس | رهِ ایمنی راهی دشت پاس
چو آهوی چین شد ز گشتن ستوه | شکم بر زد و بنهاد بر تیغ کوه
شکم ناگهان گشتش از تیغ چاک | پر از نافهٔ مشک شد نافِ خاک
۵ طلب کرد فرزانه را در نهفت | که تدبیرِ او با خرد بود جفت
کشاد از گره قفلِ گنجینه را | برون ریخت اندیشهٔ سینه را
که تا این زمان آسمانِ بلند | نیامد به سیّارهٔ ما گزند
کنون کآمد ابری ز دریای روم | که دریا شد از سیلش این مرز و بوم
درین عرصه ترسم چنان ریزد آب | که خورشید ما ماند اندر نقاب
۱۰ دلت کز خرد یافت نام آوری | چه بیند صواب اندرین داوری
که دشمن چو با ما شود کینه جوی | بکوشیم یا باز تابیم روی
جهاندیده کار آزمای کهن | زمین بوسه زد و آمد اندر سخن
دعا کرد اول که بادت ز غیب | همه آرزوهای عالم بجیب
جهان زیرِ فرمانِ رای تو باد | فلک چون زمین خاکپای تو باد
۱۵ زمین باز پرسے که فرمود شاه | جوابی که دانم ندارم نگاه
بشرطیکه ز اندیشهٔ حرف سنج | سخن هرچه گویم نیاید برنج
زبان بند کردن بصد قفل و بند | بسی به ز گفتار ناسودمند

حدیثی که آن سودمندست و راست — ترش گشتن از تلخ باشد خطاست

هر آن طفل کش تلخی ان فزود — به پیری شود ور شنفش کان چه بود

طبیبی چه خوش گفت در خاکِ بلخ — که آبِ حیات ست دارویِ تلخ

شنیدم که این شاهِ نوخاسته — سری دارد از دولت آراسته

۵ بهر سو که لشکر به تاراج برد — هم از رنگ بربود و هم تاج برد

کسی کش ترازو برابر نهاد — ز هم سنگیش بر زمین سر نهاد

همین ست ما را نمودارِ بخت — که با بختیاران نکوشیم سخت

حریفی به استا رچه در کارزار — ولیکن حریف آزمائی ست کار

ستیزه نه زیباست با زورمند — که بر پیل نتوان فگندن کمند

۱۰ نشاید شدن با توانا بزور — که پولاد سنگین ترست از بلور

فرستاده باید فرستاده — درون نقش بندی برون ساده

که دریابد این دردِ ما را علاج — دلِ خصم را باز جوید مزاج

دلِ آهن آسای دارای روم — به روغن زبانی کند همچو موم

گرش باشد اندیشهٔ آشتی — نیائیم ما هم ز هم داشتی

۱۵ درِ لطف را چاره سازی کنیم — همه برگِ مهمان نوازی کنیم

۲- ق: همان - ایضاً س: چو طفلی کش از تلخی

۶- س: بر زمین او فتاد - ۱۲- ق: دل خسته - ۱۲ ۱۴- م: نتابیم

درشش دل شود ناوک انداختن　　ز دینار باید سپر ساختن

همه حال از بختیاری چنین　　رضا بهتر از کین بکاری چنین

برآشفت خاقان ز گفتار پیر　　شد از غصه گلگون رخش چون زریر

بدو گفت کای پیر شوریده مغز　　خلابی نه دیده مکن پای لغز

۵ چه کم دیدی از ما بفرزانگی　　در آئین مردی و مردانگی

که با خصم ناکرده دست آزمای　　بسوی زبونی شوی رهنمای

اگر جنگ ناکرده طاعت کنیم　　ز ملکی بگنجی قناعت کنیم

چو ترسان بود شه ز کین خواستن　　چرا بایدش لشکر آراستن

عروسی بود نی شهی آنکه شاه　　کشد گرد تخت از عروسان سپاه

۱۰ سنان بهر پیکار کردیم تیز　　نه بهر نگون کردن اندر گریز

زبردست را ملک عالم عطاست　　بشاهی زبونی نمودن خطاست

کسی کو کلاه کیان می نهد　　سر خویش را در میان می نهد

بشاهی زده پای بر تخت عاج　　پس آنگه دهم چون زبونان خراج

چرا سر نیارم به تیغ هلاک　　که نام بزرگان در آرم بخاک

۱۵ چه باشد یکی رومی خام پست　　که با پخته کاران شود هم نشست

---

۶ - ق: زور امای - ۶ - ق: بشدی

۱۵ - س: که با بختیاران

سکندر که می‌نازد از تخت سر   شد از سخت رایان چنان سخت تر
چو کارش نیفتاد با چون منی   ز آهن دلی گشت روئین تنی
چنان رامشش در صفت کارزار   که زین سوی عالم نگیرد قرار
سر خار چندان نزد دور باش   که آتش شود بر سرش تور پاش
۵ خروسی که مردی کند با خروس   بچنگال شهباز گردد عروس
چو زینگونه لختی بدستور گفت   دل پیر با ایمنی گشت جفت
نیوشنده چون گوش ننهد به پند   خورد گوشمال از سپهر بلند
پس آنگه به آینده داد از ستیز   یکی مشت خاک و یکی تیغ تیز
بدو گفت کانجا بر این هر دو چیز   که هست اندرین هر دو رمزی عزیز
۱۰ بگو آنچه گوئی خطا و صواب   منت زین تبر باز گویم جواب
گر آهن هوس داری اینک تبست   وگر گنج زر بایدت خاک هست
چو زین راز پنهانش آگاه کرد   رسول خودش نیز همراه کرد
شتابان ز خاقان دو حمال راز   رسیدند پیش سکندر فراز
نمودار آورده بردند پیش   نمودند راز آن آورد خویش
۱۵ سکندر بخندید از آن داوری   در آن نکته دید از فلک یاوری
به آینده شاه چین باز گفت   که تدبیر ما گشت با کام جفت

۱۔ شد از سست رایان چنین خیره سر + - ق شد از سست پایان جهان سخت تر

زخاقاں بما کین دو کالا رسید　　نموداری از فتحِ والا رسید

چو دشمن بما تیغ خود خود سپرد　　کنوں کے تواند سر از تیغ برد

دگر آں که بر ما فرستاد خاک　　نشانِ خود از خاکِ چیں کرد پاک

گرفتم بفال ایں که بے خشم و کیں　　زمیں را بمن داد خاقانِ چیں

۵ قوی شد دلِ دولت اندیش ازیں　　چه باشد نشانِ ظفر بیش ازیں

فرستاده زاں پاسخِ نغز وار　　سراپای گم کرده بی مغز وار

هراساں بدرگاهِ خاقاں شتافت　　فرو ریخت پیشش جوابی که یافت

بجوشید خاقان و شد خشمناک　　خیالِ محابا ز دل کرد پاک

فرستاد فرمان که بر عزمِ کار　　فراهم شود لشکر از هر دیار

۱۰ در اقلیمِ ترکاں در افتاد جوش　　برآمد ز بازارِ عالم خروش

ز آبِ الق تا بدریاے چیں　　چو دریای چیں شد ز لشکر زمیں

چو گشت انجمن گردِ خاقاں سپاه　ق　بدانگونه کانجم بود گردِ ماه

برافراخت رایت بر آهنگِ رزم　　بکینِ سکندر قوی کرد عزم

بجنبید با قلبِ رزم آزماے　　چو سیلابِ طوفاں که جنبد ز جاے

۱۵ سکندر خبر یافت زاں اژدها　　عناں کرد یکبار بروے رها

بیاراست قلبِ جهاں سوز را　　که از دیں میخواست آں روز را

---

۲ - ق۱: خود را سپرد - ۱۲ - ۱۰ - ق۲: ز اطراف - ق وس۱: از در آزماے

بخصم آزمائی علم برکشید — همه دشت در زیر لشکر کشید
بشیر افگنی قصد بدخواه کرد — چو شیری که آهنگ روباه کرد
شتابان دو شه از دو سو بی درنگ — دل هر دو جوشان ز صفرای جنگ
چنین تا زمین در میان تنگ ماند — میان دو لشکر دو فرسنگ ماند
۵ اجل فتنه را کارسازی نمود — یزک بر یزک دست بازی نمود
فرود آمدند از دو جانب دو شاه — کشیدند تا آسمان بارگاه
چو مه لشکر آرای شد بر سپهر — زمین در میان کرد شمشیر مهر
برآورده شب چتر عباسیان — نگون کرد رایات شمّاسیان
طلایه برون آمد از هر دو سوی — بجاسوسی یکدگر گرم پوی
۱۰ فروماند غوغای لشکر ز جوش — بگردون شد از پاسبانان خروش
سکندر جهاندار لشکرشکن — همه شب چو مه بود در انجمن
همی کرد ز احسان اسکندری — بمقدار هر کس نوازش گری
بهر لشکر آرائی هر مرزبان — گهی تیغ میداد گاهی زبان
فرو رفت هر کس ز سودای خویش — در اندیشهٔ کار فردای خویش
۱۵ ز یاد سنان سینه می شد خراش — همین دغدغه خواب را دور باش
یکی رخت می بست بهر گریز — یکی تیغ و پیکان همی کرد تیز

---

۱۴ - تق فرمائے

یکی دامن از عالم افشانده بود　　یکی در غمِ جانِ خود مانده بود
بسی مرد نامردیابی بجنگ　　که همسایهٔ موش باشد پلنگ
همه کس بیازار جوید نبرد　　ولی گاهِ مردی شناسند مرد
نه در کوی جنگِ سواران بود　　که هنگامهٔ مشت خواران بود
٥ شه چین دگرسوی با اهلِ راز　　به تدبیرِ فرداشده کارساز
خزینه ز گنجینه پرداخته　　درِ بارگه را برانداخته
ز زر تودها بر فلک بُرده سر　　بیک سوی آهن بیک سوی زر
همی جست مردانِ پولادسنج　　باندازهٔ مرد میریخت گنج
چو از زر گران شد ترازوی شان　　به آهن قوی کرد بازوی شان
١٠ بدینگونه از شام تا صبحگاه　　بزر آهنین کرد پشتِ سپاه
حشم را ز زر ساخت باید زره　　که اوّل بود فالِ فتح از گره
چو تو قفلِ خود را ندانی کشاد　　درِ دیگری کی توانی کشاد
بیا ساقی آن جامِ شادی فزای　　که بنیادِ غم را در آرد ز پای
بمن ده که راحت بجانم دهد　　ز خون نایهٔ دهر امانم دهد
١٥ بیا مطرب آن بربطِ خوش نوا　　که بی مغزیِ مغز را شد دوا
بزن تا که برباید از مغز هوش　　بدل جانِ تو ریزد از راهِ گوش

٢- س، ا: بینی - ٢- ق: یابی ١٢ ١٢ ا- چون توانی

گفتار در دواد و توسنِ فتح که عنانش در قبضهٔ قدرتِ فتاحِ مطلق مقید ست تا در طرفی که جولانش دهد مجالِ سرپیچیدن نه باشد و جهدِ مجاهدان تا در جهادِ شمشیرِ ۵ هندی را محرابی کنند و ذوالفقارِ هندی را تیغِ

خطب سازند

چو فیروزیِ مرد گردد پدید ۔۔۔ درِ چاره را زود یابد کلید
فرس را بهر سو که پیچد عناں ۔۔۔ گلِ فتح چیند ز خارِ سناں
۱۰ بهر جا که شمشیر بیروں کشد ۔۔۔ سرِ خصم زاں آب در خوں کشد
بچشمِ بد اندیش در کارزار ۔۔۔ یکی صد نماید نه بل صد هزار
ولی مرد باید بجولانِ خویش ۔۔۔ که برگیرد اوّل دل از جانِ خویش
چو مردم ز سر تا هراساں بود ۔۔۔ سر افگندنِ دشمن آساں بود
کسی کز سرِ خویش ترسد بجنگ ۔۔۔ سرِ دیگری کے در آرد بچنگ
۱۵ کسی را که دل شد بمردی دلیل ۔۔۔ اگر پشّه باشد خورد خونِ پیل
نه بینی از کلنگ ست شاهیں بزور ۔۔۔ که سیلی زنانش رساند بگور

۸ ـ ق[۲]: درجاه ۱۰ ـ ا، س: بهرسو

ولی کز عدو گشت در خوف غرق ... مگس را اندر سیمرغ فرق

غلیواز از آن گشت مردارخوار ... که مشکل بود زنده کردن شکار

چو از خون نه شد دست رنگین بجنگ ... به آبِ حنا بایدش کرد رنگ

تو گر بر عدو دست و پای تهی ... نه هستا و هم از دست و پای تهی

۵ سر آنکه توان زآبِ بیگانه شست ... که از خونِ خود دست شوئی نخست

چو در خیلِ بدخواه یغما بری ... گر از جان هراسی چه کالا بری

نه زیباست بر مردِ با ترس و بیم ... زن گو ز زر باش و خفتان بسیم

خرِ مانده کز ریش نالان بود ... چو سودا ر ز دیباش پالان بود

چو کاهل بود ناقه در خاستن ... نشاید بخلخالش آراستن

۱۰ بسا خود نمایانِ بیهوده گوی ... که باشند در بزم گه رزم جوی

کسی را که مردی بود اندکی ... اگر صد کند زان نگوید یکی

ز نیروی می لافِ گردن زنی ... ز نی دان نه نزدیکِ دانش نی

چو در کرده گفتن خجالت بود ... بنا کرده گفتن چه حالت بود

چو تیغت ندارد زبان در مصاف ... مکن زنجیر تیغ زبان را بلاف

۱۵ بشمشیرِ پولاد به دست بُرد ... که از خنجرِ گو سپس کس نه مرد

نگر گر پیِ خود نمائی و نام ... نگردی بخونریزِ خود تیز گام

گهِ جنگ پرهیز باید فزول ... ولیکن نخنداں که مانی زبول

دلیری به هنجار کردن نکوست | چو کار او فتد کار کردن نکوست

به هنجار کن سازِ هر بیشه‌ئی | که ناید فنِ سوزن از تیشه‌ئی

بجای که هنجار باید نه زور | شود شیر بیجان در دستِ مور

نه آسان توان رفت پیشِ دلیر | که دشوار دیدن توان روی شیر

۵ شتابنده کش نه باشد درنگ | ز بی‌سنگیش پا در آید بسنگ

درنگی که آن نیز برجای نیست | عدو را قوی کردن از رای نیست

شتاب و درنگی بهنگامِ خویش | سلامت دهد مرد انجامِ خویش

دلاور که نه بود سلاح آزمای | ز بی‌دستیِ خود در آید ز پای

چو کوشنده در کین بود در خشم ریز | بود تازیانه بکف تیغِ تیز

۱۰ چرا باید آن ترکش و تیغ بست | که دشمن به سیلی ستاند ز دست

بزرگی چه بینی بشاخِ گوزن | که شیرش بناخن کند پست و زن

چو لشکر بود نصرت افزون بود | به تنهائی پیشِ صد چون بود

چو دستت سبک نیست در داوری | کند تیغِ تو خصم را یاوری

سپه را بود تیغ و جوشن پناه | بود جوشن و تیغِ شاهان سپاه

۱۵ فروزان شود گرچه آتش ز باد | چو یک شعله باشد نیارد ستاد

یکی تیر کآسانش دانی شکست | چو با ده شود چون توانی شکست

۱۶- ق ا کے

ولیکن ہمہ کوشش اندر قتال | زپیرایۂ فتح یابد جمال
مشو شیر گیر از کمند و کماں | کہ ہست ایں می از شیشۂ آسماں
برزم ار زفیروزی آید شمار | کلوخی زکوہے برآرد غبار
وگر یار نہ بود ظفر بانتنے | سناں کار نکند ہمہ سر زنے
۵ دلیری کہ نصرت بود یارِ او | نیارد کسے تابِ دیدارِ او
ازاں روی شیر ست ہیبت فزای | کہ فیروز مند آفریدش خدای
نہ ترسد زنخچیر آہو کسے | فراہم شوند ارچہ یکجا بسے
زہے دولتِ مردِ فرخندہ عزم | کہ نصرت بود یارِ او روزِ رزم
نیاید زجہد ایں سعادت بجیب | کہ ناگہ پدیدار گردد زغیب

۱۰ حکایت پادشاہی کہ بنام سنجر کوس میزد و نوبتش بہ نوبت گاہِ سنجر رسانید

شنیدم کہ سنجر زبختِ بلند | چو شد بر بسی ملک فیروزمند
ازانجا کہ رایت براختر کشید | سوی خسرو روم لشکر کشید
۱۵ رسید ادہم از پیش برعزم جنگ | مگر آبے اندر میاں بود تنگ
برود اندر از گرمیِ آفتاب | بداں آتشِ تیز میداد آب

---

۲ - ق۲ پیرایۂ تیغ

رسید از صفِ سنجرِ سخت کوش | خروشیدنِ ما دیانش بگوش
شهِ رومیان داشت فحلی بزیر | دونده چو آهو جهنده چو شیر
به تندی درون راند یکسر چنان | که کوشنده را بستد از کف عنان
بیک چشم زد تا کنارش ببرد | به بنگاه خصم آشکارش ببرد
چو سنجر ز بختِ برومندِ خویش | بد اندیش را دید در بندِ خویش
ازان فتح ازین پس که دل شاد کرد | بشکرانهٔ فتحش آزاد کرد
تو مردانه کن رخشِ همت روان | گرت فتح باشد خود آید دوان
گرت هست بازوی همت دراز | در آغوشِ تست آنچه داری نیاز
و گر همتت بر شکستن نشست | خود افگندی اندر صفِ خود شکست

کمند افگندنِ سکندر در خرگاه گرد شموس یعنی کنیزک

چینی در آن طویله طویلش بسته در بارگاهِ حشمتِ خویش آوردن و گشادنِ سلاحِ نازکیش را معلوم گردانیدن و نوازش کردن و میدان یافتنِ آن ماهِ لطافت و جولانِ خویش را دست و پا نهادن و حیران شدنِ اسکندر در نژاد وی

---

۶ - ق ا: ازان پس کزان فتح دل شاد کرد

او و او را از برای خویش خوش کردن

گهرسنج تاریخ اسکندری	چنین ریخت از خامه دُرِّ دری
که چون گشت عزمِ دو خسرو درست	که باید بکوشش کمر کرده چست
۵ همه شب در اندیشهٔ کارزار	نمودند تا روز ترتیبِ کار
چو صبح از افق تیغ بیرون کشید	همه دامنِ چرخ در خون کشید
در افگند شبدیز ظُلمات نعل	بپوشید خورشید خفتانِ لعل
سکندر جهانگرد کشورکشای	به آرایشِ لشکر آورد رای
صطرلاب سنجانِ موزون قیاس	باندیشه گشتند ساعت شناس
۱۰ توقفتیکه با فرخی یار بود	ق	نظرها بطالع سزاوار بود
برآمد برآهوی توسن دلیر	چو خورشید رخشنده بر پشتِ شیر
بگردون شد از نای زرّین خروش	بدریای لشکر درافتاد جوش
دگر سوی خاقانِ لشکرشکن	چو کوهی سر افراخت شدید تیغ زن
هزاهز در آمد بهر دو سپاه	روا رو برآمد بخورشید و ماه
۱۵ علم سر زعیّوق برتر کشید	سنان چشمِ سیارگان را بر کشید
بیابان همه بیشهٔ شیر گشت	جهانی پر از تیر و شمشیر گشت
زلرزیدن زمین زیرِ قلبِ روان	در اندامِ گاو آر دگشت استخوان

۶ - س ا :- خور - ۱۳ - س ۲ :- آن یلتن - ۱۷ - س ا :- قلبِ گران

غبارِ زمیں کلّه بر ماه بست — نفس را درونِ گلو راه بست
چناں گشت روے هوا گردناک — که سیّاره گم کرد خود را بخاک
ز موجِ سلاح و ز گردِ زمیں — گلیں آسماں شد زمیں آهنیں
یلاں بند بر بست بر آبِ تیغ — که بے بند عالم نگیرد چو میغ
۵ رسیده ز تیغ آبِ شاں تا کمر — هماں آب بدخواه را تا بسر
سپاه از زرهِ موجِ میزد به اوج — چو دریا که بادش در آرد به موج
بدریاے آهن جهاں گشت غرق — هوا پُر ز میغ و زمیں پُر ز برق
ز زرّین و پیکانِ سبز و سپید — جهاں گشت پر سوسن و برگِ بید
ز بانگِ هیونانِ گیتی نورد — شده پُر صدا گنبدِ لاجورد
۱۰ خرامیدنِ بادپایاں بگشت — تزلزل در افگنده در کوه و دشت
عرق کردنِ توسناں در شتاب — ز طوفانِ آتش رواں کرد آب
شراره که زد نعلِ هنگامِ رو — ستاره بروں ریخت از ماهِ نو
نمانده اماں زیر پر وزه کاخ — اجل را شده دستگاهے فراخ
نفیرِ زه از چاشنیِ کماں — شده چاشنی گیرِ جانِ هر زماں
۱۵ بلا زیں بناوک بر انداخته — چو طفلاں تر نے بارگی ساخته
گره بر گره دستِ پیکاں زناں — زره بر زره پشتِ روئیں تناں
ز رخشیدنِ خشتِ زهره گداز — شده زهره هر دو بد زهره خوں
ز هر سو سناں هاے خارا گزار — فرو بسته راهِ سلامت بخار
ز تیر و سپرها که برکار بود — بیاباں نیستان و گلزار بود

۴- ق: ز بداں

بزیرِ سپر تیغِ رخشاں بتاب | چناں کز تہِ برگِ نیلوفر آب
درخشندہ شمشیرہائے بنفش | زدیدہ بصر می ربود از درفش
خروشیدنِ کوسِ روئینہ کاس | فلک را ز رنجھا کردہ طاس
سپہ از علمہا شدہ سایہ دار | دلیراں برآشفتہ دیوانہ وار
بہر سینۂ نو شدہ کینہا | گریزاں شدہ رحمت از سینہا
جدا گشتہ دلہا ز پیوندِ خویش | پدر تشنۂ خونِ فرزندِ خویش
دو لشکر نگویم کہ دو کوہ قاف | رسیدند در جلوگاہِ مصاف
سوئے میمنہ در صفِ رومیاں | زریوند گیلی کمر بر میاں
قباد از سوئے میسرہ گرم پوے | برآوردہ یک رویہ تیغِ دو روے
دوالِ ملک در یزک پیش رو | دوالِ عناں کردہ در خوں گرو
بپرواز خیلِ فرنگ از جناح | بساقہ شدہ خونِ مصری مباح
بقلب اندر اسکندرِ نامدار | شدہ گردش از خشتِ آہن حصار
گروہے ز پیوند و از خویشِ او | بجاں ایستادہ پس و پیشِ او
صفِ چینیاں نیز بر عزمِ کیں | بجوش آمدہ ہمچو دریائے چیں
یزک دار در پیشِ تاتاریاں | بخوں تشنہ چوں چشمِ فرخاریاں
سوئے راستاں گرد فغفور خاست | امیرِ ختن سوئے چپ گشت راست
قراخاں بساقہ شدہ سخت ساق | تبت را بسوئے جناح اتفاق
بقلب اندروں شاہِ توراں گروہ | بگردش صفے بستہ ترکاں چو کوہ
چو گشت از دو جانب صف آراستہ | سلامت شد از راہ برخاستہ

سواری بگرمی چو سوزان درخش | ز صفِ سکندر برون راند رخش
فرنکیش نامی که در دار و گیر | سپاهی شکستی بیک چوبه تیر
کشان در زمین نیزهٔ هژده بند | بکوهه زده هژده پیچ کمند
پلنگینه پوشی که در روزِ جنگ | نه شیر تن بچشم آمدی نی پلنگ
۵ بر آئینِ مردان بصحنِ نبرد | همی کرد جولان و میخواست مرد
نخست آفرین کرد بر کردگار | که فیروزی ازوست در حمله کار
پس آنگه دعای جهاندار گفت | که شمشیرِ او باد با فتح جفت
وزان پس زبان تیغِ فولاد کرد | ز پولادِ هندی سخن یاد کرد
که از موکبِ لشکر آرای روم | سوارے غریبم درین مرز و بوم
۱۰ گرامی کشند دل بمهمانِ خویش | که نزلِ غریبی کند جانِ خویش
کسانیکه هستند ازین فن بلاف | در آیند بسم الله اینک مصاف
چو رومے بدینسان دمید آتشے | برون آمد از چینیان سرکشے
بتنگوی نامی چو غرنده شیر | نهنگی بدست اژدهاے بزیر
بحمله سوی رومی آورد روی | نترسید از رومیِ کینه جوی
۱۵ عنان در عنان هر دو در تاختند | سنانها بیک دیگر انداختند
چو بودند هر دو هنرمند چست | خراشے نیامد کسے را درست

۱- ق: بزرخشاں۔ ۱۲- ۱۳- س ل: پلنگوے

نمودند بسیار جولان گری — کسی را نبود از هنر برتری

ز نیزه به شمشیر بردند دست — هم از هر دو تن تار موی نخست

بدشمن فریبی یل روم زاد — گریزان شد از پیش چینی چو باد

بدنبال او چینی گرم کین — ز گرمی بابرو در آورده چین

٥ چو نزدیک شد تا ز تیغ چو برق — گریزنده را از حسم ریزد بفرق

در انداخت رومی کیانی کمند — کمرگاه چینی در آمد به بند

چنان کندش از بازوی زورناک — که بر بود از باد و دادش بخاک

همی رفت پویان یل شیرگیر — به خاک اندرون شیر جنگی اسیر

به اسکندر آمد سوار دلیر — شکار خود افگند در پیش شیر

١٠ ملک را خود آن فال فرّخ نمود — که فتح اوّل از سوی او رخ نمود

بسی گنج دادش بفرخندگی — غنی کردش از گنج بخشندگی

چو لشکر بدید آن نوازش گری — بکین لشکری گشت هر لشکری

برون آمد از میمنه پردلی — پُر از آتش و بادش آب و گلی

برهم جوشنی سبز چون نوبهار — بزیر ابلقی تند چون روزگار

١٥ حمائل در افگنده تیغی بدوش — حریریش بر سر چو پرّ سروش

کمان بسته و ترکش آراسته — جوان شیری از نیستان خاسته

---

٧ ـ س٢: بربود دستش

چو آشفته دیوی به دیوانگی | درآمد بمیدانِ فرزانگی
خدا را چو در دل نیایش نمود | خداوندِ خود را ستائش نمود
بس از پیش دستی سخن پیش کرد | حدیثِ تنومندیِ خویش کرد
که لشکر شکن طردِ رومی منم | که در حملهٔ لشکری بشکنم
۵ بهم دوزم از شستِ پیکان گشای | بسی چینیان را چو چینی قبای
که دارد سرِ من بکین گستری | که تا بی سری بیند از همسری
چو زین گفتن پر تهی گشت مرد | سر اندازی از چینیان گشت فرد
فرس راند بر طرد چون اژدها | دلاور نکردش رسیدن رها
بیک ضربتش در عدم راه کرد | اجل را ابد و راه کوتاه کرد
۱۰ دگر چینیی تاخت مردی بجنگ | بد انسان که بر صیدِ ماهی نهنگ
به تندی برآورد بالای دوش | یکی گرز شش پهلو و هفت جوش
چو بر طرد شد تا شود مرد کوب | گرِه کوبش آهن برون شد ز چوب
بشمشیر تا دست یارد شتاب | ز شمشیرِ طردش گذشتا ز سر آب
برون تاخت دیگر سواری دلیر | برو نیز شد طرد با زنده چیر
۱۵ قلم کردش از تیغ سر تا زبن | نشستش ز خون هدیهٔ لم یکن
برینگونه تا هفده ترکِ دلیر | ز پولادِ هندی در آمد بزیر

۲- س: خدا را بصد دل - ۱۰- ۱۳- ق: دست و بازو

دگر چینیٔ تا گهِ نیمروز — نیامد برون تا شود کینه‌توز
فرستاد خاقان به نیروی خویش — دلاورسواری ز پهلوی خویش
نبرد آزمایی کنیفوی نام — کز آسیب او کوه کردی خرام
برون آمد آزاد سروی چو بید — چو بر پشتِ طاوس بازِ سفید
۵ ز بهر هنر بسته نه از بهر لاف — سلاحی که کار آید اندر مصاف
بچشمش نیاورد مردِ دلیر — کشیده کمان سوی او شد چو شیر
نیفگند تیر و نه بر جا رسید — ز پولاد جست و بخارا رسید
یلِ چینی از جوشش صفرای خویش — برون راند رخشِ سبک‌پای خویش
چنان زد سنان در تهی گاهِ طرد — که از باد پا اوفگندش بگرد
۱۰ روان شد یکی دیگر از قلبِ روم — چو سروی ز پولاد نخلی ز موم
بیک ضربتِ نیزهٔ سینه دوز — بر او نیز شب گشت رخشنده روز
دلیر افگنی دیگرش گشت جفت — بیک جنبش او نیز در خاک خفت
چنین تا چهل مردِ سخت کوش — زیک مردِ چینی تهی شد ز هوش
دگر هیچ کس را نیامد هوس — که در معرکه پیش راند فرس
۱۵ سکندر که دید آن چنان دستبرد — چو آتش برافروخت چون یخ فسرد
چو شمشیرِ خورشید شد در نیام — برون تاخت او هم سپهدارِ شام

۶- س۲: آن تند شیر - ۱۳- س۲: زیک مرد چینی روان شد ز هوش - ۱۶- ق۱: لشکر

ز شب سایه بر چرخِ والا رسید — علم زیر شد سایه بالا رسید

دو لشکر ز کوشش عنان تافتند — سوی بنگهِ خویش بشتافتند

طلایه برون شد ز هر دو سپاه — شبیخونِ بدخواه را بست راه

سکندر که زانگونه فیروز بود — همه شب در اندیشهٔ روز بود

۵ که فردا اگر پیش راند بجنگ — که پهلو زند با دلاور نهنگ

حریفان در آن بازی اندیشمند — که بر پیل بایست بیذق فگند

وزان سوی خاقان ز بس چیرگی — شتابنده در خون بصد خیرگی

همی کرد بخشش سرانداز را — همی داد دل مردِ جانباز را

اگر خفته و گر چه بیدار بود — همه شب در اندیشهٔ کار بود

۱۰ چو در گنبد آمد براقِ سپهر — بهرّا ز زرین بیاراست چهر

چنان خورد شبدیزِ ظلمات دم — که نعلش بیفتاد و مسمار هم

دگربار شیران بجوش آمدند — بشیر افگنی در خروش آمدند

کشیدند از قاف تا قاف صف — بکوشش نهادند جانها بکف

۱۵ دو خسرو میانِ دو قلبِ سپاه — چپ و راست گردانِ لشکر پناه

همان پُر دلِ دیده بر عزمِ کار — برانگیخت از صحنِ میدان غبار

۷- س۱: خیرگی - ۷- ق۲: شتابنده درکین

۷- س۲: بصد تیرگی

سنانش ز خونریز پیشینه لعل — به پولاد غرق از کله تا به نعل

چو خود را و خاقانِ چین در استود — بمردی مبارز طلب کرد زود

سواری برون آمد از رومیان — سپر بسته پس چست کرده میان

بگرمی بر آهیخت چون برق تیغ — که برق از نفس آب گشتی چو میغ

۵ تگاور سیاهی بزیرش چو دود — بر آورد سر بر سپهرِ کبود

بگردن زنی تاخت بر جسم ستیز — بینداخت بر گردنش تیغِ تیز

کنیفوی تا زنده خم خورد و جست — بزد نیزهٔ و پهلوش اشکست

گذارا شد از پشتِ رومی سنان — ز دستش برون رفت یکسر عنان

دگر خونفشانی بخون جوش کرد — همان شربتِ اولیں نوش کرد

۱۰ نبرد آزمای دگر حمله برد — هم از مردیِ مردِ مردانه مُرد

چنین تا درید آن هنرپرورِ جوان — بنه حمله پهلوی نه پهلوان

دگر در سرِ کین نیفتاد پیش — که با همسرِ خود نهد پای خویش

سکندر بر آشفت زان داوری — که گم گشتش از یاوران یاوری

ز لشکر دلی بشکند خون بود — دلِ لشکری بشکند چون بود

۱۵ حریفان به شطرنج شد چیره دست — ببازندهٔ چابک آرد شکست

بساطِ دلیری که بی رنج نیست — ببازی کم از نطعِ شطرنج نیست

۳- س ل: به بر بسته چین - ۱۲- س ل: در سرِ کس

گراز یکه با شیر دندان کشد | دل از سینهٔ شیر خندان کشد
چو بازوی کوشندگان گشت سست | مهین سواران عنان کرد چست
به تندی برون جست کار شتاب | بر آن موجِ آتش چو دریای آب
سران سپه پوزشش انگیختند | همه در عنانش در انگیختند
٥ بصد عذر گفتند کای تاج بخش | تو خورشیدِ ملکی مجنبان ز رخش
بسے دشمن و دوستاند در سپاه | بدین دوست روے ز دشمن نگاه
تو دریا دشاهم چو کوه از شکوه | قیامت شود چون بجنبید کوه
اگر صد سر از پا بیفتد ز جاے | تو داری جهان را بتکبیر پاے
وگر موے از فرقِ تو کم شود | خرابی به بنیادِ عالم شود
١٠ یک امروز بنمای در کین درنگ | که فردا شود بر عدو کار تنگ
بدین داوری شاه را داشتند | عنانِ وی از دست نگذاشتند
چو در پردهٔ خواب رفت آفتاب | روان کرد شب پرده از حجاب
مکلل شد این نطعِ نیلوفری | چو دیبا بر او زنگِ اسکندری
ز لشکر سوے خانه گشتند باز | بساطِ وفا را نوشتند باز
١٥ طلایه روان شد بگردِ سپاه | بتاقی به پیرامنِ بارگاه

٩- سل: اگر صد سر از پا بیفتد ز جاے + تو داری سراسر جهان را بپاے

١٥- سل۲: بادشاه

همه بر شد از پاسبانان نفیر — شد از گوشه گیری فلک گوشه گیر

همه شب سکندر بجوش اندرون — ز خشمِ بداندیش میخورد خون

همی گشت زان دشمنِ خیره جنگ — بسودا و صفرا ز رنگی برنگ

ز گرمی بر انگونه کز برق میغ — همی کرد آشام زوبین و تیغ

۵ ز خجلت دلیرانِ درگاه نیز — طمع بر گرفته ز جانِ عزیز

بران دل که فردا چه ساز آورند — که بدخواه را سر بگاز آورند

چو اسکندرِ صبح بر شد بلند — در انداخت بر کنگرِ مه کمند

شد از رنگِ سرخی سرِ کوهسار — چو پیشانیِ پیل شنگرف وار

یکه زن سپهدار چین از غرور — زمین کرد چون عرصه گاهِ تنور

۱۰ بعزمی که بر فتح گشتش دلیل — شد از خانهٔ زین بصندوقِ پیل

سوی رزمگاه آمد آراسته — نهیبِ حریف از دلش خاسته

دگر جانب اسکندرِ شیر زور — به تندی چو شیران بنخچیرِ گور

نه بیم از خدنگ و نه باک از سنان — قضا را به تسلیم داده عنان

بجنبید و آمد بسوی مصاف — بسختی پی افشرده چون کوه قاف

۱۵ چو شد هر دو لشکر بترتیب راست — حریفان ز دو سو یکدگر مرد خواست

برون زد یکی چینیِ سخت کوش — سپر در پس و درعِ چینی بدوش

خرد پیر بود و مبارز جوان — فرس پخته و خام برگستوان

زپولادِ چین ناچخی ده منی | بگردن برآز بهرِ گردن زنی
درآمد بمیدان و جولان نمود | نمودارِ دعوی فراوان نمود
برون آمد از قلبِ رومی یلی | برآورده تا آسمان هیکلی
بزور و توانائی آهرمنی | ببازوی پولاد روئین تنی
۵ یکی حربه در دستِ خاراشکاف | که بگشادی از نیفهٔ کوه ناف
رسید و زد آن حربهٔ نامدار | بسر ناچخی نیز خورد استوار
هم او را سر از ناچخ آمد بگرد | هم این خفت برجای کان حربه خورد
فتاده بیک جا دو رزم آزمای | بجا بوده و هر دو رفته زجای
ز رومی دگر چیرهٔ ساز کرد | بصحرای کین رفت و پرواز کرد
۱۰ عمودی بگردون برافراشته | گهِ بی ستون بر ستون داشته
براو تاخت چینی سواری چو پیل | زده جامه در ماتمِ خود به نیل
فزاگندی از رق کشیده بتن | که هم جوشنش بودی و هم کفن
یکی نیزهٔ بید برگِ سپید | سنان بر سرش رسته چون برگِ بید
چو بر یکدگر در نبرد آمدند | ز لرزه زمین زیرِ گرد آمدند
۱۵ به سختی که زد رومیِ سخت زور | سرش را در آهنگش کرد گور
بر اینگونه ده چینیِ تیز کین | زجان پاک گشتند چون نقشِ چین

---

۵ – س ل: نیمه کوه قاف – ۱۳ – ق ا: برکف

دگر تا شب از چینیان زبول | بمردی سواری بیامد برول
سپهر چون بر آب افگند آفتاب | بر آورد مه تاج خود ز آب
شب تیره در صحن زنگار گون | چو هندوی تاج زن آمد برون
دو لشکر به لشکرگه آمد فراز | یکی سرنگون دیگری سرفراز
۵ سکندر از آن خیرگیهای بیش | شکیبا شد و لختی آمد به خویش
چو شب پرچم خویش در خون کشید | زمین طاس خورشید بیرون کشید
شعاعی که رفت از افق تا بدور | بزد نیزه بالا سنانهای نور
دو دریا دگر باره جوشنده گشت | بهر سوی سیلی خروشنده گشت
از آن سیل کآفاق را در گرفت | کران تا کران فوج و لشکر گرفت
۱۰ ز جولانگه رومیان بید رنگ | کتابون رومی برون شد بجنگ
ملوکانه ترتیبی آراسته | پلنگی ز کوه روان خاسته
بکف کرده قلابی الماس گون | کزان پیل را در کشیدی نگون
بمیدان شد و چالش آغاز کرد | به تحسین خسرو زبان باز کرد
چو لشکر سکندر به آواز گفت | بنام آوری نام خود باز گفت
۱۵ قرا نام چینی سپه پر ستیز | اجل را زبان داده از تیغ تیز
همی خورد بر جان رومی دریغ | بگردش در آمد چو بارنده میغ

۱۱ــس و ق: گران - ۱۵ــس: قراخان -

به تیغی که بر دی زد از زور دست قزاگند بدرید و اندام خست
چنان بر دمی انداخت قلاب را که چون بز درآویخت قصاب را
بزخمی گریبان گهش چاک زد ببالا برآورد و بر خاک زد
قرارا چو در خود قراری نماند دگر بیقراری فرس پیش راند
۵ ازان دست زخم گرانگیخته شد او نیز بر سنگ آویخته
دگر رهزنی کرد زان سو شتاب شد او نیز زان زخمهٔ گرز خواب
برینگونه تا سیزده پیل مست بزخم گزک راست در خون نشست
دگر راست بازی نکرد ایستاد که گز بازرا گز تواند نهاد
چو قلاب سیم از کمین زد هلال بخون غرق شد ترک چینی جمال
۱۰ شهابا ز سپهر سیزده دیوسوز شد آتش فگن در سلیمان روز
دو لشکر بمنزل شدند از مصاف گروهی بخجلت گروهی بلاف
همه شب غنودند تا صبح دم ازین سو بشادی ازان سو بغم
جهان را چنین فتنه با هر سریست که رنج یکی راحت دیگریست
بط از بیم چون سازد آواز را نوای چکاوک بود باز را
۱۵ به تشویش جان دادها بیقرار ملک را تماشا سگان را شکار
دگر روز کاشقر برون تاخت قهر یک اسپه روان شد بر وی سپهر

۲- ق۱: قلاب دار- ۳- ق۳: که بز را برآویخت قصاب وار-

کمانِ مهِ نو که شد جفتِ تیر | کشیدن نیارست گردونِ پیر
دو خسرو دگر باره گشتند تیز | سلامت شد از چار سو در گریز
کشیدند صف‌ها بمرد افگنی | ز رویین تنان شد زمین آهنی
همان پیل جنگی کتابونِ گُرد | عنانِ نبرد اژدها را سپرد
۵ بدستش همان رمح قلّاب دار | بخونریز هم تشنه هم آبدار
همان سر فگن تاخت از چینیان | که سر پیش از آن در پیشینیان
به تندی فرس بر کتابون فگند | ز حمله تزلزل به هامون فگند
کتابون در افگند قلّاب را | که بر سیلِ آتش زند آب را
چنان تیغ زد چینیِ تیز گرد | که خطّ قلم گشت در دستِ مرد
۱۰ چو قلّاب را قلب زد چنان | که هم نیزه بیکار شد هم سنان
بزد بر کتابون چنان برقِ تیغ | کز خون روان شد چو باران ز میغ
رگِ گردنش موج زد بر تنش | همه خونِ او کرد در گردنش
کتابون گلوی ز شمشیر چاک | ز توسن بغلطید در خون و خاک
خروشش از صفِ چین بر آمد بلند | دلِ رومیان خسته گشت از گزند
۱۵ مهِ رومیان چون چنان دید حال | که لشکر هراسنده شد زان خیال
بدل دادنِ لشکرِ ناشکیب | گران کرد بر خنگِ ختلی رکیب

---

۱۴ ـ س۲: شد زان ۱۵ ـ م و س۱: شه ـ ۱۵ ـ س۳: قتال

بخواهش گری نامدارانِ عهد — عنانش گرفتند و کردند جهد

که شاها تو شمعی مجه چون شرار — به پروانگی کار بر ما گذار

چو باشد بسی باشه پرواز را — چرا رنجه باید شدن باز را

گر از ما برآرد جهان رستخیز — از آن پس تو دانی و شمشیر تیز

۵ وگر جامهٔ دشمن افتد به نیل — به فیروزیِ شاه باشد دلیل

بسی زین نمط گردنانِ سپاه — سخنها کردند ز اخلاصِ شاه

چو بود آتشِ لفظ را شعله تیز — فروزنده تر گشت از آن آب ریز

عنان بستد و داد پوینده را — قدم پیش زد در ره جوینده را

چو شیران برآهیخت سیلت دلیر — دلِ خصم را داده زان هوشیر

۱۰ تبارک ز پولادِ سبزش کلاه — فرس خنگ و برگستوانش سیاه

بقامت یکی جوشنِ بی‌بها — کمندی بکف کرده چون اژدها

جوانمردی چینی که مغرور بود — شکستِ خود از خاطرش دور بود

نه کرد التفاتی بران شیرِ تند — که جوشِ دلش را تقاضا کرد کند

بگردش درآمد سکندر بکار — بگردندگی گشت چون روزگار

۱۵ کمند آن چنان کرد بر تاب سخت — که کند از بن آن خسروانی درخت

کشانش سوی لشکرِ خویش برد — هزیمت بقلبِ بداندیش برد

۶۔ سل: پردلاں

برآمد یکی غلغل از رومیان ۱ بخون چست کردند هر سو میان

چو خاقان چنان دید رفت از شکوه بجنبید با لشکری همچو کوه

به تندی سوی رومیان حمله برد بخونریزی و کین کشی پی فشرد

سکندر چو بدخواه را گرم دید بکوشش نه هنگام آزرم دید

۵ سلیمان شد و باد را راند زود چه بادی که هم پو و هم باد بود

سلیمانیش بین چو خنجر کشید فرو رفته خورشید را بر کشید

صف رزم را تیز آواز داد فرس را بجولان عنان باز داد

دو دریای جوشان بهم باز خورد قیامت در فتنه را باز کرد

سواران عنان در عنان تافتند یلان رو برو تیز بشتافتند

۱۰ ز بس یکدگر چالش انگیختند زمین و فلک باهم آمیختند

غو کوس کآرامش از دل ربود در افگند غلغل بچرخ کبود

دهل زان تهی مغز کاندر وست سخن گفت با فتنه در زیر پوست

ز جوشش درون مرد را پی به پی ز هر موی خون جست بر جای خوی

هزاران تیر باران که آمد فرود پلارک همی گشت و جان می رود

۱۵ ز باران تیر و ز تیزاب تیغ بناهای گل رخنه شد بی دریغ

دو روزن که پیکان ز هر تن کشاد دو دروازهٔ مرگ در تن کشاد

۱- س ۲: تو گفتی نهادند جان در میان -- ۱۰- ق: ز بس گرد کز خاکش انگیختند-

سبک مرگ مهمان شد از یک دریش | برون رفت جان از درِ دیگرش
ز شمشیرِ چاک افگنِ تابناک | برآمد ز هر جا بنی چاک چاک
طراقِ سر از گرزِ فولادبند | همی خواند اجل را به بانگِ بلند
مشبک شده سینها از سنان | بلا زان مشبک تماشا کنان
۵ ز غلطیدنِ کشتگان در مصاف | شده پشته بر پشته چون کوهِ قاف
سراسر شده روی صحرای چین | ز بس نقش بیجان چو دیبای چین
به هر سو ز آوازِ زاغِ کمان | شتابان شده کرگسان ز آسمان
ز تنهای صدپاره و شاخ شاخ | شده طعمه بر گرگ و روبه فراخ
هراسندگان اندران رستخیز | شد از سیلِ خون بسته راهِ گریز
۱۰ بکوشش دلیرانِ شمشیرگیر | برغبت دوان پیش شمشیر و تیر
سکندر خود آشفت چون اژدها | عنان کرد بر صیدِ شیران رها
به هر حمله کز خشم برزد سری | شگافی در افگند در لشکری
بران تن که زد خنجرِ کینه‌کوش | روان شد سرش پای‌کوبان ز دوش
به هر سو که شمشیرِ او کار کرد | یکی را دو کرد و دو را چار کرد
۱۵ چو دشمن دوی در سرِ خویش داشت | زمانه سرش را همان پیش داشت
چو خاقان نگه کرد کان پیل زور | بسی شیر را کرد مهمانِ گور

۱۲- ق۱: زد بر ۱۳- ق۱: سخت.

به تندی بران پیلتن اند پیل | چو ابری که آید بدریای نیل
دراند اخت خرطوم را پیل مست | که در شیر جنگی بر آرد شکست
دو دیدند فوج دلیران روم | چو طوفان آتش بتاراج موم
گشادند ازان گونه باران تیر | که از پیلبانان بر آمد نفیر
۵ دوالی ملک نیزه زد چنان | که شد غرق در کوه آهن سنان
شد آزرده پیل شکن یافته | به آزردگی راند رو تافته
در افتاد در لشکر خویشتن | شکست آن شه قلب خارا شکن
چو دیدند رومی سران حال شان | در افتاد لشکر بدنبال شان
تعاقب نمودن نه از راه بود | که مرد اندک و روز بیگاه بود
۱۰ سکندر دران مطرح بی خلاص | بفیروزی بخت رست از قصاص
زیاران گرش نامدی یاوری | کجا رسته گشتی دران داوری
چه کار آید آن یار ناسازگار | که هنگام سختی نیاید به کار
بدشواریت یار شایان بود | به آسانیت خود فراوان بود
بهر کار بی یار مگذار گام | که بی یار کاری نگردد تمام
۱۵ نه بینی که در کارگاه خراس | بیک سنگ نتوان علف کرد آس

۳- س۱: قوم ۵- ق۱: دالی
۷- س: آن همه ۱۲- س۲: مردی
۱۵- ق۲: نتوانی جو کرد آس

چو کار اُفتدت حاجت آید بیار   مرا با تو چون کار افتد چه کار

همه روز تا شب دران رستخیز   دو رویه همی رفت شمشیرِ تیز

چو خورشید بُرقع بُرخساره کرد   فلک سُرمه در چشمِ سیّاره کرد

کشید آسمان پیرهانِ کبود   حریرِ معنبر بپوشید زود

۵ دو لشکر ز خون ریز باز آمدند   به تدبیر در حیله‌ها ساز آمدند

یکی خسته را مرهمِ ریش کرد   یکی نوحه بر مردهٔ خویش کرد

یکی شب ز اندیشه غایت گذاشت   یکی در رهِ غائبان چشم داشت

یکی پرسشِ خسته را پی فشرد   یکی زنده باز آمد امّا بمرد

سکندر چو باز آمد از رزمگاه   بخلوتگهِ خسروی کرد راه

۱۰ هژبری که خود بستش اندر شکار   درون خواند تا پرسدش سرِّ کار

جوانمرد را بسته بردند پیش   سلاح و سلب هم بر آئینِ خویش

سلاحش بفرمود تا برکشند   زره از تن و خودش از سر کشند

گشادند چون پوششِ ابرفام   بزیرش چه بینند ماهی تمام

بهشتی وشی رشکِ غلمان و حور   که در روی نظر خیره گشتی ز نور

۱۵ فریبنده بازی گری چون پری   پری را دو چشمش داده دلبری

ز زنجیرِ زلفِ سمن سای خویش   خود افگند زنجیر در پای خویش

۱۱- ق۱: دیدند

بناگوشش از برگِ گل تازه تر | رُخ از مشتری عالی آوازه تر
چو باغِ شگفته بفصلِ بهار | پُر از لالهٔ و سوسن و سیب و نار
غزالے ز هر غمزه شیر افگنے | ازیں شوخ چشمے و چشمک زنے
سر انداز چشمے چو تُرکانِ مست | ز هر غمزهٔ دور باشے بدست
۵ کرشمه با غزالے خوں کردنش | بسے بارِ خوں داده در گردنش
ز هر خندهٔ شورے انگیخته | ز هر موئے جانے در آویخته
دهن تنگ و لبهائے یاقوت رنگ | جهانِ نمک و نمکدانِ تنگ
سکندر نگه کرد چوں سوئے او | فرو شد به نظارهٔ روئے او
تماشای او دید و بیخویش گشت | کش از بیش دیدن هوس بیش گشت
۱۰ گه از بیخودی لعلِ خنداں گزید | گه انگشتِ حیرت بدنداں گزید
عجب ماند ازاں داوری تا بدیر | که آهو چگونه شد آں شرزه شیر
نه آهو غزالی چو خورشید بود | که روشن تر از جامِ جمشید بود
چو دریافت سر رشتهٔ عقل و هوش | طلب کرد گوهر ز گوهر فروش
بدو گفت کاے شمعِ خوبانِ چین | غلط گفته ام کافتابِ زمین
۱۵ بگو تا کئی و نژادِ تو چیست | بدیں نیکوئی کارسازِ تو کیست
اگر قمری ایں حسن و زیب از کجاست | بشاخِ گلت نار و سیب از کجاست

۹۔ سل: او کرد ۱۴۔ ق۲: غلط می کنم ۱۵۔ سل: اوستاد

دگر زن شدی زن چنین گر بود — که از تابِ او شیر در خوے بود

هزار آفرین بر چنان مادرے — کزو زاده شد چون تو نیک اخترے

ببوسیدنِ مسندِ خسروان — بنفشه شد آزاد و سروِ جوان

پس از پیشه نخستے شکر خند کرد — بساطِ دعا را پر از قند کرد

۵ که شاها سرت زیورِ تاج باد — فلک را ز تختِ تو معراج باد

به فیروزی اقبالت آراسته — ز سهمِ تو جانِ عدو کاسته

ز من ماجرائے که درخواستی — جوابے ندانم به از راستی

من آن نازنین سروِ نوخاستم — که در خاکِ چین قامت آراستم

پدر داشتم چون دلاور نهنگ — یگانه به چندین هنرهاے جنگ

۱۰ به پیکانِ چون موے خارا شگاف — ندیده کسے پشتِ او در مصاف

بر آن دست برده که گاهِ نبرد — یکے صد کند زورِ بازوے مرد

نرینه نه بودش چو فرزند هیچ — به تعلیم کوششِ مرا داد پیچ

چنانم در آموخت آئینِ کار — که چون من نه شد دیگرے کامگار

برزمے که شد پیشِ همتاے خویش — مرا بُرد بهرِ تماشاے خویش

۱۵ چنان کردم اوّل تماشاے اُو — که اختر نگه داشتم جاے اُو

طریقے کزو در نظر داشتم — یکے را ز صد بهره برداشتم

۱۳۔ ق و س۲: برمن۔

زبس چهره گرد از دلیر افگنی | چو من آهوے را بشیر افگنی

به اندرز فرمود کاے نیک بخت | ترا جلوه گه رخش زیبد نه تخت

تو مردی نه زن تا ز وسواس دیو | بجوے زنان بر نیاری غریو

بجاے که باشند مردان دلیر | دلاور تر از نر بودمان شیر

۵ گرت خواستگار آید از همسرے | ق اگر شاه باشد اگر چاکرے

نخواهم که ناکرده دست آزماے | کنی گوهر خویش را دست ساے

کسے کت بمردی زبون آورد | به نیرنج خویشتن در دل آورد

من از پند آن کاردان کهن | جز از شیر مردے نگفتم سخن

چو او رفت دوران روشن گذشت | هنرهاے میراث بر من گذشت

۱۰ بسا نامور کز تمناے من | بجالش گری گشت همتاے من

غرورش چنان کرد با خاک جفت | کز آسیب هیجا به در خاک خفت

کسے بر من از کینه زخمے نه ریخت | و گر ریخت یا کشته شد یا گریخت

ملک نیز و دیدست در رزمگاه | که از چند تارک ربودم کلاه

تو خود چون به پیکار من تاختی | کمندم بگردن در انداختی

۱۵ چنان بانگ زد بر من اقبال خاص | که جز جان سپردن ندیدم خلاص

مرا این چه فرخنده بختی ست نیز | که گشتم چو تو خسروے را کنیز

---

۴ — ق و شا: شیران

چو پیند پدر بود با گوهرم ق که بندندهٔ من بود شوهرم

کنون کایزد آن در بسلکِ تو بست بسلکِ دگر چون تواند نشست

اگر در خورم خاص کن در نظر وگرنه به تیغم ببیند از سر

وگر کرد رائے تو زین تن گریز دگر کس نه بیند مگر تیغ تیز

۵ درین چاره خاقان بسے پی فشرد میسّر نشد یا منش دست برد

چو روزی ترا بود حلوائے من که یارد که گردد شکرخائے من

هر آن لقمه کش در داری گاز ز روزی خوران کی توان داشت باز

چه خوش گفت دانا که دیرینه بود که کس روزیٔ کس نیارد ربود

اگرچند کوشد نگهبانِ باغ خورد عاقبت میوه گنجشک و زاغ

۱۰ بسا جوزه کز باز بودش خلاص بمهمانیِ گربه شب گشت خاص

سکندر که هم در نخستین نگاه تمنائے دل برده بودش ز راه

برون داد با ماهِ ناکاسته جوابے بصد پوزش آراسته

که اے نازنین میهمانِ عزیز ز رُخ میزبانِ دلم گشته تیز

برینگونه کاراست یزدان ترا چرا دل نه خواهد بصد جان ترا

۱۵ نکوئی و چندین هنر در برت که یارد خریدن بجز اسکندرت

به کدبانوی در شبستان گرائے که رفے ترا بنده شد کدخدائے

۱- س۳: گیرنده - ۷- ق۲: که روزی کسی چون توان داشت باز

۹- س۱: باشد - ۱۰- س۱: باشد.

بگفت این و فرمود تا میهمان | شد از بارگه سوی خرگه روان
صراحی طلب کرد و در می نشست | صنم ساقی و شاه ساقی پرست
کسی را که ساقی چنان مه بود | گران می عنان تابد ابله بود
چو گردنده شد چند دور شراب | خرد خفت و رغبت در آمد بخواب
۵ صنم غمزه ها را در افسون فگند | طلسم خود از پرده بیرون فگند
بر آهنگ رامش طلب کرد چنگ | بجادوگری در بر آورد تنگ
زهی زد که چون جای سازد نوا | شود زنده بیهش و مرده بهوش
چو زان نغمه شد شاه را گوش تر | دران بیهشی گشت بیهش تر
هزار آفرین کرد بر کردگار | که داند بدین گونه بستن نگار
۱۰ چنان گشت دلدادهٔ آن پری | که می داشت خود را بافسونگری
همه شب بافسونِ آن خوش نوا | همی کرد اندوهِ دل را دوا
چنان دل سوی عیش رامش نمود | که رغبت سوی خوابگاهش نمود
چنان ماند بر روی گل ناشکیب | که یادش نیامد ز خرما و سیب
نصیبش ز چندان بساطِ هوس | نشاطی و نظّاره بود و بس
۱۵ بیا ساقی آن بادهٔ تلخ دام | که شیرینی عیش ریزد بکام
بده تا بشیرینی آرم به کار | که تلخی بسی دیدم از روزگار

---

۱۵ - س ا: فام

بیا مطربا بر کش آواز تر | دماغ مرا تر کن از سازِ تر
روان کن که خشک ست رود بیا | ازان دست چون ابر بارانِ آب

در فضیلتِ فرو خوردنِ خارِ خارِ خشم که لذتِ کاظمین الغیظ

۵ به کام رساند و ستایشِ حمولات که زبون نفس گشته مهار
نشوند و چون ناقهٔ صالح از سنگ نه جنبد

زد دولابِ چرخ آن کسان ست آب | که آسان بنا زنند در خون شتاب
چو دشمن زبون گردد احسان کنند | بقدرت جوانمردیِ جان کنند
۱۰ چو مجرم بخواری شود عذر خواه | برحمت کشند آستین بر گناه
توانا چو پیشِ تو شد ناتوان | مزن گرچه دشمن بود ناتوان
کرم کن چو دستِ تو بالاتر ست | که بخشایش از خشم والاتر ست
نگاه کن غصه را زخنجر بند | که خود دیگر گنه ایمن ست از گزند
توا مروز آن کن چو سود دارد | که به پسندی ار بر تو فردا رود
۱۵ بآمرزشِ مجرمان کن شعار | گر امید داری به آمرزگار
ترا چون زیزدان بزرگی عطا ست | بتعجیل رسمِ سیاست خطا ست

---

۱۲ - ق ۲: زیبا - ۱۶ - س ۲: کردن

گر اوّل توقف کنی در قصاص	توان کشتن آن را که ندہی خلاص
ولیکن چو قالب پراگنده گشت	نیارد بفرمانِ تو زنده گشت
چو از ہم شد این خاکِ رنگین وجست	نگردد سفالِ شکسته درست
نگه کن که تا مادرِ مہر سنج	بران طفلِ خود چند بردست رنج
۵ که جلّادِ خونی بیک تیغِ تیز	برآرد بیک لحظه زو رستخیز
کجا دید قصّاب رنجِ شبان	تبرزن چه داند غمِ باغبان
چه باید بود از کس اے کینه ساز	متاعے که دیدن نیاریش باز
چه باید چنان پیکرے خواستن	که نتوان از و موے آراستن
درختے که عمرے برآید بلند	توان در یکے لحظه از بیخ کند
۱۰ مگو مرد صد کشتم اندر نبرد	یکی زنده کن تات خوانند مرد
چو برخود نداری روا نشترے	مکش تیغ بر گردنِ دیگرے
نسوزد کسے را تپِ دیگران	مگر پشتِ دستے که ساید بران
بہر جانور زجسمِ جانی مزن	چه جانی که خود تا توانی مزن
مکوشش اندران کز تنے خون رود	که جان باز ناید چو بیرون رود
۱۵ بخون ریز خلقے مشو فتنه دوست	ترا نیز خونے ست آخر بپوست
برزم آن کسے را شمر گرم خیز	که با ہمستیزے شود در ستیز

۵- ق و س[۱]: بشمشیر تیز ۷- ق[۲]: دادن ۸- ق[۱]: کاستن ۱۴- ق[۲]: با ہمچو شیرے شود در ستیز
۴- س[۲]: که با شیر شرزه کند رستخیز

زبوں گشته را تیغ و خنجر زدن — بود بر رگِ مرده نشتر زدن

بدنبالِ آهو چه پوئی چو تیر — اگر شیر مردی پئے شیر گیر

گهِ عزت از خصم خوارت نمود — چو شد خوار اگر خشم رانی چه سود

عزیزاں که خشمِ ذلیلاں خورند — شتر وار خارِ مغیلاں خورند

۵ اگرچند مکرم بود غصّه سنج — بداں کز فزوں خوردں آید برنج

اگر خنجر آشامد و دور باش — گلوی مشعبد نیابد خراش

چو مرد از هنر هست مطلق عناں — نه ترسد ز بخشایشِ دشمناں

چو مارے به بند آورد مارگیر — نوازد چنیں خونئ را بشیر

تحمل بهنگامِ صفرا خوش ست — که صفرا بروں ریختن ناخوش ست

۱۰ بلطف انگهے کوش کائی بتاب — چو آتش نگیرد چه حاجت به آب

بر آں نیکبختاں هزار آفریں — کز افتادگاں دور دارند کیں

ز رستم فزوں بود سهرابِ گرد — که درمانده را دست در خوں نبرد

ستورے که در حمله پوید فراخ — بر افتاده زخمے نیارد ز شاخ

سگے کت بخوردں در آید شتاب — چو پیشش نشینی نشیند ز تاب

۱۵ ستور و سگے کو زبوں هش بود — به از مردمے کو زبوں کش بود

بر آں تیغ زن کو بود تیغ گیر — که زالی بود رستمی بر اسیر

چو در بند و زنجیر باشد تنے — زند گردنِ پهلوانے زنے

نه در شیربان از دلیری بهست شور — که با شیر زنجیری آید به زور
اسیرے که در بندت افگنده تر — چو آزاد گردی شود بنده تر
اگر صعوه را گذاری به کام — ازاں به که سیمرغ آری بدام
چو زر بخشی آمد همیں حد زیست — به بیں حد بخشیدنِ جاں که چیست

۵ حکایتِ دو وزیر که یکی آتشِ خشم پادشاه را بدم تیز کرد و دیگری به آبِ دهاں فرو نشانده

یکے را ز شاهانِ صاحب سریر — قوی دستے از دشمناں شد اسیر
به تدبیر گفت آنچه هشیار تر — که دشمن بکشتن سزاوار تر
۱۰ چو دستوری از رائے دستور جست — نه شد رخصتش بر سیاست درست
بر عزمِ دلِ فتنه زائے همه — سخن گفت بر عکسِ رائے همه
که در رسمِ شاهاں باُمید و بیم — قصاصِ عدد گشتنی شد قدیم
اگر خسرو ایں حکم دارد روا — بود خسروے چوں دگر خسروا
وگر ز آفتے دار ماند سرے — نباشد ز شاهاں چو او دیگرے
۱۵ خردمند کیں داستاں یاد کرد — ملک از خوں کردن آزاد کرد
بدیں یک سگالش بهنجار کار — هم ایں رسته گشت و هم او رستگار

---

۱۳ - م۱: - زدام - ۱۴ - س۲: چو تو - ۱۶ - س۱: بهنگام

هزار آفرین بر چنان رهنمون — که پیشِ بزرگان نکوشد بخون

گرفتنِ سکندر سیمرغِ خاقان را چون مرغِ چینی و شکست افگندن در جناحِ او و صیدِ او در چنگال گرفته سوی ۵ دستگاهِ شاهین باز شدن و آن را بحوصلهٔ فراخ فارغ البال گردانیدن و آزاد کردن

خجسته عمل رانِ این کارگاه — چنین پرده بردارد از بارگاه

که اسکندر از بختِ فیروزمند — چو آورد صیدی چنان در کمند

۱۰ برویش لبِ عیش پرخنده داشت — بر آن زندگانی شب زنده داشت

چو زنگیِ شب دید روی سیاه — در آئینهٔ عالم آرای ماه

زد آئینهٔ ماه را بر زمین — بخندید ناگاه صبح از کمین

روان کرد شه تختِ جمشید را — بمنزل رها کرد خورشید را

بجولان گه آمد صف آراسته — بکوشش چو خورشید شد خاسته

۱۵ وزان سوی خاقانِ شوریده مغز — زنا آمدِ فتح در پای لغز

همه شب نیاسوده جانش بتن — ز سودای گم گشتهٔ خویشتن

درین غم که تا کی شب آید بروز — که چون شمع خود را رهاند ز سوز

---

۱۰ مس ا: ـ بود

بزد کوس و بر پشتِ مرکب نشست — بصحرای رزم آمد از پویه مست
رسولی فرستاد بر شاهِ رُم — که تنگ آمد از دستت این مرز و بوم
چنین تا یکی صبحدم تا بشام — سپه در زره بارگی در لگام
دو تا گشت پشتِ هیونان بار — فرومانده بازوی مردان ز کار
۵ بخوردن بود سیری از شهد و شیر — خصوصاً که از تیغ و پیکان و تیر
دو تا گشت در کشتِ دهقان گیاه — گریزنده شد کاروانها ز راه
رعیت برون شد ولایت خراب — نه آسودگی ماند کس را نه خواب
زبردست چون سر در آرد بجنگ — سرِ زیردستان در آید بسنگ
چو آشوب شمشیرگیران بود — فرومانده را خانه ویران بود
۱۰ بجایی که کوشند پیلان بزور — غبارِ فنا جا بر آید ز مور
دو توسن چو گیرند با هم ستیز — گیا را بود بر زمین رستخیز
تو ای تاجور کامدی در نبرد — بمردی کن این داوری فی نبرد
به پیکار اگر با منی کینه سنج — سپه را چه بیهوده داری برنج
چو کاری میانِ من و تست بس — چه جوییم فریادِ فریادرس
۱۵ بیا تا بهم دست بیرون کنیم — زره در خوی و تیغ در خون کنیم
بکوشیم تا بخششِ کردگار — کرا بر سر آرد سرانجامِ کار

۶- ق و م: تی - ۸- دست یار د - ۱۳- س: چون

زما هر دو تن هر که ماند بجای　　بود بر سر رزم و چین کدخدای
چو نزد سکندر رسید این پیام　　دران کامجوئی دلش یافت کام
برون راند چوگانی خاص را　　شتابنده شبرنگ رقاص را
سوی حرب گه تاخت با ساز جنگ　　بر آنسان که نخچیر جوید پلنگ
۵ میانجی بخاقان خبر گفت باز　　که اینک برزم آمد آن رزم ساز
دلش بود گرچه ز اندیشه پاک　　ازان پیش دستی شد اندیشناک
ولیکن چو خود خوانده بود تن بپیش　　چگونه عنان تابد از گفت خویش
روان شد بجولانگری ساخته　　ز رخت بقا خانه پرداخته
چو پیلان جنگی دران لعبگاه[5]　　درآمد بشطرنج بازی دو شاه
۱۰ نخست از کمان ناوک انداختند　　ز یکدیگر آماجگه ساختند
چو بودند هر دو هنرمند و چست　　نیامد بر آماج تیری درست
ز ناوک سوی نیزه بردند دست　　ز هر دو دران نیز موئی نخست
بشمشیر گشتند دست آزمای　　دران هم نشد قابلی زخم سای
دو جنگی بدست آزمای شگرف　　همه زندگانی درین کرده صرف
۱۵ چو کردند چندان که بود از هنر　　نگشتند فیروز بر یکدگر
بنیروی بازوی پولادلخت　　دوال کمرها گرفتند سخت

۱- س۱: باشد۔ ۵- س۱: چین۔ ۶- گرچه بود ست ۸- س۳: عنان

چو پیلان که خرطوم در هم زنند | بپیچند و خرطوم را خم زنند
تباب و توان در هم آمیختند | قیامت ز یکدیگر انگیختند
بسی دستبازی نمودند سخت | دو جانب بجنبید بیخ درخت
هم آخر قوی دست شد شاهِ روم | ز جا در ربودش چو نخلی ز موم
۵ فرس تاخت بازو برافراخته | ز بازو کسی را ستون ساخته
خروشش از صف و میان شد بابر | ز ترکانِ چینی تهی گشت صبر
درافتاد در قلب خاقان شکست | برآورد رومی بتاراج دست
سکندر بفرمود تا بی دریغ | سلاح افگنان را نرانند تیغ
به پیمانِ بشرط زنهاری کنند | بر آن زینهار استواری کنند
۱۰ وگر کس بمردی برابر شود | نکوشند کز تیغ بی سر شود
به نیرنگ و هنجار اسیرش کنند | چو در ناید آماجِ تیرش کنند
چو رایش بدینگونه دمساز گشت | سپه با ظفر گرد و خود بازگشت
سرافراز گشته بکارِ جهان | بدام او فگنده شکارِ جهان
بفیروزی آمد سوی بارگاه | بفیروزه گون چرخ بر زد کلاه
۱۵ بفرمود تا جامه داران براز | قراگندِ مهمان گشادند باز
گرامی یکی جامهٔ شاهوار ق | که نی پودِ او بود پیدا نه تار

---

۳ - س۲: شاخ ۴ - س۲: به آخر

پس از شستن شخص خورشید تاب | کشیدند بروی چو برگ گل گلاب

چو گرد سواری ز تن دور شد | تن خاکی آیینه نور شد

ملک دست بگرفت و بالاش خواند | بهم زانوی بر سریرش نشاند

دلش داد و سوگندها خورد چند | که از جان او دور دارد گزند

۵ همه روز با برگ سازندگی | همی کرد مهمان نوازندگی

چو آمد شب تیره مهمان روز | برافروخت مه شمع گیتی فروز

فلک میزبان وار از جیب پر | بدامان مهمان فرو ریخت در

بفرمود فرماندهٔ روم و شام | که مهمان کند سوی بستر خرام

جهاندار خاقان بیدار بخت | بخرگاه خواب آمد از اوج تخت

۱۰ بخواب خوش آسوده شد بی هراس | که بودش امان سکندر سپاس

چنین شب بسی خفت و استاد خفت | بامید آزادی آزاد خفت

شب و روز با خسرو مهر توز | ز عشرت ندانست شب را ز روز

سپاه سکندر بر آنسان که خواست | بغارت همی تاخت بر چپ و راست

در آن ره که یغما سر قتاج بود | سپه تا دو هفته بتاراج بود

۱۵ همه لشکر چینی از بی سری | در آمد بزنهار اسکندری

گروهی خراشیدهٔ تیغ و تیر | گروهی بزنجیر خواری اسیر

۲- سل: زشت ۱۳- همه روز- ۱۳- م ق۲: ز روز

بہ بنگاہِ رومی گراں تا گراں	زمیں شد ز بارِ غنیمت گراں
ز بسیاریِ رخت و اسپ و شتر	دل و دیدۂ مفلساں گشت پُر
کسی کو بخانہ قماعے نداشت	نہانخانۂ بے متاعے نداشت
زمیں خیز چیں چیزہای غریب	کہ دل را دہد قوت و جاں را نصیب
۵ ز سیفور و دیبا و خز و حریر	ز کافور و عنبر ز مشک و عبیر
گرانمایہ ہاے ز غایت بروں	بدیدار زیبا بقیمت فزوں
زدہ تودہ بر تودہ در ہر وطن	طرائف بحز من جو اھرمن
نہ سرمایہ چنداں در آمد ببار	کہ دریابد آں را مہندس شمار
جُدا گانہ گنجینۂ شاہِ چیں	کہ خم شد ازاں بارِ پشتِ زمیں
۱۰ بہ گنجِ سکندر فرو ریختند	دو عالم بیک دیگر آمیختند
چو آہستہ شد لشکر از ترک تاز	کسے را بجنبش نیامد نیاز
سکندر بہیں روزے از بامداد	بر اورنگ شد چوں جم و کیقباد
ز فرخندہ رایانِ فسترخ بیاں	بر آراست بازے برسم کیاں
ستادند فرماں براں رو برو	بزرگاں کشیدند صف سو بسو
۱۵ خروش رقیباں برآمد بماہ	زمیں سا سے شد خسرواں را کلاہ
جو گشت انجمن زانجم آراستہ	فروزندہ شد ماہِ ناکاستہ

۱۵۔ق دس: نقیباں

طلب کرد خاقانِ آفاق را / گره باز کرد ابروی طاق را

چو آمد بر او رنگِ الماس چست / دو سرو از یکی بیخ شمشاد رست

بفرمود تا هر چه در روزِ کین / غنیمت بدست آمد از شاهِ چین

کُه و مه سوی بارگه آورند / کم و بیش در پیشِ شه آورند

۵ کسی کو کند رشته تابی نهان / رسن در گلویش برند از جهان

چو فرمانِ شه سوی لشکر رسید / غنیمت ز هر جانبی در رسید

ز کالای و از مردم و چارپای / بقدرِ سه فرسنگ پر گشت جای

چو ظاهر شد اسبابِ چین هرچه بود / اسیرانِ چین را طلب کرد زود

نوازشش ز غایت فزون کرد شان / رسن ها ز گردن برون کرد شان

۱۰ بفرمود تا لشکرِ بی قیاس / دهد رخت و کالا بکالا شناس

دویدند جویندگان تن به تن / طلبگارِ سرمایهٔ خویشتن

ز هر جانب از رختِ والای خویش / بدست آوریدند کالای خویش

همه چینیان با همه برگ و ساز / بدرگاهِ شه میرسیدند باز

چو شد بر سرِ رختِ خود هر یکی / نشد هیچ ضایع مگر اندکی

۱۵ پژوهنده در پیشِ فرمانِ شاه / شد از خاصهٔ شاهِ چین عذرخواه

متاعی ز هر جنس بیش از شمار ق که در دفتر آورد دفترنگار

---

۷ ـ رسل: جوهر - ۸ ـ ق و رسل: چو حاضر

بخاصان خاقان اشارت نمود — که بر هم نمط باز جویند زود
دو دیدند فرمان پذیران چو باد — نمط های گم گشته کردند یاد
جداگانه اسباب هر کارگاه — همه باز کردند از بارگاه
زرے کان تلف شد بغارتگری — فزودندش از گنج اسکندری
۵ گر افسارے از توسنے گشت گم — فرس بود تاوان آن بسته دم
چو زان مردمیهای مردم فریب — رمیده دلان را درآمد شکیب
جهاندار برخاست از جای خود — بتعظیم شد پیش همتای خود
ز مهمان نوازی شمارش گرفت — نوازش کنان در کنارش گرفت
پس آنگه دهن چشمهٔ نوش کرد — ز لعل خودش حلقه در گوش کرد
۱۰ بدو گفت کاین شوای تاجدار — که رام تو شد گردش روزگار
اگر ناگه از دور این سبز طاق — گرفتار شد اختر در محاق
مه و خور که نوریست پیوستشان — گرفتاری عاقبت هستشان
دگر روشنان اکه بینی جمال — هم ایمن نیند از هبوط و زوال
کسی را در آفاق صورت مبند — که دریابد آسایش بی گزند
۱۵ جفا گرچه پیشهٔ سپهر افلاک نیست — چو من مشتری باشمت باک نیست
زمانه که دادت چنین پایه نغز — درین تعبیه بازیے هست نغز

۲- سن: برکم خط - ۷- سن ۱و۲: خویشش

که از کین بمهرت روائی دهد به اورنگ یابت آشنائی دهد
زمین در ربودے گر این داوری ترا گر شدے با من این یاوری
بسا کارش رو بدشواریست چو بینی ز دولت بر و یاریست
کجا باز داند چو شد پای بست که خواهد بر دست سلطان نشست
۵ چو بسته شود پیل ترسد ز مات نداند که روغن خورد یا نبات
دو در وزنے که آزردی از بخت خود بپاداش وایافی تخت خود
چو من چین کشادم ز ابروی کین مبارک ز سر بادت اقلیم چین
بگفت این و فرمود کارند پیش سلبهای شاهانه زاندازه بیش
گرانمایهائے که شایان بود ق سزاوار کشور خدایان بود
۱۰ بیک چشم زد خازن گرم خیز جهان در جهان کرد گنجینه ریز
چو پیشش ز دید جمع آنچه بایسته بود روان کرد جائی که شایسته بود
بخاقان یکی تاج زرین سپرد که خورشید ازان روشنی رشک برد
ز گوهر مکلل یکے تخت عاج بهائے وی اقلیم چین را خراج
سزاوار این پایه گنج شگرف که عمری در اندوختش گشت صرف
۱۵ نگاور هزار اسپ تازی نژاد بپای دوان دست برده ز باد

۱- ق: چو پیشه جمع دید - ۱۱- س: چو پیشش جمع کرد آنچه شائسته بود

۱- س ق: بائسته بود

هزارِ دگر اشترِ سرخ موی | سبق برده زاندیشهٔ گرم پوی

غلامانِ رومی و قبچاق و روس | کنیزانِ آراسته چون عروس

ز جنسِ حبش خادمانِ سرای | ملوّن سیاهانِ قیمت فزای

هزاری ز هر نوعِ زیبا و چیت | که در حیرتِ آن خز دگشت سست

۵ همه پیشِ فرماندهِ چین کشید | سرش را ز رفعت به پروین کشید

بزرگانِ چین را ز پا تا بفرق | ز خلعت میانِ گهر کرد غرق

جداگانه بر هر گرانمایهٔ | کرم کرد بر قدرِ هر پایهٔ

بفرمود تا پیش ازان عزّ و ناز | رود میهمان جانبِ خانه باز

سپهدارِ چین زان نوازندگی | ز سر یافت سرمایهٔ زندگی

۱۰ چنان گشت شرمندهٔ احسانِ خاص | کزان بندگی خوش نبودش خلاص

فراوان دران بخشش بود درنج | چه از بارِ منت چه از بارِ گنج

ز بس کاندران داوری شاد شد | دلش صید گشت ار تن آزاد شد

ز بخشایش و بخششِ بی‌شمار | زبانش ز پوزش نمیکرد کار

بصد شرمناکی و خجلت گری | بغلطید بر نطعِ اسکندری

۱۵ نوازنده را معذرت ساز کرد | بشکرِ نوازش زبان باز کرد

سزا باد بر وارثِ ملکِ جم | که ویران کند عالم آباد هم

۱- ق: هزاران

اگر بر دلے داغ داند نهاد — برو مرهمی هم تواند نهاد

به خشم ار به شمشیرے ستاند زکس — به احسانش گنجے دهد باز پس

وگر ملکے از تاجدارے ربود — دو چندانش بخشد به هنگامِ جود

چو دشمن قوی شد زبون سازدش — دلی چون زبون گردد بنوازدش

۵ بسا راه زن شیرِ مردم ربای — که گم گشتگان را بود رهنمای

نباشد چو تو شاه در مهر و کین — بکوشش چنان و به بخشش چنین

کجا خسروے جز تو باشد چنان — که کوشد به جان بخشیِ دشمنان

دگر شاه را در عدو سوختن — ز تو باید این بخشش آموختن

رهی کز تو در بندگی شاد گشت — کنون بنده تر گشت کآزاد گشت

۱۰ چنانم گلو بستی از طوقِ خاص — که تا روزِ محشر نیابم خلاص

چو بستی بتقیدِ عطا گردنم — چه حاجت رسن در گلو کردنم

هر آن مرغ کآسوده گشت از فراغ — دلش در قفس خوشتر آید ز باغ

چو آهوے وحشی ز جو گشت رام — دگر آهوان را در آرد به دام

چو طاؤس در خانه شد بوستان — دگر یاد نارد ز هندوستان

۱۵ دگر تو بشاهی نخوانی مرا — یکے بندۂ خاص دانی مرا

ز بنیاد بر کنده بود اخترم — دگر ره تو کردی نهال از سرم

۱۱- م- بستنم ۱۵- م- نگر تا به شاهی نخوانی مرا

درختی نشاندی به نیک اختری | که امید باشد گزان برخوری
ازین پس من و خون خصمان شاه | گزایشان به سر مانم و نی کلاه
کسی را که باشد چو من چاکری | بخصمش چه حاجت دگر لشکری
مخالف چو کین آورد شاد باش | حوالت به من کن تو آزاد باش
گرم زندگانی دهد کردگار | کنم روشن اخلاص با شهریار
چو زینگونه خاقان چین عذر خواست | بر آهنگ رفتن عنان کرد راست
بپای سکندر بسی داد بوس | پس آنگه روان گشت با پیل و کوس
برآمد بفر خجستگی برسمند | گراینده از بخت فیروزمند
زسر ملک را رایت افراز گشت | سوی دولت آباد چین باز گشت
سکندر بفرمود تا مهتران | ز فرمان روایان و فرمان بران
بتعظیم دیباچه شاهیش | گرایند لختی بهمراهیش
کسی کین کرم دید یا خود شنید | تعجب کنان لب بدندان گزید
چو زان ناحیت حاصل آمد فراغ | شد از مشک چین خلق مشکین دماغ
ستوده جهان داور نیکنام | بنام نکو کرد آنجا خرام
تزلزل در اقلیم دیگر فگند | گهی تاج بر بود گه سر فگند
چو در ملک قادر بود پادشاه | گهی سر زند گاه بخشد کلاه

---

۸ - س ۲: نوازنده - ۱۰ - س ۲: گذاران - ۱۳ - س ۲: خاک چین

چو ابریست فرماندهِ کامیاب　　که بارد گهی آتش و گاه آب
بیا ساقی آن شربتِ خوشگوار　　که زو بزم گردد چو خرّم بهار
بده تا چو در تن درآرد توان　　گلِ زردِ من زو شود ارغوان
بیا مطرب اسبابِ می کن تمام　　بدان ارغنون سازِ طنبور نام
۵ که گر چون عروسانش در بر نهی　　میٔ پُر دهد از کدوئی تهی

نصیحت به قوی بازوان که زیردستان را به قوّتِ پنجه نگاهدارند و مجروحی که خونابهٔ او از خستگی بیرون تراود بر جراحت آن از سرِ لطف مرهم نهند

کسی کو به گیتی بود هوشمند　　نیابد ز آسیبِ گیتی گزند
۱۰ باندیشه بنیادِ کارے کند　　کز آن خویش را در حصارے کند
به بیغوله در کند جاے خویش　　که دارد در او پاسِ کالاے خویش
گرش نیست کارے ز پوشیدگان　　گرفتی برو نیست از خستگان
ولیکن گرش قوّتے اندر دست　　به هر نیک و بد عهدِ شان بر وی ست
چو صد سر بآسایت زیر پاست　　بسختی سرِ خویش گیری خطاست
۱۵ غمِ دیگران خور چو دستیت هست　　غمِ خویشتن خود خورد هر که هست

۱- س۲: بیارد - ۱۳- ق۱: فوجے - (ایضاً) س: جمعے

بزرگی کسے را دہد دستگاه   که دارد پناهنده را پناه

نه زان مایگان کمتری در شمار   که بر چوزگان سازد از بر حصار

بزرگان که کهتر نوازی کنند   نه رسم بزرگی ببازی کنند

سر مرد بهر سری کردن ست   چو نبود سری بار بر گردن ست

۵ ولیکن سران توان کرد فرد   که با زیر دستان بود پاے مرد

کسے بر سر خلق زیبد امیر   که افتادگان را بود دستگیر

شرف کردن مردم از مردمی ست   وگرنه همه آدمی آدمی ست

شد از بوے خوش نافۂ مشک دوست   وگرنه فراوان بود خون و پوست

بہ تنہا نہ باشد کسے سرفراز   سر آں شد کہ باشد رعیت نواز

۱۰ بزرگے کز و خورد بیروں شود   وگر خود فریدوں بود دوں شود

عقابے کہ از بے پری شد زبوں   ستونہ کند لیک ہم بر ستوں

برنگ ار چه طاؤس باغے بود   گرش دم بریزد کلاغے بود

پلنگے کہ بشکست پایش بسنگ   سرش را برفتن نماند درنگ

پرستارکش خدمت کردنی ست   ترا نیز تیمار او خوردنی ست

۱۵ ز سر گرچه پا زیر بار اندر ست   چو می بنگری بار پا بر سر ست

بود پا بجا تا بود سر بجاے   چو سر نیست پا اندر آید ز جاے

۱- ق۲: کہ آرد - ایضاً، م- پناہندہ را در پناہ ۹- م۲: بشہ آں شد ۱۰- ق۲: وگر چوں

مبین در خر بارِ بسیارِ او — تو بر گردنِ خواجران بارِ او

چو پشتِ شتر گردد از کز فگار — دلِ ساربان را اگند خارخار

ز رنجِ خرد مهتران را پسند — که از کهتران باز دارد گزند

گر از فتنه یک پای بی تنبه نیست — چو داور قوی باشد اندیشه نیست

۵ اگر پیش در شهرِ گرگاں بود — نرنجد چو زانِ بزرگاں بود

چو سر سبزیِ خواجه باشد بجائے — چه اندیشه از دشمنِ سبزپائے

سگے خورد راد آں شبانی بزرگ — که بزغاله را وا رهاند ز گرگ

جهانداری آں را مسلّم بود — که از رخنهٔ فتنه محکم بود

بهنگامِ فتنه مکن بے غمی — که باشد سرانجامِ او درهمی

۱۰ چراغے که در خرمنے بر کنی — بکش ورنه خرمن دراں سر کنی

چو سیلابِ تند آید از برزنے — ز سوراخِ مورے کند روزنے

بغوغا و شورِ ابلهاں خوش بوند — ولے کارداناں مشوش بوند

دُہل کاردش نوبتی در نفیر — بود شادیِ کودک و رنجِ پیر

مکن تکیه بر خاطرِ هوشمند — که زیرک تر از تست چرخِ بلند

۱۵ بود پاسباں گرچه بیدارتر — همه حال از دزد هشیارتر

ز جورِ جهاں گر توئی تنگ خوے — جهاں کارِ خود کے گذارد بگوے

۳۔ س۱: کنند۔ ۷۔ س۲: بزغاله‌ها را

غنی کو بغارت بہ بندد میاں | دراں ضعفِ خویش بیند زیاں
بد اندیش کو با تو بد میکند | زیانت از پئے سودِ خود میکند
کدیور ز باغ ار نہ دزدد ترنج | ز بے تابیش مردہ باید بہ کنج
کہن گرگ ناشاد از خونِ میش | بود بیگماں تشنۂ خونِ خویش
چناں باید اندر جہاں زیستن | کہ از فتنہ ایمن تواں زیستن
اگر بر سرِ کہتراں سروری | حمایت قوی دار تا برخوری
چو خوش خسپد اندر پناہت کسے | بداں خوابِ تو نیز خسپی بسے
دگر کہتری در پناہے گریز | کہ ہنگامِ خفتن نگوید کہ خیز
ز دہرِ زبوں گیر چوں آگہی | رہانندہ جوے تا وارہی

حکایت فریاد کردنِ اشتر دہاں بستہ و بفریاد رسیدنِ موش بر سرِ وقتِ او

شگرف اشترے را بہنگامِ گشت | نگہ کرد موشے بہ پہنائے دشت
بدو گفت کائے رہروِ بردبار | رسن چیست کش چوں گسستی مہار
کمیں ہاست اینجا بسے ز آسماں | از آنِ کسے شو کہ یابی اماں
شتر بانگ بر زد کہ خاموش کن | بمقدارِ خود گفت باید سخن
وجودِ تو زینگونہ خورد و حقیر | مشو با بزرگی چو من خردہ گیر

شتر چون نکرد آن نصیحت بگوش | دکان بست موشِ نصیحت فروش
بسوراخ رفت این غبار افگنان | شد او سوے دیگر مهار افگنان
بهر شاخِ خارے که شد سرفراز | بلا راهمی داد رشته دراز
همی گشت شاخ افگن و خارکن | که پیچیده گشتش بشاخے رسن
۵ دو روز و دو شب ماند بیهوش و تاب | اجل را همی دید هر دم بخواب
چو دل را ازبونی برِ پیش آمدش | نصیحت گرِ رفته پیش آمدش
بدو گفت چونی و زانِ که | بدین چاشنی میهمانِ که
شتر گفت دربابِ کانِ تو ام | بنزلِ کرم میهمانِ تو ام
به ار بندهٔ خویش خوانی مرا | ازین بندگی وارهانی مرا
۱۰ چو عجزِ چنان دید چاره سگال | بعاجز رهائی بریدش دوال
درین ره که در سر کلاهے ترست | پناهندهٔ بے پناهے ترست

عزیمت کردنِ سکندر سوے دیولاخ یاجوج و ماجوج و بعض را به تیغ کوه شگاف در غار کشتن و در آن رخنهٔ بلا را از آهنِ گران سنگ و خشتِ پولاد بستن

۱۵ گزارش گرِ نقشِ دیرینه ساز | چنان بند و این پیان اطراز

م - س: بخارے ۹ - ق: کے - ۱۴ - ق - م - س: نقش

که چون چهره شد کارفرمای دم | بمشرق درون بر بسی مرز و بوم
ازان دل که دولت سگال آمدش | عزیمت بسوی شمال آمدش
گرفت آن طرف نیز یکسیر زور | بدریای خزران درافگند شور
ز طاعات بالانیان تاج داد | سر روسیان را بتاراج داد
۵ چو بر عرصهٔ روشنی دست یافت | بتاریکی آب حیوان شتافت
چو زان چشمهٔ عمر لب تشنه ماند | جنیبت ز ظلمات بیرون جهاند
سوی چشمه از روشنی کرد روی | به بی آبی از خویشتن دست شوی
سخنگوی پیشینهٔ جادوی پیش | که جادوگری کرد زاندازه بیش
بشرحیکه بست این ورق را طراز | ازین بیش بیرون نیفگند راز
۱۰ چو زین نکته راه معانی کشاد | نم از چشمهٔ زندگانی کشاد
ازان چشمه بر ما سیاهی گذاشت | گهر بست در گوش ماهی گذاشت
چو بگذاشت او می بشیشه درون | من از شیشه بشنوم چه آید برون
چو تاراج شد زلّهٔ برخوان میر | من از ریزه چینی ندارم گزیر
چو دهقان کند خرمن از دانه پاک | بود عاقبت قوت موران بخاک
۱۵ گل از بوستان باده نوشان برند | خس و خار هیزم فروشان برند
چو آمد جهاندار دریا درون | ز تاریکی آب حیوان برون

---

۹ - ق۱ : نگار - ایضاً - ق۱ : بار ۱۰ - اس۱ : زین گونه

دران ره که نطعی نه هموار داشت | سپه از روش رنج بسیار داشت

ز کوه و در و بیشه سنگلاخ | سم بادپایان شده شاخ شاخ

علف را چنان بر عدم شد برات | که نایاب شد نان چو آب حیات

فراخی ز مطبخ برون برد رنگ | ز تنگی دل همگنان گشت تنگ

۵ کسی را که صد گنج و دینار بود | شکم خالی و دل گرانبار بود

بجایی که باید شکم کرد پر | یکی دانه جو به ز انبار دُر

توانگر که ماتش جهانی بود | چو بینیش محتاج نانی بود

چو بی توشگی در تن آرد شکست | توانا تری را کند زیر دست

اگر آدمی پادشا یا رهی ست | دلش پژمران گر تهیگه تهی ست

۱۰ بمجلس می و میوه خالی بود | قدح بشکن ار شیشه خالی بود

دل شاه رنج از همه بیش داشت | که بار همه بر دل خویش داشت

از ان غم که کارش بسختی فتاد | رهانندهٔ خویش را کرد یاد

شبی شد ز همصحبتان گوشه گیر | به پوزش گری پیش پوزش پذیر

بخواهش نظر سوی بخشنده داشت | شب بندگی را بجان زنده داشت

۱۵ چو با منعم خود بسی راز گفت | سحر وشی پدیدار گشت از نهفت

سکندر نشسته چو بی توشه | که دادش ز انگور نو خوشه

---

۱۰ ـ ق: ـ کاسه

بدو گفت کآزاد باش از گزند | که بر دشت دولت نه کارِ تو بند
ز بارانِ اشکے که چشمت کشاد | برے داد زینگونه شاخِ مراد
نهادی چو در چشمۂ عمر روے | شدی آب نادیده زو دست شوے
بسے رنج دیدی به پویندگی | بسے حیله کردی به جویندگی
۵ خدائے که در کارگاهِ مراد | نکردست رنجِ کسے را بباد
چو بر قسمت رزق پروانه داد | بپاداش آن آیت این دانه داد
گرت چاشنی بخشد این سلسبیل | کنی چشمۂ زندگانی سبیل
یکے خضر زان چشمه شد زنده نام | تو زین عالمی زنده گردان تمام
همه عمرت این توشه یاری رس ست | ترا و همه لشکرت را بس ست
۱۰ صلا ده برین میوه هر جا که هست | که هم نقل و هم باده داری بدست
درونِ تن این تحفۂ جان نواز | بود تا بیک سال مهمان نواز
نه از خوردنش باشد این دانه فرد | نه سالے خورش جوید آن کس که خورد
تنومند را تازه گردد روان | توانا شود مردم ناتوان
ولے چون سپه یافت خورسندیے | در آید بدلها تنومندیے
۱۵ چنانست فرمانِ یزدانِ پاک | که ساکن نمانی درین تیره خاک
ازین جا بجنبی چو دریاے آب | سوے کوه یاجوج رانی شتاب

---

۳ - ناخورد - ایضاً ق: نادیده و دست شو - ۵ - س: نداد هست

جهاندار ازان پس وزیئے بقیاس — بسے گفت وزی رسان اسپاس
چو خورشیدِ رخشنده بنمود تاج — برآمد چو خورشید بر تختِ عاج
برآئینِ اسکندری داد بار — برافگنده پرده ز در پرده دار
بفرمود تا مردم از خاص و عام — ز لشکرگه سوئے خرگه خرام
۵ نوائے نوازش بصحرا رسید — طلبگارِ گوهر بدریا رسید
بدرگاه راند آدمی فوج فوج — سپاہے چو دریا درآمد بموج
زمین زان نویدے که خوش کرد گوش — چو صحرائے محشر درآمد به جوش
کسے کامد از پیر و برنا و خورد — بدستِ خودش دانه می سپرد
بدان دانه خلقِ شکم سوخته — شتابان چو گنجشکِ آموخته
۱۰ کسے را که نوبت رسیدے فراز — ربودے ز مخدومِ کهتر نواز
بدریوزه نفسِ دوزخ سرشت — سپردے بدوزخ نشانِ بهشت
زپژمردگی زنده گشتے تنش — چو شمعے که افزون کند روغنش
جهاندار تا هفت روزِ تمام — بدان دانه آورد دلها بدام
سپه را که در ناله و وائے بود — شکم پر شد و خوش برجائے بود
۱۵ چو لشکر همه سیر گشت از خورش — گرفتا ز غذا سینها پرورش
ز آرامشِ معده دلشاد گشت — ز دامِ شکم گردن آزاد گشت

---

۴ - س ۲: صحرا ۵ - س ۱: ندائے - ۱۲ - س: زنده کند

شہِ مہرباں طبع۔ پاکیزہ خوے | بہ تیمارِ درماندگاں کرد روے

بفرمود تا مردم و چارپاے | کہ از ماندگی ماندہ باشد بجاے

خراماں و آہستہ زیں مرز بوم | گرایند منزل بمنزل بروم

خود از کوچگہ کرّہ بیروں جہاند | جریدہ سوے کوہِ یاجوج راند

۵ بدشت و بیابان و کوہ و درہ | بہنجار می شد سپہ یک سرہ

دراں رہ کہ شد نرخ صد جاں پشیز | خضر پیشرو بود و الیاس نیز

پس از چار ماہہ گزندِ سفر | کشیدند در کوہِ یاجوج سر

چہ بینند محنت ستانے درشت | کہ بینندہ را زود تا گشت پشت

زمینے ز دوزخ غم انگیزتر | گلش خار و خار از سناں تیزتر

۱۰ علم بردہ کوہ بر اوجِ میغ | ز ابرِ سیہ آب دادہ بہ تیغ

سر اندازد از تیغ گاہِ ستیز | کلہ می ربود از سر آں تیغ تیز

بہر کوہ و غارے چو دریاے ژرف | بہر غار در اژدہاے شگرف

چناں خاکدانِ عفونت سرشت | شد از موکبِ خسروے چوں بہشت

چو شاہ اندراں داوری پے فشرد | علم بر درِ غارِ یاجوج برد

۱۵ بفرمود تا خیمہ ہر گروہ | بدوزند دامن بدامانِ کوہ

برآورد دہلیز و برزد سریر | از انجا بقدرِ دو پرتابِ تیر

۷۔ س۲: کوج ۸۔ س۱: چہ دیدند ۱۳۔ س وق۱: عقوبت

خبر شد باقصاے آں مرز بوم   کہ بگذشت برکوہ دریای روم

نواحی نشیں مردم آں دیار   ق   کہ بودند پنہاں بہر کنج و غار

زیاجوج وحشی بجاں آمدہ   زبیداد شاں در فغاں آمدہ

چو دیدند کامد پدید از نوی   ستم دیدہ را داد بخشے قوی

۵ ازاں گوشہ گیری برہ آمدند   تظلم کناں پیش شہ آمدند

بفریاد گفتند کاے دستگیر   زبیداد یاجوج ظالم نفیر

بروں می گرایند ازیں تنگناے   بہ تندی چو گرگان مردم ربائے

بچنگال شاں ہرچہ افتد کم ست   اگر چارپایست و گر مردم ست

کہ یازد کہ شاں را کند رخنہ سخت   جز اقبال فرماندہ تاج و تخت

۱۰ مگر بخت بیدارت آرد شتاب   کہ آں فتنہ را چشم بندد بخواب

چنیں کار نبود بہ بازوے کس   جز اندازۂ بازوے تست و بس

بہ سیماے تست ایں سعادت پدید   کہ سدے بر ایں در توانی کشید

بسے زیں نمط بازی انگیختند   سرشکے بزاری فرو ریختند

زبس زار نالیدن آں گروہ   ببانگ صدا نالہ می کرد کوہ

۱۵ دل آزردہ شد خسرو روم را   نوازش بسے کرد مظلوم را

بامید شاں کرد چوں تندرست   خبرہاے آں وحشیاں بازجست

۱- س۲: ازاں کوہ ۱۰- چشم بندی - ۱۶- ق و س: بامید چوں کرد شاں تندرست ایضاً- م: دل درست

که چونند و چندست مقدارِ شان   چه ره دارد اندیشهٔ کارِ شان

شناسندهٔ رازِ آن کارگاه   جبین سود بر مفرشِ بارگاه

چو برداشت سر زان سرافگندگی   سخن گفت بر قدرِ دانندگی

که گیتی پناها جهاندار باش   شب و روز چون بخت بیدار باش

۵ جهان در پناهِ تو آسوده باد   بداندیش زاندیشه فرسوده باد

چراغِ جهان را از روی تو نور   دمِ سردِ خصم از چراغِ تو دور

ازان دیوخویان چه رانم سخن   که دیوانه گردد سپهرِ کهن

گروهی بهر سو چو دیوان بگشت   گره برده در تنگ غولانِ دشت

فزون از شمردن گروها گروه   چو ریگِ بیابان و خاشاکِ کوه

۱۰ مثل گر بدریا کنند آب خورد   بیکدم ز دریا برآرند گرد

بهر سو که در پیش گیرند راه   نه گل ماند اندر زمین نی گیاه

بکوتاه چشمی سگ جیفه جوی   بگوشِ دراز از خران برده گوی

نه شرمی و نی بینشِ دل نواز   دران چشم کوتاه و گوشِ دراز

ته پا چو دامن فروهشته گوش   نه زان دامنی کو بود عیب پوش

۱۵ بهنگامِ خفتن بخسپند سیر   یکی گوش بالا و دیگر بزیر

---

۱ - ق۱: - چونند - ایضاً س۱: - چونست - ۲ - بر فرشِ آن

۱۴ - س۲: - به آواز دارند چون خر خروش

۱۵ - س۲: - یکی گوش زیر

قباشان کمان بست و جوشن همال | حریر سر و حلهٔ تن همال
شکن بر شکن چین ابروے شان | کشان ریش تا زیر زانوے شان
سیه گلیمے ز موے خشن بر وجود | مژه زرد و رو سرخ و دیده کبود
برون آمده پشت شان چون گراز | شکم پهن و پا خرد و ناخن دراز
۵ برهنه بیکدیگر آیند گرم | ز فرزند و مادر ندارند شرم
ز بے دانشی همچو خرس و خروس | بخواهر زنے گشته مادر عروس
بشهوت شب و روز باهم بکار | نمیرد یکے تا نزاید هزار
دران کوه بے میوه و جاے شوم | که دروے همایون توان گفت بوم
نباشد چو چیزے دگر قوت شان | بود بهترین طعمه خر قوت شان
۱۰ شه کاردان کان حکایت شنید | عجب ماند لب را بدندان گزید
هوس گرم شد طبع جوشیده را | که بیند تماشاے پوشیده را
ز لشکر گزین کرد مرد هزار | شتابنده چون باد در وقت کار
ز گوران سبق برده هنگام گشت | گرفته به تنگ آهوان از دشت
ز گرمی جهنده برابرش چو برق | ز سر تا به پا زیر فولاد غرق
۱۵ به پیکان چون موے خارا شگاف | ندیده کسے پشت شان در مصاف

۱- بر- ۳۳- س: - گلیمے ز سر موے کشن بر وجود + مژه سرخ رخ زرد دیده کبود
۸- س۲: - همانزا توان.
۱۴- ق و س۲: - قدم

چو شیرِ درنده بشمشیر و تیر | بمردی و مردافگنی بی‌نظیر
بفرمود تا هر سه همه یک بسر | کمین ساختند از درونِ دره
بهر گوشهٔ غار پنهان شدند | بران فتنها فتنهٔ جان شدند
چو بکرِ فلک در عماری نشست | شبِ تیره در پرده داری نشست
۵ عروسانِ شب زیور آراستند | فلک را بگوهر بر آراستند
فلک پرده زان لعبتان باز کرد | جهانبازیِ لعبت آغاز کرد
رسیدند بازی کنان فوج فوج | زد از دیو مردم همه دشت موج
چو طفلانِ سیماب بازی کنان | لب از آبِ بینی نمازی کنان
نشستند در زیرِ هر خاربن | بهم انجمن انجمن در سخن
۱۰ چو دیدند نخچیر سازان زراه | که نخچیر بیرون زد از صیدگاه
کمانها کشیده بر آهنگِ کین | چو شیران برون تاختند از کمین
دران وحش صحرا در آمیختند | گرفتند و کشتند و خون ریختند
بکشتند چندی به شمشیر و تیر | دگر زنده کردند لختی اسیر
ز چنگالِ آن قومِ بیباک نیز | فرو شد فراوان جوانِ عزیز
۱۵ سراسیمه شد مرد ازان بدرگان | چو شیری که افتد میانِ سگان
بر آنگونه کشتند پولاد را | که سنگین پولاد بنیاد را

۱- س۲: - مردانگی - ۸ - س۱: - به مهتاب ۱۵ - س۱: - گشتند.

بدندان همه حلقهای زره | بریدند یک یک گره بر گره
همه شب هژبران جنگی بپای | دران قلعه بودند دست آزمای
چو گلهای سیارگان برد باد | پر از سبزه گشت این همایون سواد
درخشنده شد چشمهٔ آفتاب | ز هر سوی قلعه برآمد ز خواب
۵ ز زنبورکِ مردِ کابل بزور | بزنبورخانه در افتاد شور
بجوش آمدند آن سگان صد هزار | چو موران ز سوراخ ماران ز غار
برغبت شتابنده سوی هلاک | نه از دشنه ترس و نه از نیزه باک
روان سوی شمشیر و خنجر بلاغ | چو پروانهٔ کو زند بر چراغ
بهر حمله صد دشت انگیختند | بهر مرد صد تن در آویختند
۱۰ یلانی که رستم نشان آمدند | ازان دیو بازی بجان آمدند
باندازهٔ زورِ بازوی مرد | نمودند با دیو مردم نبرد
ولیکن چو موجِ بلا بود سخت | بسیلابِ طوفان در افتاد رخت
یکی تن که در پیشِ صد تن شود | اگر خود تهمتن بود زن شود
بسا بچّهٔ شیر بر روی خاک | که گردد ز غوغای موران هلاک
۱۵ ز چندان نبرد آزمای سره | چهل تن برون آمد از دره
دگر جمله خفتند بر نطعِ جنگ | ز آسیبِ دندان و آزار چنگ

۷ـ تیغ ـ ۸ ـ س ا : ـ دوان

زپولاد پوشانِ خنجر گزار — درِ رخنه را گشت زآهن حصار
گروهے کزان در برون تاختند — سرِ خویش در دستِ خود باختند
زبس تیغ راندن چو آبِ روان — فرو ماند بازوے مرد از توان
زخون غرق شد گرچه کهسار و دشت — ز دریاے شاں قطرهٔ کم نه گشت
۵ زبون گشت شه اندران داوری — باندیشه جست از خرد یاوری
در آئینهٔ راے بسیار دید — نشد صورتِ چاره بر رو پدید
به آخر بر آں یافت خاطر قرار — که رخنه به آتش کنند استوار
بفرمود تا در گذرگاهِ تنگ — ره از چوب کردند محکم چو سنگ
برافروختند آتشے تا سپهر — که از دودِ آں تیره شد ماه و مهر
۱۰ رقیبان نشاندند تا صبح و شام — فروزنده دارند آتش مدام
همه مردم و چارپا و سپاه — بماندند ازاں آتش اندر پناه
چو دروازهٔ فتنه شد ناپدید — درِ چاره را یافت دولت کلید
جهاں پادشاه بر سریرِ کیاں — برآمد به آئینِ فرّخ پیاں
بزرگانِ درگاه را بار داد — پناهنده را رونقِ کار داد
۱۵ اسیرانِ یاجوج را جست پیش — بدیدن هوس کرد ز اندازه بیش
دو دیدند جمعے ز نظّاره گاں — طلبگار آں آدمی خوارگاں

۱۔ ببست ۔ ۲۔ بردست ۔ ایضاً ۔ ق۲: ۔ خون ۔ ۱۵۔ س ل: ۔ خواند

رسن بسته بر شاه بردندشان
بخاصانِ درگه سپردندشان

سکندر ز نظارهٔ آن خیال
بحیرت همی شد ز حالی بحال

بفرمود کز مطبخ آرند خورد
ز بریانِ سرخ و ز حلوای زرد

فراوان فشاندند از آن حمله چیز
بدلداریِ میهمانِ عزیز

۵ چو آماده شد نزلِ مهمان تمام
دلِ میهمانان درآمد بدام

نمودند زانسان بخوردن شتاب
که آتش بخاشاک و تشنه به آب

نه چون سگ بخوردن ادب پیشه
نه زان بستگی در دل اندیشه

گر این روی آن را بناخن درید
گر او پشت این را بدندان گزید

چنان خوانچه پُر ز خشم تهی
بخوردند چون چشم بر هم نهی

۱۰ بران گونه دندان زدند از توان
کز آن آسیا آرد گشت استخوان

در آیینِ شان خلق نظارگی
بحیرت فرو ماند یکبارگی

چو نان خورده شد شاهِ مهمان نواز
بریحان می گشت شان جان نواز

بفرمود تا همچو گرداب ژرف
نهادند پُر مَی تغاری شگرف

بدان آب کآتش برآرد ز مغز
نمودند رغبت حریفانِ نغز

۱۵ چنان درکشیدند بیباک و شرم
که بارانِ با ریگ ار ریگِ گرم

چو در مغزشان باده درکار گشت
ز سر فتنهٔ خفته بیدار گشت

۲-م۱:- آن جمال

ازاں بوم خوئی فرود آمدند   چو زاغ و زغن در سرود آمدند

نشستند باہم بگفت و شنید   زبانہا درِ خندہ ہا را کلید

زمے ہر کلاغے شدہ بلبلے   فگندہ دراں بوستاں غلغلے

ملک بادلِ حکمت اندوختہ   دراں تنگ چشماں نظر دوختہ

۵ بدشمن گزاں گونہ بیچارہ بود   ہمہ روز مشغولِ نظّارہ بود

چو در سیّدِ اسکندری رفت مہر   بہ یاجوج بازی در آمد سپہر

فروزندہ شد ماہِ ناکاستہ   چو اسکندرے موکب آراستہ

ہمہ شب ملک شیشہ می بچنگ   ہمہ ریخت گوہر بہ آوازِ چنگ

بہر جرعہ گنجینہ ئے فشاند   غبارے ز ہر سینۂ فی نشاند

۱۰ نوائے چکاوک زِ رود و رباب   ہمی کرد خوں در رگِ زہرہ آب

کرشمہ کناں ساقیِ نیم مست   بہ خونریزِ مستاں پیالہ بدست

چو می داد ساغر نشینندہ را   دل از دست می برد بینندہ را

ندیمانِ خوش طبع بیدار مغز   غزل خواں شدہ بر نمطہای نغز

ازاں بلبلانِ خوش و نغز گوے   شدہ بزم چوں بوستاں تازہ روے

۱۵ زبس شمع کآں عالم افروز بود   شبِ تیرہ روشن تر از روز بود

چو اسپِ سحر زیں شدہ ہفت لو   برآورد پولادِ رخشاں بدوش

بکشتہر جہاندار فیروزمند   براورنگِ شاہی برآمد بلند

۱۶- ہم ؛- چو دشت سحر زیں شدہ ہفت جوش

عنان داده دل را به نیک اختری — به اندیشهٔ سدّ اسکندری

بفرزانه فرمود کز هر دیار — مهیّا کند جمله اسباب کار

ارسطوی دانا فرو ریخت گنج — بدین داوری گشت سرمایه سنج

بهای متاعی که بایست بود — بدامانِ جوینده دادند زود

۵ دویدند جویندگان سو بسوی — ز هرِ مس و آهن و سرب و روی

منی گر بجز دادِ زر یافتند — خریدند چندان که در یافتند

نه آهن که آهن اگر بود ریم — چو آبِ روان می فشاندند سیم

دگر جای از روی باز آهنی — ق — شنیدند کانی و یا معدنی

چو آهن فشردند در سنگ پای — ربودند چون سنگِ آهن ربای

۱۰ ز بهرِ اساسِ بدانگونه سخت — کشیدند ششصد بدرگاه رخت

چو سازِ عمارت شد آراسته — ز دلها شد آن بار برخاسته

نشستند پولادکارانِ روم — که پولاد بر دستِشان گشت موم

ز نالیدنِ پتک کر گشت گوش — ز سندان بعیوق برشد خروش

دمی کو دمِ کوره را گرم کرد — نه آهن که الماس را نرم کرد

۱۵ بفارغ دلی جابجا تن زدند — همه روز و شب خشتِ آهن زدند

چو در کورها پخته شد کارِ خشت — جهان سکّهٔ گل بر آهن نبشت

۴ - س ا: - بهار را - ۱۰ - ق و س ا: - ز بهرِ اساسی - ۱۲ - س: - بود ۱۳ - ق ا: - بیل

خداوندِ فرمان بعزمِ درست ‏— به بنیادِ سنجی میان کرد چست

سپه بست چترے با انبوه کرد ‏— عزیمت بدروازهٔ کوه کرد

پس و پیش در کوشش آمد گروه ‏— چپ و راست در کاوش افتاد کوه

چنان تیشه زد مردِ پولادچنگ ‏— که آتش برون آمد از نافِ سنگ

۵ ز بس کاهشش سنگ را تاب داد ‏— ز تحت الثری تیشه را آب داد

ز کاویدنِ سنگها در شتاب ‏— نخست آتش آمد برون انگه آب

ز گرمیِ سنگ آتشے بود تیز ‏— شتابان تر از آب در آب خیز

چو آتش چنان دید پولاد را ‏— که در آب حل کرد بنیاد را

بفرمود کاهن در آتش نهند ‏— چو پولاد کز آتش آتش دهند

۱۰ اساسے کز آنسان بتمکین کنند ‏— بران خشتِ پولاد سنگین کنند

رسیدند بنیاد سنجان چو باد ‏— اساسے نهادند محکم نهاد

بهر رشے فرشے که انگیختند ‏— برو رشے حل کرده می ریختند

شگافے که در عرض و در طول بود ‏— بجائے گلش روے محلول بود

بنایش از کم و بیش طرزے نداشت ‏— چو پولاد یک تخت و درزی نداشت

۱۵ نهانی به پیغوله آن اساس ‏— دری برکشیدند عالی قیاس

گزے شصت در پنج از فرخیش ساز ‏— صد و پنجه اندر درازا دراز

۲- م: سپه جمعیت - ۱۱- ق پولاد

یکی قفل شش پهلو انگیختند　　بزنجیر ده گز در آویختند

گزی هشت کرده کلیدش پدید　　سه گز چار دندان هاے کلید

هر آن طول و عرضے که در کار بود　　باندازهٔ خود گران بار بود

چو سدِّ سکندر شد آراسته　　شد آشوبِ خصم از میان خاسته

۵ سکندر ز توفیقِ کارے چنان　　ق　　که برخاست از سینه بار چنان

دو روز و دو شب روے بر خاک سود　　خداوندِ خود را پرستش نمود

سیوم روز کاسکندرِ صبحگاه　　ق　　برآورد بر اوجِ گردون کلاه

جهاندار بر تختِ زر بار داد　　بکوشندگان گنجِ بسیار داد

کسانیکه از بازوے چاره سنج　　ق　　به بنیادِ سدّی کشیدند رنج

۱۰ نمود از درِ برگ سازندگی　　بمقدارِ هر کس نوازندگی

چو پاداشِ رنجِ کسان داده شد　　بقدرِ عمل قیمت آماده شد

ز گردن فرازانِ لشکر سری　　نشاند اندران عرصه با لشکری

کم و بیش آن کشوران را سپرد　　که باید از فتنه را دست برد

بضبط آورد کشور از طوق و باج　　ز کشور نشینان ستاند خراج

۱۵ عمارت کند جمله ویرانها　　ز دهقان بکشت افگند دانها

شب و روز دربانیِ سد کند　　یکے سد به نیروے خود صد کند

---

۴ - س۲: - خلق از جهان - ۱۴ - س۱: - تخت و تاج - ۱۶ - س۲: - یکے را

کند نام زد مردم از روم و روس — که کوبند بر در شب و روز کوس

بغلغل درآرند کوس و درای — جهان کر کنند از دمِ کرّه نای

بدان تا در آن حصن بی فتح باب — رود فتنه زان نغمهٔ خوش بخواب

چو دانند کانجاست خیل و سپاه — هراسنده باشند از آن کارگاه

۵ چو زان کار شه را دل آسوده گشت — همان فتنهٔ بوده نابوده گشت

علم را سوی روم پرواز داد — فرس را بر فتن عنان باز داد

بیا ساقی آن بادهٔ چون عقیق — که هم کوثرش نام شد هم رحیق

فرو ریز تا چون بکشتی شود — خراباتی از وی بهشتی شود

بیا مطرب آن چاشنی بخش روح — که هم صبح ازو خوش شود هم صبوح

۱۰ فرو گوی و مجلس پر آوازه کن — دل و جانِ میخوارگان تازه کن

در نصیحتِ گردکنندگانِ دینار و درم که چون زخمِ تیرِ چرخ بخطا می بینند این وراث را بدست خود سپری کنند و دل را گرهِ سیم نه بندند بلکه این مس قلب را

۱۵ در دل گره زنند که هیچ سره قلب را گره نه بندد

زهی بختِ بیدارِ آن نیک بخت — که ندهد بدزدان درین خانه رخت

---

۵ - م: - چنان

فراجِ جہان را کہ باکس نساخت | شناسد بد انساں کہ باید شناخت
چو دریابد از راہِ دانندگی | کہ ہیچ ست سرمایۂ زندگی
فراہم کند محرم چند را | گزارد بشادی دمِ چند را
خورد نقد خود بادمِ نا و کوس | بافسوس خوراں گزارد فسوس
۵ گزاں بس کہ شد خوابگہ در مغاک | بجز خاک خوردی نہ باشد بخاک
بیا تا بشادی و فرخندگی | بر آریم باہم دمِ زندگی
بہم صحبتانِ و ستدگانی دہیم | نشینیم و دادِ جوانی دہیم
اگر باز کاویم بنیاد را | بنا بر غم ست آدمی زاد را
چو غم را کرانہ پدیدار نیست | بہ از شاد بودن دگر کار نیست
۱۰ کسانیکہ رخت از جہان بردہ اند | ہمہ در غمِ زیستن مردہ اند
کہ و مہ طلبگار غم زند و بس | کسے را بمردن نیاید ہوس
تقارا چو تنگ ست جائے در نگ | چہ داریم دل را بہ بیہودہ تنگ
یک امروز در خوشدلی و نہیم | غمِ دی و فردا بیک سو نہیم
دل امروز در بندِ فردا ہماں | مگر تا لفِ دی نیابی اماں
۱۵ بعمری کہ نقد ست و از غم تہی ست | غمِ عمر نسیہ خوری ابلہی ست
چو خواہی غم و شاد مانی گذاشت | جہاں خوش گزار ار توانی گذاشت

۱۴ - س: - ہماں

بمی تازه گردان دلِ ریش را | رها کن حسابِ کم و بیش را

متاعی که ده روز مهمانِ تست | بخور کانچه خوردی همان آنِ تست

درم در جهان بهرِ خوش خوردن ست | نه از بهرِ زیرِ زمین کردن ست

زری را که در گور کردی بزور | چو گورت کند سر برآرد ز گور

۵ نه بهتر ز تست آن گلِ رو نمای | که او ماند و تو نمانی بجای

گره گر تهی گشت بد گو مباش | سفالِ دو سه در جهان گو مباش

کسی بر سفالی چه نالان بود | که بازیچهٔ خورد سالان بود

دو دستی کزو ده دل ست آدمی | بده تا پدید آیدت خرمی

درم چون توان داشت در دل نگاه | که گر مشت بندی شود کف سیاه

۱۰ درین روضه تخمِ عمل پیش کن | کشاورزیِ دانهٔ خویش کن

بدل دانهٔ حرص چندان مکار | که آخر پشیمانی آرد ببار

خود از بهرِ خود ده گرت هست چیز | که ندهد کسی بهرِ تو یک پشیز

ستاننده هر جای بینی بسی | رساننده دشوار یابی کسی

جوانمرد از آن قبله دل خوش ست | که چیدن خوش و ریختن مشکل ست

۱۵ خسان ذره ذره بیکجا نهند | کسان توده توده بیغما دهند

بهم کردنِ تار جولاه راست | چو دیبا شود بخششِ شاه راست

بر و کشتبان خوشه خود بداس | دهد تنگ تنگ آسیابان بآس

خزینه بماند و ختن خاص نیست | که دُر در خورِ گوشِ غوّاص نیست
بمنعم نداد است روزی رسان | مگر بهرِ آسایشِ مفلسان
درختے که دُور افگند برگ و شاخ | کند سایه بر زیر دستان فراخ
کند کشت دهقان چو بیتوشگی | جهانے بمیرد ز بے توشگی
۵ اگر ابرِ بارنده گردد بخیل | نه بر آبِ خود دجله ماند نه نیل
کسے کز پے سیم کان میکند | بمزدوریِ حرص جان میکند
بگرما چه خون خوردی از حرص و آز | که نقدے بدامانت آید فراز
ازان بار صد کوه بر گردن است | که از صد یکی در شکم خوردن است
خرے را که بیکار خربنده گشت | دو جو در شکم به که ده من به پشت
۱۰ بخور آن کت امروز با هم بود | که روزِ دگر روزیِ هم بود
چو روزی خوری بهرِ فردا مپاے | که نا اعتمادی بود بر خدائے
اگر مایه داری چرا کم خوری | چو بخشنده داری چرا غم خوری
چو روزی نخواهد کم و بیش گشت | نشاید بهمت کم اندیش گشت
بران تنگ روزی بباید گریست | که از بیمِ تنگی بود تنگ زیست
۱۵ ازین غم که بے توشه ماندن بلاست | همه عمر بے توشه بودن خطاست

حکایت حریصے که با صد هزار دینار مغربی چون خورشید

---

۱ — س ا :- بدریائے چیں

همه شب در آرزوے قرصِ خورپ بود بامداد که قرص خورپید اشد در می دید و حسرت میخورد تا چند انکه در آرزوے قرص جان داد

۵ در افتاد قحطے بشهرے درون | که می مرد مردم زغایت فزون

حریصے که دینار بودش هزار | بدریوزه گردی دران روزگار

رسیدش چو برداشت از جان امید | پس از فاقه چند قرصِ سپید

همیکرد از دور درے نگاه | بدانسان که مردم بخورشید و ماه

اگرچیش تهی گه پُر آزار بود | تهی چشمیش مانعِ کار بود

۱۰ همه روز از ان حسرت آزرده ماند | شب او مرد و آن لقمه ناخورده ماند

چوبے برزید مرد هنگام برگ | سبوسے نیرزد بهنگامِ مرگ

ساختن سکندر برگِ مجلس در باغ و از نای و نوش لب چلپی نوش دادے لبالب نوش کردن و چنگ زدن

۱۵ آن شاهینِ شاه شکار و دل ربودن از شاه و سیر کردنِ شاه او را از خلاصهٔ سرخاب و خونِ بط و گردنِ کلنگ

۶- ق: سر نشیے

کشاینده نافه این سواد | سر نافه چین بدینسان کشاد

که چون فرخ اسکندر سرفراز | بفیروزی از ملک چین گشت باز

بران شد که فارغ دل و شادکام | ازان کام دل کام گیرد تمام

ز چین گرچه چندان غنیمت ببرد | کنیفوی چین را غنیمت شمرد

۵ بهین روزی از موسم نوبهار | که گیتی شد از خرمی چون نگار

هم از اول بامداد آفتاب | بفرخنده طالع درآمد ز خواب

ز باد بهاری هوا مشکبوی | عروس جهان ز آب گل شسته روی

شده جلوه گر نازنینان باغ | رخ آراسته هر یکی چون چراغ

بساط گل از سبزه گلشن شده | چراغ گل از باد روشن شده

۱۰ به لاله ز فردوس جام آمده | ز رضوان بگلبن سلام آمده

شده مشکبو غنچه در زیر پوست | چو تعویذ مشکین بیازوی دوست

بنفشه سر زلف را خم زده | گره در دل غنچه محکم زده

کشاده گل لعل جلباب نور | نظاره کنان چشم نرگس ز دور

ز بس تری اندام زیبای گل | شده پاره پاره سراپای گل

۱۵ شده سرخ گل مفرش بوستان | بصحرا برون آمده دوستان

برون کرده سوسن زبان خموش | همیکرد هر دم تقاضای نوش

---

۱۰ — ق ۲: بگلشن

هوا بر سرِ سبزه می ریخت سیم — مراغه همی کرد بر گل نسیم

بهر چشمه منقارِ بط آب گیر — چو مقراضِ زرّیں بقطعِ حریر

بهر شاخ مرغ ارغنواں ساخته — بهر نغمه گلبن سر انداخته

ازاں نغمه کو غارتِ هوش کرد — مغنّی ترنّم فراموش کرد

۵ غزل خوانیِ بلبلِ صُبح خیز — تمنّاے میخوارگاں کرد تیز

ز آوازِ درّاج و رقصِ تذرو — سبک گشت و رخاستن پاے سرو

ز نالیدنِ قمریِ خوش نوا — کبوتر معلّق زناں در هوا

بروزِ چنیں خوب و عشرت فزاے — سکندر سوے بوستاں کرد راے

کس از نامداراں نه در پیش و پس — تنے چند خاص از غلاماں و بس

۱۰ بفرمود اشاقانِ درگاه را — زدن بر لبِ جوے خرگاه را

گل و میوه و نقل و مے خواستن — ملوکانه بزمے بر آراستن

ولیکن بشرطیکه در بزم گاه — تهی کرد از خویش و بیگانه راه

کس از جنسِ مرداں نماند بباغ — بجز لعبتانِ برخ شب چراغ

کمر چست کردند اشاقانِ کار — بفرماں بری پیشِ فرماں گزار

۱۵ مرادی که اشارت ز درگاه بود — بیک چشم زد در نظرگاه بود

بر آمد سراپرده بر اوجِ ماه — سرِ نوبتی شد با برِ سیاه

---

۱۳ ـ ق و س۲ : ـ چو روشن چراغ

رسیدند شکّرلبان در زماں چمن گشت خالی ز نامحرماں
نماند ایچ خاراست گردِ گلے دگر ماند ریحان و یا سُنبلے
زخوبان زمیں جنّت آباد گشت گلستاں پُر از سروِ آزاد گشت
صنوبر قدانی چو گلنار تر برخسارہ خوں کردہ گل را جگر
۵ بناگوشِ شاں پر زیاقوت دُر دہان و لبان نیز ازاں مایہ پُر
لبے پُر مے و در خوے انگیختہ گلاب و شکر باھم آمیختہ
ہمہ ناز پرور دو نازک خرام مہِ نیمہ و آفتابِ تمام
زبیداریِ فتنہ خونخوار تر زخوابِ جوانی ستمگار تر
مسلسل بسے دل بہ گیسوی شاں معلق جہانی بہر موی شاں
۱۰ نہفتہ بمعجر گلِ خویش را نظر بستہ چشمِ بد اندیش را
بہر بازی از نرگسِ پُرخمار خدنگ افگنانِ فرشتہ شکار
ہمہ نارپستان و نارنج خوے بہ بُردہ ز نارنج و نار آبروے
سخن گوی بربط زن و خوش سرو چو آب روان دستِ ایشاں برو
خرامان و خوش پیشِ شہ آمدند چو پروین بہ مہمانِ مہ آمدند
۱۵ زچنداں پری پیکرانِ چو ماہ ہماں ترکِ چیں بود مطبوعِ شاہ
کہ در جنگِ خاقاں بچنگ آمدش خرد فتنۂ چشم تنگ آمدش

۴۔ گلبرگ۔ ۷۔ س۲ :۔ یکے مہ یکے آفتابِ تمام ۔ ۱۰۔ ق :۔ معتبر

جهان سوزے از مہ شب افروز تر — ز خورشید دیش جهان سوز تر

بیک طرّه صد شهر برهم زده — بیک غمزه بر ملک عالم زده

در آمد خرامنده با همسران — چو مه در صفِ مشتری پیکران

بطاعت گهِ شاه با صد نشاط — زمین بوسه زد همچو نقشِ بساط

۵ ز فرمانِ فرهنگ آرائے خویش — بصد ناز بنشست بر جائے خویش

دگر نازنینانِ گلچهره نیز — بدامن کشیدند پاے عزیز

اتاقان که بودند نزدیک و دور — رسیدند یک یک چو سایه ز نور

جهانِ سمن باد و سبز جوان — یکی شیر و یک بیشهٔ آهوان

از آن حور چهرانِ مردم سرشت — شد آراسته مجلسے چون بهشت

۱۰ نواے بریشم برآمد براوج — رحیق از صراحی برون داد موج

ز نالیدنِ چنگِ موزون نوا — فرشته در آمد چو مرغ از هوا

فروتن شده چنگِ موزون سراے — سر افگنده و ایستاده به پاے

خوش آوازیِ ارغنون و رباب — بمستان همیداد داروے خواب

به نغمه چنان برکشیدند زیر — که از زهره و مه برآمد نفیر

۱۵ کرشمه کنان ساقیِ خوش خرام — همے ریخت خونِ صراحی بجام

قرابه چنان خنده زد سرنگون — که جستش بدان قوت از سینه خون

---

۱ - ق: - روشن - ۴ - س۱: - چون سرنها - ایضاً - س۲: - زمین بوسه میداد باصد وداد - ۸ - ق۲: - پر ۱۲ - نغمه

بهر سو گل و غنچهٔ نوش خند — ملک در میان همچو سرو بلند

ببزم ار چه دلبر ز حدیش بود — دلش همبر دلبر خویش بود

نشانده صنم را به پهلوی خود — چو آئینه نزدیک زانوی خود

بهر دورش آن ساقی نیم خواب — ز لب نقل میداد و از کف شراب

۵ بعشرت نشسته دو سرو جوان — پیاپی شده دوستگانی روان

ملک عاشق رویش از جان و تن — بر آنسان که او عاشق خویشتن

گهی گل همی ریخت اندر کنار — گهی دست می سود بر سیب و نار

چو می رغبت عاشقان تازه کرد — شکیب از میان عزم دروازه کرد

چنان باده در نازنین راه یافت — کز و شرم را دست کوتاه یافت

۱۰ هوای دلش قفل عصمت شکست — عنان تکلف ربودش ز دست

به افسون گری چنگ را برگرفت — فسونش بدیو و پری در گرفت

از آن نغمه کاندر پری خانه شد — سلیمان پری وار دیوانه شد

بر آئین خوبان ز شوخی و ناز — سرودی بر آورد عاشق نواز

برو تازه بود آن گل مشکبوی — که بویش جهان را کند تازه روی

۱۵ گه از رنگ تر عشوه بازی کند — گه از بوی خوش دلنوازی کند

چو بشگفت گل خوش بود بوستان — ولیکن بهمراهی دوستان

---

۲ — س او۲: — خویش (دو امه و مصرعه) ۱۰ — س۲: — برون شد

چو بے صحبتِ ارجمنداں بود　　چمن در ازیں جاے زنداں بود

کسے را کہ من باشم اندر کمند　　چہ حاجت بہ بالاے سروِ بلند

چو سروِ جواں را کنم خوش خرام　　شود خواب و خور بر جواناں حرام

بیک غمزہ بر پارسایاں زنم　　بدیگر رہِ آشنایاں زنم

۵ مشعبد کہ داند جہاں سوختن　　زمن بایدش بازی آموختن

جہاں فتنہ در پے شرابی کنم　　وگر مست باشم خرابی کنم

چو لب را کنم چاشنی گیرِ مے　　شکر بیش بیروں نیاید زنے

ہمہ خونِ خوباں بکش مے خورم　　ولی نوش بادم کہ خوش میخورم

چو درہم شود گیسوے من بروے　　بخیزد براندامِ خورشید موے

۱۰ چو شانہ زنم زلفِ آشفتہ را　　برقص آورم فتنۂ خفتہ را

بسکلے کنم سوے بستاں شتاب　　کہ خوں گرید ابرِ بہاری نہ آب

رُخِ ہر صنم ناپدید از من ست　　صنم خانہا را کلید از من ست

بہ تیرے کزیں چشمِ مست افگنم　　صفِ توبہا را شکست افگنم

کسے کش برحمت زبانے دہم　　بہر بوسہ تازہ جانے دہم

۱۵ دلے کش بیازم بیادِ ہلاک　　کنم چوں گریبانِ گل چاک چاک

چو گیسو کشم مقنع از طرفِ گوش　　کلاہ از سر اندازم و سر ز دوش

---

۳ - س۲: - حریفاں - ۱۰ - س۱: - کنم - ۱۴ - س: کنم

پری گرچه باشد دل آویزتر　　نباشد ز من آفت انگیزتر

هر آن جادوی کامد اندر شمار　　شباگردیِ من شد استادِ کار

بهار ار کند عالمی مشکبوی　　دو عالم کنم من بیک تار موی

چو من در خراشش کنم ناز خویش　　گر اخون گرفتست کاید به پیش

۵ هزبری که آمد بنخچیر من　　برون نامدش نیز زنجیر من

سپهر آفتابِ زمین خواندم　　دگر ماه بیند همین خواندم

چو رفتم بپازارِ نیک اختری　　جمالِ مرا بنده شد مشتری

منم قبلهٔ روم و انجاز هم　　کرشمه مرا زیبد و ناز هم

قصب را چو ز اندام بخشم جمال　　کشم گردنِ ماه را در دوال

۱۰ بغمزه ز کوهی بر آرم نفیر　　وگر مو شود موشگافم به تیر

مرا زین فره موشگافیست خوی　　که دیدست کو موشگافد بموی

چو بیننده در نارم آرد شتاب　　لبش خشک بینی و چشمش پر آب

بهشتیست این قامت چون نگار　　پر از سیب و بادام و نارنج و نار

دل آنکه پذیرم بنظارگی　　که جان ریزدم در سمِ بارگی

۱۵ چو زلفم زنخ را بچوگان سپرد　　ببازی ز خورشید و مه گوی برد

ز سیمم نگر غبغب انگیخته　　هلالی ز خورشیدی آویخته

---

۴ - س ا: - پاے - ۹ - س ا: - خردرا - ۱۰ - س ا: بنغمه

بشوخی چو گیرم در آغوش چنگ — بزخمه رگِ خوں کشایم ز سنگ
بمستی چو رخساره شویم ز خوے — دهم غسلِ پرهیزگاراں ز مے
کسے را کہ من مست کردم خراب — نہ بیند دگر هوشیاری بخواب
چو ساقی شوم با چنیں زلف و خال — بود باده چوں خونِ مستاں حلال
۵ گل از رنگ و رویم گلستاں شود — می از دستِ من آبِ حیواں شود
سکندر کہ گرد آبِ حیواں هوس — نظیرِ منش بود مقصود و بس
چو در روشنی چوں منی را نہ دید — بتاریکی آبِ حیواں دوید
چو باز آمد آں مے بہ پیمانہ یافت — بہ ویرانہ گم کرده در خانہ یافت
منہ نامِ آں چشمہ ایں جوے را — چہ نسبت بمن آں سیہ روے را
۱۰ چو من کے بود آں کہ در هر زمن — تواں شست از و دست نتواں ز من
مگر شاه زلفِ مرا در نیافت — کہ در عینِ ظلمات چنداں شتافت
چو در خلوتِ من نهانی رسید — بسرچشمہ زندگانی رسید
گر از چشم راجع شدا و را برات — من اندر دهاں دارم آبِ حیات
گر انداز دا و شیر و آهو بہ تیر — من آں آهوم کو بود شیرگیر
۱۵ گر او هست کیخسرو و جام جوے — مرا جامِ گیتی نمایست روے
گر از مجلسِ او سمن میدمد — مرا لالہ و گل ز تن میدمد
گر او پیل بندد بخمِ کمند — من از تارِ موے کنم پیل بند

گر او حربه بر جسم نبردان زند | رخِ من رهِ شیر مردان زند

گر او اژدهاے ست در زین دلیر | من آرم ز زیں اژدها را بزیر

گر او گیتی از لشکر آرد بدام | خیالم به تنها بگیرد تمام

گر او زنگ و چیں استد بیدرنگ | بهر موے من هست صد چین و زنگ

۵ گر او هست بر تختِ زرپاے پست | مرا در دلِ اوست جاے نشست

گر او را کلاه است بر آسماں | مرا صد کلاه است بر آستاں

گر او باز خواهد ز شاهاں خراج | من از سروراں سرستانم نه تاج

گر او گنج زر ریخته دارد تمام | مرا نیز گنجے ست از سیمِ خام

گر اقبال و دولت ورا یاورند | مرا هر دو چوں کمتریں چاکرند

۱۰ گر او جبرئیل ست با پرِّ نور | منم قبلهٔ خوبرویاں ز دور

گر او تخت گیرد ز کین چوں شهاں | من از پا زدے مهر گیرم جهاں

گر او دشمناں را بخوں خوردنست | مرا خونِ صد دوست در گردنست

گر او را یک آئینه بر کف نشست | دو آئینه دارم من از پشتِ دست

علمهاے او گرچه بالا رس ست | مرا یک علم هم ز بالا بس ست

۱۵ کمانِ وے ار صد شکار افگند | یک ابروے من صد هزار افگند

کمندِ وے ار صید بندد بدام | من آنم که صیاد گیرم بدام

۱- سس: - حمله - ۱۴- سس۲: - مرا قامتِ سرو بالا بس ست

نگین وے از لعلِ رمّانی ست　　نگینِ لبِ من سلیمانی ست

ز جنش گر جہاں را مبارک نمود　　من از روے مبارک ترم در وجود

لبم با لبِ شاه در خنده باد　　رخم با چناں روے فرخنده باد

چو سازندهٔ ارغنواں نوش نوش　　بدیں رہزنی کرد تاراجِ ہوش

۵ ز سرہا خرد رفت و سرمست رفت　　ملک را عنانِ دل از دست رفت

بخوبانِ دیگر اشارت نمود　　که ہر یک بسوے چمیدند زود

چو پروین ز ہمراہیِ ماه راند　　مه و آفتابے بخرگاه ماند

تہی گشت خرگاهِ شاہنشہی　　ولیکن شه از خویشتن شد تہی

چو لختے ازاں بیخودی بازگشت　　ز مستیِ بیحد سرانداز گشت

۱۰ حکیمِ الٰہی طلب کرد شاه　　که بستند تا عقدِ خورشید و ماه

ازاں مه که مہمانِ برجیس بود　　سکندر سلیمانِ بلقیس بود

ملک سرخوش و نازنین نیم مست　　دو عاشق بیکدیگر آورده دست

رسانیده ایں خضرِ صافی صفات　　به اسکندرِ تشنه آبِ حیات

چو نوشیدن از دستِ جاناں بود　　ہر آبے که ہست آبِ حیواں بود

۱۵ ز بس کاو رسیدش در آغوش تنگ　　بنفشه دمید از گلے لاله رنگ

ہماے در افگند بازِ سپید　　در آمیخت گلبرگ با مشکِ بید

---

۷ ــ بہ مہمانیِ ماه ماند۔ ۱۲ ــ س: ــ ملک مست و آن نازنین نیز مست ۔ ۱۶ ــ س۲: ــ در افگند

ز شاخِ گُل و نخلِ خرمای تر | گهی انگبین چید و گاهی شکر

گهی نار با سیب پیوسته بود | گه از نار وان سیب را خسته بود

گرفته ز گل خرمنی در کنار | همش نار بر دست و هم آبِ نار

ز ساعت کمر ساخت دلخواه را | کشید از دوالِ قصب ماه را

۵ بگنجینهٔ آرزو دست برد | کلیدِ خزینه بخازن سپرد

بکانِ گهر شاخِ مرجان نشاند | گهر سفت و یاقوت بیرون فشاند

چو خورشید را چشم در خواب رفت | پیاله فتاد و میِ ناب رفت

به بربط زنی زهرهٔ پرده ساز | شد از پردهٔ تار بربط نواز

به پرده درون خسرو پرده پوش | بخاتونِ پرده نشین داد هوش

۱۰ دران ره که هرگامش از دل برفت | نشد مانده تا بست منزل برفت

چو زان می دلِ تشنه سیراب کرد | ز سرمستی آسایشِ خواب کرد

چو شد دمیِ صبح رخساره شوی | فرو شست خالِ سیه را ز روی

عروسانه خورشید چینی خیال | نمود از پسِ چادرِ شب جمال

دگر ره مه چین و خورشید روم | نشستند با هم چو دو نخلِ موم

۱۵ همان عشرتِ دی ز سر تازه گشت | همان ساز شب عالی آوازه گشت

رسیدند باز آن پری پیکران | کشیدند صفها کران تا کران

---

۳ مس ۲: - آب ۶ مس ۲: - در کان فشاند

ز رود و سرود و گل و نقل و مے | فزاینده شد خورمی پے بہ پے
بشادی ہمہ وز ساغر زدند | گہے چنگ گہ بربط تر زدند
بہنگامِ شب عاشقِ رفتہ ہوش | بُتِ دوش را لبت پیمانِ دوش
بیک بُرج زینگونہ تا چند گاہ | قران کردہ بودند خورشید و ماہ
ہمہ عمر ازاں پس بُتِ سیم ساق | نبودی ازاں جُفتِ شائستہ طاق
سکندر کزاں سان جہاندار بود | پرستارِ خود را پرستار بود
بنخچیر گاہ و ذوق و طرب گاہِ بزم | بصحرائے نخچیر و میدانِ رزم
حریفے بدانگونہ در خور نداشت | وگر داشت با او برابر نداشت
جہاں خورد و خوش خورد پرورد و کرد | بدیں مایہ نامِ نکو سود کرد
تو نیز ار توانی ہمیں سود کن | جہاں را بخور شاد و پدرود کن
کہ فردات چوں خورد نہ ہد کسے | پشیمانیت خورد باید بسے
بخاک اندروں لقمہ خور کرد نیست | بجز افسوس و حسرت دگر خورد نیست
بجامِ طرب زندہ کن جانِ پاک | کہ محتاجِ جرعہ است مردہ بخاک
بیا ساقی آں گنج دانِ نشاط | ق | کہ اندیشہ را در نوردد بساط
بدہ تا نشاطِ سخن نو کنیم | وزو مجلس آرائے خسرو کنیم
بیا مطربا ساز کن چنگ را | بنالش درآر آں پر آہنگ را

۱- نس:- خوش۔ ۱۶- نس:- بساط

زہی گیر کز ذوقِ آوازِ وے	حریفاں نگردند محتاجِ مے

ستایشِ جوہریانی کہ از فعلِ ایشاں متاعِ انفعال نریزد کہ پیش ازاں دریں کیف دیگراں کم بردہ بودند و چوں آں وضعِ ملکِ ایشاں باشد بغیری مضاف نتواں کرد مثلاً گرہ کس در ملکیت ست آں سخن گویند ازاں مقولات عشر جوہر ہماں یکی تو آں نہاد موضوع در صنعت دہ و دیگراں را کہ چوں اعراض اند چنداں بقای نباشد

دلِ روشن آئینہ شد زغیب	کہ ہردم برآرد خیالے زجیب
بہر پیشۂ پیکرِ نو کند	بہر پیکرے زیورِ نو کند
بہر صنعتے کاندیشش در گرفت	نمو داری از خود برآرد شگفت
چو بیکار نہ گزاری اندیشہ را	تراشنے دہی عاقبت تیشہ را
زخود قالبے باید انگیختن	نہ در قالبِ دیگراں ریختن

مثل گر تو آهنگری در هنر ‌ ‌ ‌ ز آرایشِ تیغ و پیکان سپر

چو این کهنه آمد نوِ دیگران ‌ ‌ ‌ درین فن توئی پس روِ دیگران

مثالِ دگر کن بهنجارِ خویش ‌ ‌ ‌ که خلقی کنی پس روِ کارِ خویش

چو هر صنعت آید ز دانا به تو ‌ ‌ ‌ ببین تا چه فرق ست از و تا به تو

۵ در انگیزش و ساخت فرق ست چند ‌ ‌ ‌ که این نخل کارست و آن نخلبند

بدلها بنا ز اوستادِ قوی ست ‌ ‌ ‌ کز و هر زمان صنعتی را نوی ست

وگرنه بمرغان که تعلیم کرد ‌ ‌ ‌ که باید بناه از پئے بیم کرد

بموران که آموخت صحرا کنی ‌ ‌ ‌ بموشان که فرمود نقب افگنی

بسے هست گنجشکِ باریک بافت ‌ ‌ ‌ که در خس شگافی بود موشگاف

۱۰ بزنبور بین کز پئے خورد و خواب ‌ ‌ ‌ کند خانها صد هزار از لعاب

مگس کانگبین ست بنگاهِ وے ‌ ‌ ‌ که هم خانه قے کرد و هم رخت قے

بهر خانه بین عنکبوتان که چون ‌ ‌ ‌ کشند از شکم خانهٔ خود برون

چراگاه پوید بهر خانه خوار ‌ ‌ ‌ که او در شکم خانه دارد هزار

ازان جانور ساخت کاشانهٔ ‌ ‌ ‌ که حاجت ندارد بهر خانهٔ

۱۵ ولیک آدمی را بجز خانه نیز ‌ ‌ ‌ به خانه است بایست بسیار چیز

بران می گمارد بناچار هوش ‌ ‌ ‌ که سازد هر آنچه بدل کرد جوش

---

۵ - س۲: - نخم - ۱۱ - س: - راست بنیاد وے

همه خلق وضعِ گزینش کرد | متاعے باندازهٔ خویش کرد
که تا ماند از گردشِ روزگار | نمودارے از هر یکے یادگار
زجمشید ماند آلتِ دار و گیر | سریر از سلیمانِ صاحب سریر
زتوراں کله وزکیاں تختِ عاج | درفش از فریدون ز ہوشنگ تاج
۵ زکیخسرو آں گیتی افروز جام | که دیدے درو رازِ گیتی تمام
صطرلاب و آئینهٔ گوهری | نمودارِ آئینِ اسکندری
چناں کز سراں ماند سازِ سراں | دگر سازها ماند از دیگراں
ولے رختِ خاص ار چه موزوں ترست | بکالاے کم حاجت افزوں ترست
مبیں شکلِ غربیلِ چوبیں بپوست | ببیں چند باریک بیزے دروست
۱۰ دگر آسیای ست اندر خراس | دقیقه نگر چند دار و اساس
درآندم که گردد شکم دام خواه | گلیں دیگ بهتر ز زرّیں کلاه
چو تُرکِ گرسنه خورش گم کند | کُله در تهِ دیگ هیزم کند
شنیدم که در روزگارِ نخست | ق | که انداز هر تیشه می شد درست
همه کس ز راهِ نیازے که داشت | همی ساخت آهنگ سازی که داشت
۱۵ یلاں تیغ و ترکاں کماں ساختند | زناں دوک و مرداں سناں ساختند
یکے پنبه رشت از پئے جامه را | یکے بافت پوشیدنِ عامه را

۱- س ا: - وصفے - ۵ - س: - زکیخسرو گیتی - ۱۱ - س: - یکے قرص جو بهتر از صد کلاه

یکے بہرِ زیبِ خود آئینہ ساخت — یکے بہرِ آبے سفالینہ ساخت

یکے شمع افروخت از بہرِ تاب — یکے شیشہ ساخت بہرِ شراب

یکے تیک سنداں زد از بہرِ کوب — یکے تیشہ آراست از بہرِ چوب

یکے دستہ برصلایہ نہاد — یکے آسیارا دو پایہ نہاد

۵ یکے گونہ گونہ برانگیخت خورد — یکے خوان و کاسہ پدیدار کرد

کنوں ہرچہ ایں مردماں می خورند — ہمہ پختۂ دیگراں می خورند

شد از ہر کس آرایشِ خاستہ — کہ ترتیبِ عالم شد آراستہ

برختے کہ باشد فراواں نیاز — چو بینی بکم خرچے آید فراز

چراغے بداں کے زند لافِ نور — ولے پاسِ صد گنج دارد ز دزد

۱۰ بود نرخِ جاروب فلسے و بس — کہ دہ خانہ را پاک دارد ز خس

گر ایں سازہا بیش جستے فراغ — بجز بادشا کس نکردے چراغ

چو کالاے و کار آمد اندر شمار — ہوس شد بکالاے افزوں بکار

گروہے بزنار و تار آمدند — گروہے بنقش و نگار آمدند

گروہے بہنگامہ گشتند فرد — گروہے کشیدند شطرنج نرد

۱۵ گروہے بچوب و رسن برشدند — گروہے بباز و کبوتر شدند

چناں کآلتِ کارہا شد عزیز — ازاں بیشتر گشت بازیچہ نیز

۱- س: یکے بہرِ زینے دو آئینہ ساخت - ۱۲- س ا: کم آمد

ازین نکته مقصودم آن ست و بس ‏ — که زاینده باید دلِ پُر هوس

ببین تا بزرگان چها ساختند ‏ — که کارِ تو پیش از تو پرداختند

توانی تو با این همه سرکشی ‏ — که یک ساز زین سان ز خود برکشی

کسان کز خود این جمله فرموده اند ‏ — نه آخر چو ما آدمی بوده اند

۵ چو انگیزشِ زیرک افزون فتد ‏ — دم اندر دمش وضعِ موزون فتد

عجب نبود از بے فسون و فسوس ‏ — دماند بر از عاج و گل ز ابنوس

حکایتِ دو تراشنده که یکی برنج از استخوان بیرون کشید و دیگرے کنجد از شاخ برآورد

۱۰ تراشیده پیرے ز طبعِ جوان ‏ — برنجے تراشیده از استخوان

به همچون خودے بُرد و خواهش نمود ‏ — که این دانه را پخته پیش آر زود

ستد مرد و در دیگِ جوشان فشاند ‏ — زمانی ز پا همچنان را نشاند

چو کرد از پئے چاشنی کام تر ‏ — بُد آن دانه زاول بسے خام تر

زمانی دگر ماند چون باز دید ‏ — بتر بیش همان راز دید

۱۵ چو آن خام کارے گذشت از قیاس ‏ — ز صنعت شد آگاه صنعت شناس

سل :- مقصود آنست - ۷ - (شرحی) ق :- از دندانِ ماهی - ۱۲ - شد آن مرد.

ا سس :- دگر چون چشید آن همان راز دید

کهن گنبدی داشت ناکاشته | ز هر جنس روزی را داشته
بیاری یکی از شاخ بر کرده ساز | که از گنجدش کس ندانست باز
بهمان گنجی داد کین کن بکار | دمی تا رسد لقمه خوشگوار
هنرمند گردش چو در کام جای | نشد چیره دندان پولاد خای
۵ برون برد آن خورده و باز جست | که این گنبد از کشت زار که رست
بگفتش بنوشنده پخته کار | کز آن کشت کامد بر بخت بیار
هنرپروران کز هنری برند | یکی از یکی در هنر برترند

داستان داوی که خداوندان امر و نهی از برای
۱۰ حال و استقبال وضع کردند مبنی بر آنکه اسم ایشان از
فعل در حرف ماند و ذکر مصنوعاتی که اسکندر با لهام
الهی قوت طبعی و صنعت ریاضی اختراع کرده و با شارت
او بر قانون حکمت تمام گشته و مناظره چینیان و رومیان
۱۵ که در نظر او بود قصه اسطرلاب که در آفتاب و گردش

۱- ق۲: - روزش آراسته ۳- س۲: - دگر- ۵- س۱: - برون کرد
۶- س۱: - که مردان که گوی هنری برند- ۷- س۲: - بهتر

برہانِ روشن شد و صورتِ حالِ آئینہ و ادراور و نمود

نماینده صورتِ این جمال / چنین داد ز آئینہ بیرون خیال

که اسکندر از راہِ پنہان روی / چو در رفت در غار کیخسروی

بر اورنگِ کیخسروی سود پاے / بہ کیخسرو دیگر آراست جاے

ستد جام و بر دستِ بخشنده کرد / تماشاے آن جامِ رخشنده کرد

جہان را در وے مدارا بدید / نہانِ جہان آشکارا بدید

بسے حل شدش مشکلِ روزگار / بسے رازِ پنہانش گشت آشکار

بسے یادِ آن شاه در دل نگاشت / کز انسان عجب یادگارے گذاشت

دلش خواست از راے پوشیده مہر / کزو نیز ماند نشانے بدہر

چو گوہر برون آمد از تیرگان / فرو ریخت این قصہ با زیرکان

کز آن دوربینی که دارم بہوش / چو کردم من این جام بے بادہ نوش

نہانہاے این جامِ آئینہ فام / درین جامِ رخشنده دیدم تمام

دروے دمیدم ز جانِ عزیز / بر آن جام و سازندۂ جام تیز

کنون کان ہمہ بادشاہی مراست / بزرگی ز مہ تا بماہی مراست

حکیمان که من دارم از بیش و کم / نہ کیخسرو آن داشت ہرگز نہ جم

چرا باید اسکندر که در روزگار / نشانے نماند ز من یادگار

زمین بوس دادند روشن دلان　　نمودند کای قبلهٔ مقبلان
چه فرمود شاهِ کفایت شناس　　که آن بر کفایت نگردیم اساس
هر آن فن که مقدارِ مردم بود　　نه مردم بویم ار زما گم بود
بر این گفته باهم نشستند راست　　که تا او کند آنچه جوینده خواست
۵ همه فیلسوفانِ هنرپیشه　　نهادند رخ اندر اندیشه
همه کس دران رازِ پوشیده حرف　　باندیشه می‌کرد جهدی شگرف
چو هر کس مثالی زهر باب ساخت　　ارسطوی دانا صطرلاب ساخت
بیونانی اصطر ترازو بود　　که در سکهٔ عدل سازاو بود
دگر معنیم باز پرسی زلاب　　بود هم بگفتارِ روم آفتاب
۱۰ چو این نامها شد به پیوند راست　　بترکیبِ موزون صطرلاب خاست
پس آن کو مرادِ صطرلاب جست　　ترازوی خورشید باشد درست
دگر کار دانان دران داوری　　دگرگون نمودند نام آوری
یکی گفت لاب ست نامِ حکیم　　که او ساخت این پیکرِ مستقیم
اگرچه بر اسکندر انداختند　　ولی پیش از اسکندرش ساختند
۱۵ دگر گفت لابی کش این نور بود　　ارسطوی فرزانه را پور بود
دگر گفت دیدم بتاریخِ عام　　که شد پورِ ادریس لاب نام

---

۴ — س ۱: — بدینگونه — ۱۴ — س ۱: — اگرچه باسکندر — ۱۶ — س ۲: — که بد

ازاں بہرہ کو داشت اندر سپہر
برآراست زیں ساں ترازوے مہر

برایں گونہ ایں ماجرا را کہ ہست
کند ہر کسے بر کسے باز بست

بتحقیق چوں کردہ شد باز جست
درستی شدش ہم ز رسطو درست

غرض سالہا خسروِ کارسنج
بکارِ صطرلاب مے برد رنج

۵ کہ ما ہم بر آئینِ پیشینہ جام
بفرہنگِ فرزانہ گردد تمام

بخورشید سنجی چناں سر کشید
کہ در ثقبہ خورشید را بر کشید

سما کو چو پرِ مگس تاب داد
بدآں عنکبوتِ صطرلاب زاد

ازاں تنگ سوراخ بینش فروز
شدش از خورشید روشن چو روز

ز آگاہیِ آں چناں رازہا
ہوس بیش گشتش دراں سازہا

۱۰ شنیدم ز گویندۂ راست گوی
کہ در چند گہ شاہِ فرزانہ خوی

نشستے بفرزانگی با مہاں
مثالے برآراستی در نہاں

چو گشتی نمودار آراستہ
شدی پردہ از پیش برخاستہ

دراں پیکر از پیکر آرائے خویش
عمل یافتی در عملہائے خویش

ازیں ساں بسے سازہا کرد اساس
بنرخ اندک و در عمل بی قیاس

۱۵ نشانہا کہ امروز ازاں ہرکزست
ترازوی وکیلِ کیانی گزست

ہموں ریخت در طاسِ سیماغ زلال
ہموں کوفت بر پنج نوبت دوال

---

۵ - س ۱: - تا ہم - ۵ - م ۲: - گردش - ۸ - س ۱: - دانش - ۱۱ - س ۲: بفرزانگانِ جہاں
۱۴ - س ۱: - کارہا - ۱۶ - س ۱ و ۲: - ہمہ - ۱۶ - ق: - ہم او

چو بنیادِ نوبت سکندر نهاد — سه از وی شد و پنج سنجر نهاد

بماند این یک از چرخِ گردش نمای — سه و پنجِ شان در سپنجی سرای

سراپرده و خیمه از گاهِ جم — ز گرگینه بود و پلنگینه هم

ازان رختها کز پیِ عام ساخت — همه سازِ آن اهم از جام ساخت

ز فرهنگِ آن خسروِ روم و زنگ — بدل شد بکرپاسِ چرمِ پلنگ

هر آلت کزو بیش ست سوئی نیاز — بدورانِ او بیشتر یافت ساز

نمطهای شاهی که جاوید ماند — ز آرایشِ رای جمشید ماند

ز اسکندر آن ماند در روزگار — که در حاجت و حکمت آید بکار

ز بس کو فرو شد بهر پیشه — خبر یافت هر چابک اندیشه

هنرپیشه مردم ز هر چار سوی — بسوی هنرجو نهادند روی

هنرپیشه‌ی می برد هر کار سنج — باندازه کار می یافت گنج

بفرخنده روزی خداوندِ تاج — بفرخندگی بود بر تختِ عاج

بزرگان کمر در کمر بافته — مسلسل چو زنجیرِ زر یافته

بکرسی نشسته قوی پایگان — گران کرده جای گران مایگان

ندیمان ز دانش سخن کرده ساز — حکیمان ز حکمت بیان کرده راز

ز هر هوشمندی و دانشوری — همی رفت گفتاری از هر دری

۲- ق: - نوبت - ۴- ق۱: - عامه - ایضاً - ق۲: - جامه - ۱۵- م۲: - زبان کرده باز

ز هر ماجرای چو بگذشت کار | بصنعت گریها در آمد شمار

ز کار آزمایانِ نوآئین کهن | همی گفت هر کاردانی سخن

چو گفتند هر کس ز هر گونه چیز | سخن گفت ارسطوی داننده نیز

که صنعت گرِ چند باریک بین | بروم آمدست اندر اقصای چین

۵ ازان جا که شد دعویِ کارشان | برون ست ز اندازه گفتارشان

در ایوانِ شان خواند باید براز | که برهانِ دعوی نمایند باز

ملک گفت تا پیش خوانند شان | به ترتیبِ صنعت نشانند شان

فرستادهٔ تگ زد از بارگاه | سبک حاضر آورد شان پیشِ شاه

طلب کرد ز ایشان شهنشاهِ دهر | که بیرون دهند آنچه دارند بهر

۱۰ همان نقشبندانِ دانش پسند | شدند از ذره خاک را نقش بند

پس انگه گشادند یکسر زبان | که جاوید بادا سرِ سروران

همیشه جهان زیرِ فرمانش باد | ز شمعِ خرد نور در جانش باد

هنرپیشهٔ چند مانی خیال | ز چین آمدستیم صنعت سگال

که تمثالِ چینی چنان برکشیم | که بر حرفِ رومی قلم در کشیم

۱۵ کی آید ز رومی نمودارِ ما | که گم گردد اندیشه در کارِ ما

هزاران نقش گر خامه شد رونمای | بدیوارِ ایوان نجنبد ز جای

---

۵ - س۲: - اندیشه - ایضاً - م۱: - زاندازه کاشان - ۱۱ - ل: - مرزبان

ولی نقشِ ما کان نه از خامه رست بسیر و سکون ست چون ما درست
مُقابل بود جمله را رو بروے مشابه بود با هم سر مو بموے
کند هر چه در پیشِ ویش کنند دهد پشت اگر پشت سویش کنند
چنان پشت آید که پیش آیدش همه آن نماید که بنمایدش
۵ از ایشان خیالے که داند نمود که بے جان چنیها تواند نمود
نیابد اگر چند جوید چند بر وهم اندران نقش و آن نقشبند
شگفت آمد این ماجرا شاه را بفرمود خاصانِ درگاه را
ز هر جاے پیکر نگارے بروم رسد پیشِ شه از همه مرز بوم
چنان در هنر نقش بینی کند که بر چینیان نکته چینی کند
۱۰ نگارندگان جمله با ساز و رخت بفرمان رسیدند در پیشِ تخت
اشارت چنان آمد از بارگاه که هر کس بجاے کند کارگاه
کند رومی از نقشِ نو خاسته جداگانه ایوانے آراسته
به چینی هم ایوانِ دیگر دهند که با خصم سازش برابر نهند
وکیلانِ ایوان نمودند جاے دو ارژنگ را در دو ایوان سراے
۱۵ گرفتند هر قوم با سازِ خویش در ایوانِ خود پردهٔ رازِ خویش
خیالے که مردم هنر پیشه داشت همی بست زان سان که اندیشه داشت

۱۴ - سل: - نهادند - ۱۶ - سل۲: - بسے بست

چو شد حجت هر دو دعوی تمام | سپردند بر دست حاکم زمام
شه کاردان بهر آن باحجبت | بایوان رومی در آمد نخست
صنم خانهٔ دید خاطر فریب | ربوده ز ارژنگ مانی شکیب
نگارے بصد رنگ چون نوبهار | خیالے بصد نقش چون روزگار
٥ بسے رومیان استایش نمود | پس آنگه به چینی گرایش نمود
چو در شد به ایوان بینش گماشت | چه بیند که خود تاب دیدن نداشت
همه روے دیوار دید آهنی | سراسر زدوده بصد روشنی
دران روشنی عکس دیدارها | نموده چو صورت بدیوارها
اگر پس نظر کرد و گر پیش دید | بهر جانبے پیکر خویش دید
١٠ جهت هاے ایوان صورت پذیر | دران بے نظیری نبودش نظیر
کسے کو بهمراهی شاه بود | بهر جا خیالیش همراه بود
بران سان که جنبید هر کس ز جاے | نمود ار او بود جنبش نماے
چو شد شه دران نقب نظارگی | شگفتی فرو ماند یکبارگی
بهر سو که نظارهٔ در گرفت | نیارست از آن جا نظر برگرفت
١٥ چو کم دیده بود آئینه پیش ازاں | بدید آن و شد دست حیرت گزاں
بپرسید کین ساز آهن زداے | نخست انچه سان شد بچین رونماے

١٥ - م ٢ : - بدیدن شده

هنرپروراں پاسخ آراستند | کہ آں زیرکاں کیں ہنرخواستند
اساسِ ہنر بہرِ آں شد نخست | کہ روئے کز صیقل گرد دُرست
ازاں جا بہر دستگاہی نشست | عروسانِ چینی اشد افرازِ دست
خبرچوں بصاحب کلاہاں رسید | زدستِ عروساں بشاہاں رسید
۵ سکندر چو بشنید کرد آفریں | چہ بر چیں چہ برکار سنجانِ چیں
دریں صورت آئینہ در مرز بوم | زچیں گشت صورت نمائے بروم
سخن گر درستی بشرح اندر ست | اساسش زخاقاں نہ زاسکندر ست
ولیکن سکندر دریں داوری | نشانِ دگر یافت نام آوری
نگارندہ زاں گونہ نسبت ایں نگار | کہ شد لوِ درونے براد زنگبار
۱۰ دل آزردۂ چند تاراج راہ | رسیدند پویندہ در بارگاہ
نمودند کاے خسروِ نام جوے | نفیر از فرنگانِ بیداد خوے
گروہے زگرمی چو بادِ سموم | برآورد آتش ز دریائے روم
جزیرہ کہ خوانند قبرس بنام | شد ایں قومِ بے عاقبت را مقام
ازاں جا بکشتی نشینند تند | بدنبالِ شاں باد را پویہ کند
۱۵ پیاپے بصد گونہ زشتی کنند | وزاں گونہ تاراجِ کشتی کنند
جہاز ار فزوں ست ور اندکے | سلامت بساحل نیاید یکے

۱۴ــ س ا: ـ نشینندہ شد ـ ۱۴ــ س ۲: ـ باد پویندہ شد

چو ما را بدین جانب آمد جهاز ‌‌ ‌‌ رسیدند پیرامنِ ما فراز

نمودند در کشتیِ ما شتاب ‌‌ ‌‌ چو موجے که در کشتی اُفتد ز آب

بانبوه در ما درآویختند ‌‌ ‌‌ گرفتند و خستند و خون ریختند

ز شامیم بازارگانِ سه چار ‌‌ ‌‌ بارمینیه می کشیدیم بار

۵ ز مغرب طرائف بسے داشتیم ‌‌ ‌‌ بپاداشِ سرحمله بگذاشتیم

کسانیکه کردند زور آوری ‌‌ ‌‌ سُپردند کالا و سر سرسری

چو شد کشتیِ ما ز زنجیرگاه ‌‌ ‌‌ کنون ماؤ زنجیرِ درگهِ شاه

متاعے که دزدان ز ما برده اند ‌‌ ‌‌ نه از ما که از بادشا برده اند

چو شه میرِ بحر و بیابان بود ‌‌ ‌‌ بتاراجِ ما هر که تاوان بود

۱۰ چو تو پاسبانے و غارت چنین ‌‌ ‌‌ جهان چون پذیرد عمارت چنین

چو تاراج گشت اشترِ ساربان ‌‌ ‌‌ چه سود از توانائیِ کاربان

اگر دادِ ما داد شه ور نه بیش ‌‌ ‌‌ ستانیم داد از خداوندِ خویش

سکندر چو بشنید فریادِ شان ‌‌ ‌‌ فرو شد باندیشهٔ دادِ شان

بخود گفت کآمد به بیگاه و گاه ‌‌ ‌‌ پناهنده را شاه باید پناه

۱۵ اگر چارهٔ شان من نه سازم براز ‌‌ ‌‌ دگر کیست بیچاره را چاره ساز

بود واجب اُفتاده را یارئے ‌‌ ‌‌ ولی دارد این کار دشوارئے

۲- درکشتن ما - ۴- ق۲: - که بارِ زمیں - ۱۱- ق۱: - اشتر از کاروان ایضاً - ق۲: - پاسبان - ایضاً - س۲: بکاروان
۱۴- ق۲: - باشد

گرایں پویہ بودے بصحرا و کوہ — زمیں گشتے از بارِ لشکر ستوہ

چو نتواں بدریا فرس تاختن — بباید دگر چارہ ساختن

مرا دیر یا زست تا در دل ست — اساسے کہ ترتیبِ آں مشکل ست

بداں گونہ کاندر سطر لاب ہا — تواں دید افلاک را باب ہا

۵ بسازیم شکلے دگر تابناک — کہ بینیم ازو رازِ دریا و خاک

شبے چند با فیلسوفانِ عہد — بانگیزشِ تازہ می کرد جہد

چو با خود خیالے گرفتند راست — خیال آشکارا شد و پردہ خاست

بفرمود شہ تا خداوند رائے — ہم آہن ستاند ہم آہن زدائے

چو سرمایۂ کار شد ساختہ — شد اندیشۂ کار پرداختہ

۱۰ نمونہ کہ از چینیاں دیدہ بود — بدانا نمود آنچہ بر چیدہ بود

بداں ہم نوئی کہ فرمود شاہ — نمونہ نہادند در کارگاہ

تبدیر شکلے بپرداختند — دہ اندر دہ آئینہ ساختند

طلسمے در آئینہ کردند ساز — کہ روشن تواں دید راہِ دراز

چو شد دیدگر روشنائی و تاب — درخشاں شد آئینہ چوں آفتاب

۱۵ بفرمود بر شطِ دریائے روم — منارہ بر آرند چوں نخلِ موم

دو دیدند معمارِ دنیا بکار — ز بنیادِ گیتی بر آمد غبار

۱ـ س۲:ـ آہن ـ ۳ـ س۲:ـ بنیاد ـ ۸ـ س۲:ـ کہ آہن ستاند ز ـ ۱۲ـ م۱:ـ بتدویر

بجاہے کشیدند میلے بلند — کہ در چشمِ انجم رساند گزند
منارہ چو اندر ہوا سر کشید — شہ آئینہ را بر سرش بر کشید
دراں سطحِ روشن کہ بر کار گشت — بسے عکسِ گیتی پدیدار گشت
نمودند رو عکسِ دریا ز پیش — باندازۂ شصت فرسنگ بیش
۵ جزیرہ کہ ہست آں زمینِ فرنگ — نماینده گشت اندراں آبِ رنگ
بفرمود صد کشتی انگہ شگرف — کہ باشد مہیّا بدریائے ژرف
چو جنبش کند مردِ قبرس ز جائے — شود عکس از آئینہ پیکر نمائے
بکشتی بود بدرقہ ساختہ — شتابندہ زاں سوئے پرداختہ
براں اہگیراں زنند از کمیں — بدریا بشویند از ایشاں زمیں
۱۰ برینگونہ چوں چند گہ تاختند — براں رہزناں رہزنی ساختند
رہ ایمن شد از دزد و بیداد مند — خراماں شدہ راہرو بے گزند
چو الصافِ شہ زد بدریا رقم — سفینہ نہ گشت ابتر از باد ہم
جہازِ شتابندہ در ہر گزر — شد از کشتیِ نوح بے بیم تر
بماند آں منارہ بسے روزگار — ہماں آئینہ نیز بر عکسِ کار
۱۵ چو دورِ سکندر بپایاں رسید — ق — جہاں بر دگر کدخدایاں رسید
ہماں رسمِ پیشیں نگہ داشتند — بداں آئینہ پاسِ رہ داشتند

---

۴ سلس ـ اندراں ۱۲ اسس ÷ علم

فرنگانِ رهزن زبیچارگی | فرومانده گشتند یکبارگی
نهانی بر آئینه داران شدند | بر آئینِ آئینه داران شدند
چو شد دزد با پاسبانان یکی | نماند اندر آئینه بُردن شکی
شبی بر مناره شدند از شتاب | کشادند و انداختندش در آب
۵ همان شورِ دریا ز سر تازه گشت | همان رهزنی بیش از اندازه گشت
ازان پس چنان کاروانی نخاست | که داند چنان پیکری کرد راست
زمانه که دُزدیست بر کینها | بسی دید ازینگونه آئینها
بیا ساقیا زان مئی دلنواز | دلِ آهنینِ من آئینه ساز
مئی صاف کآید چو مارا بتن | توان دید جان آشکارا بتن
۱۰ بیا مطربا نغمۀ خوش برآر | بزاری یکی قولِ دلکش برآر
بزن زان بار اهِ بابی درنگ | که شد راهزن همچو تیغِ فرنگ

صفت دیوانه و آهنی گشتن زنجیر آب و بسته شدن
چشمها از جنبش و دگر رو زبازار خورشید و گرمی هنگامه‌های
۱۵ آتش و شور خلق در موسم و سوزن شدن موی بر تن پاره
پیراهنان و گرم شدن پشت پوستین پوشان و تحریصِ معاشر

۱۰ اسس: - نواز - ایضاً: س۲: - نواز

خوش پوشی

خوشا خرگهِ گرم در ماہِ دے | هم از تابِ آتش هم از تابِ مے
مئے روشن و ساقیِ چوں شکر | بریشم زنِ ساده زاں خوبتر
کبابی و نقلے و هم خوابۂ | که جانے ستاند بهر لابۂ
۵ کسے کیں تماشش بهره بود | اگر بیش ازیں جوید ابله بود
مشو ابله اے مردِ عشرت پسند | ز عشرت دمے چند شو بهره مند
بکف گیر جامِ درفشنده را | درو ریز یاقوتِ رخشنده را
در آمد زمستان و شد تیر ماه | گرفتند هر کس بکنجے پناه
دے آمد بدیوانگی چوں بهار | گسست آبِ زنجیر در جویبار
۱۰ کفِ ابرِ رستم کماں گشت باز | خزاں کرد بازوے بهمن دراز
چناں آبها جاں گزاینده گشت | که چوں ژاله دنداں گدازنده گشت
بجوئے رواں دے چه تعلیم کرد | که سیمابِ لرزنده را سیم کرد
حصاری شده ماهیاں زیرِ رود | بقعرِ زمیں رفته ماراں فرود
گریزنده شد مرغ ازاں بوستاں | ز سوے خراساں بهندوستاں
۱۵ بدشت آهو و شیرِ مسکیں شده | بخانه زن و مرد پشمیں شده
فنک بر فنک جبۂ کهتراں | وشق بر وشق شقۂ مهتراں

---

۷ — س۲: — وراں — ۱۰ — م۲: — فراز — ۱۵ — س۱: — گرگ — ۱۶ — س۱: — جامه

جگر بیم شمشیر سرما که چون خزد شیر در چرم روبه درون

همه کس ز موینه تن کرده نرم گلیمینه را گشت بازار گرم

ز توزی شده برد پاینده تر پلاس از کتان ها خوش آینده تر

بر آن کس که باد مخالف وزید مثل گرچه کوه است از مو خزید

۵ ز باد مقام کش کینه کش مقام دوان دست کرده بکش

برهنه تنان را ازتن پوش کم درون رفته زانو درون شکم

شب آن کو ندارد ز پوشش فراغ طلب کرد خورشید را در چراغ

فرومایه لرزنده چون بید بن همه جا پی پوشش خرشید بن

چو چشم خسان روز کوتاه باز چو سودای زر دوستان شب دراز

۱۰ شب از کوتهی مرغ بی بال بود کنون زلف گشت آنکه او خال بود

بر آتش همه خلق هنگامه دار چو مرغان بستان به گل بی قرار

درین موسم آن را شمار آدمی که کاری ندارد بجز خرمی

بمقدار سرمایهٔ خویشتن نهد در طرب پایهٔ خویشتن

یکی لعل روشن فشاند بجام یکی در سفال افگند درد خام

۱۵ یکی گوش دارد بر رود و رباب یکی بر لب رود نوشد شراب

یکی بره و مرغ بر خوان نهد یکی تره و ترب بر نان نهد

---

۹ - س۲: - فرو - ۱۴ - س۱: - در د جام - ۱۵ - ق۲: - یکی در عجب زود

یکے منقلِ زر بر آتش کند — یکے ہم بخاشاک جا خوش کند
یکے با حریفاں شود توشہ گیر — یکے با نگارے بود گوشہ گیر
خورندہ کہ در بندِ خوش خوردن است — نہ از بیش و کم در خوشی کردن است
نہ عشرت چنیں مایہ داراں کنند — کہ نعمت بسے بذلِ یاراں کنند
۵ گدائے کہ در گوشہ دُردی کش است — بہمدستیِ چوں خودے ہم خوش است
چہ فرّخ شد آں مردِ عشرت پسند — کہ از ہر چہ دارد شود بہرہ مند
بہ بسیار جوئی مشو بیش بیں — بکم خو کن و بے غمی پیش بیں
چو جو جو بصد کوشش آری بچنگ — فراخی کجا بینی از خوئے تنگ
چو جو نشمرد آسیاباں دراس — علف کے رسد تا بہ را از خراس
۱۰ چو از نوکِ سوزن کند تشنہ چاہ — بجاں کندنش مُردہ باید براہ
چو کم را نخوردی باُمّیدِ بیش — کمت نیز ترسم گریزد ز پیش
یکے بہرِ سکبا ز ناں روزہ بست — چو ناں خوردہ شد دیگِ سکبا شکست

حکایت سگے کہ گرفتہ را بر اُمّیدِ ناگرفتہ بگذاشت

۱۵ سگِ پیرہ مردائے اندر دہن — ہمی بر لبِ جوئے شد پویہ زن
مگر ماہیئے دید خستہ ز جوئے — تپیدہ بروئے زمیں سو بسوئے

---

۵ - ق۲ :- بہمدوستی - ۱۲ - مش۱ :- سگے

رہا کرد مرد ارو شد در شتاب | چو آں جا شد افتاد ماہی در آب
چو باز آمد و دیده واپس گماشت | علیوا ز برد آنچہ واپس گزاشت
بخور کم میا از پئے بیش را | غنیمت شمار آں کمِ خویش را

مرد ے نمودن سکندر در عیش و عشرت و باشارت
۵ حاجت نقدہائے عین میل مے و نغمہ با اہلِ بصارت
و زمرۂ خلافت دادن و تبنگہ نار در نار با مخلصانِ جانی
مشغول شدن و از میوۂ النار لنا فاکهة فی الشتا
۱۰ هرۂ نار دان و نار برداشتن و تیرگی کیش مغان از زبان
آتشیں روشن گردانیدن و دلہائے لشکر را بکشتنِ آتشہائے
زرتشتیاں رواں کردن

زآتش فروزانِ باژند و ژند | روایت چنیں می کند ہوشمند
۱۵ کہ روزے سکندر در ایّامِ دے | نشاطے برآراست از مرغ و مے
نشستند فرمانروایانِ دہر | کہ از خرمی باز یابند بہر

---

۱۵ — س ۲: — بساطے

بریشم تنان رسن رو آمدند | درآز رونِ تارِ رود آمدند
چنان زیر و بالا شد آوازِ زیر | که از مرغ و ماهی برآمد نفیر
پری پیکرانِ ترنم سرای | بزخمه شدند از درون دل ربای
بهر زخمه راه صد جان زدند | بهر غمزه در سینه پیکان زدند
۵ خرامنده شد ساقیِ انجمن | چو کبکِ دری در میانِ چمن
قدح داد بر زندگانی برات | صراحی سخن گفت ز آبِ حیات
دران روز ازین چرخ دولاب گرد | هوا نیز با زندگی بود سرد
بکافور پیچان شده قرصِ مهر | همی کرد کافورباری سپهر
بفرمود شاه آتش افروختن | حطب چون دلِ دشمنان سوختن
۱۰ فروزنده شد گوهرِ تابناک | چو خورشید کو سر برآرد ز خاک
گل انگیز شد شعله چون نوبهار | ز خوبی برآورد گلنار بار
عجب میوهٔ رسته از چوبِ تر | که هم میوه خوانی و هم میوه پز
هم از شعله نعمت پزی رایگان | هم از دودِ غمازِ همسایگان
ز لطفِ زبان میزبانِ همه | زبانش صلا گوی خوانِ همه
۱۵ بهر خانه شمع و مشعل فروز | گهی مشعل افروز گه خانه سوز

۱- س: - رقیبان بآواز - ۷ - ق۱: - بادورمه - ۸ - س۲: - بنیزی - ۱۰ - ق۱: - گشت آتش
۱۱ - س۲: - گلهائے ۱۵ - س۲: - شعله

پرنده کزو رفته پر تاب زن — دلش سوخته لیک بر خویشتن

زکالے که در وے درخشان شده — سیه بود ـ لعلِ بدخشان شده

مہے بر شبے پرتو انداخته — سیه روے را سُرخ رو ساخته

زتابی کز آہنِ خویش آیدش — کند ہمچو خود ہر چه پیش آیدش

۵ اگر کشته شد در فروزنده گشت — بمُرد از دم و ہم دم زنده گشت

بلند افسرے کز خسان شاد زیست — زبادے بمرد و ہم از باد زیست

نماندے زنده بے آب کس — مگر او ـ که مرگش در آب ست و بس

فرو میرد از آب و بیجان بود — وگر خود مثلِ آبِ حیوان بود

مراغه بروغن کند جانِ او — که روغن بود آبِ حیوانِ او

۱۰ زسنگ و زآہن برآورد سر — چو از سنگ یاقوت و زآہن گہر

دہد لعل و یاقوت کان ناپدید — تنش جمله جان و چو جان ناپدید

زخاراؤ آہن شده گرم خیز — درون رفته در ہر دو زآہنگ تیز

گہے از دخانے سحابے کند — گر از ذرّه آفتابے کند

سرافرازے از تیره دودمان — کلاهِ دخان بُرده بر آسمان

۱۵ زگرمی کره در ہوا تاخته — ہوا را در آغوشِ جا ساخته

کره کو زگرمی شده باده پاے — زجولان بروے ہوا کرده جاے

---

۱۱ ـ ق ب:- زکان لعل و یاقوت آمد پدید + تنش خار جان و چو جان ناپدید

زعنصر[3] جا خیمه برتر زده
بدهلیزِ اول علم بر زده

همین گوهرے روشن اجزا شده
گهر کو محیطِ سرِ دریا شده

سوادِ سیه نامهٔ جند از و
سیه روئی زند و پازند از و

منش و رخدائی فروزنده کرد
خدائے که خود کشت و خود زنده کرد

۵ برهمن همش در پرستش فروخت
که در جام از دوزخی گشت و سوخت

براهیم را گشت بستانِ نور
شده لاله موسی از کوهِ طور

چنین کهنه نورے بنو گوهری
شده مجلس افروزِ اسکندری

سکندر ز دانندگان باز جست
که چون گشت بازارِ آتش درست

که این آخشیجِ فروزنده چیست
که از آب میرد ز خاشاک زیست

۱۰ نباید ازین جوهرِ تابدار
بجز پختن و سوختن هیچ کار

چه واجب کند کاہلے چند خام
برندش بمعبودیِ خویش نام

چه باید پرستیدن آن را بدرد
که هر دم خودش کشت و خود زنده کرد

هرا کایزد از بهرِ آن داد تیغ
که خورشیدِ حق را بپوشم به میغ

بر آنم که در آذر آبادگان
چرا باید این رسمِ مغ زادگان

۱۵ که با هیربد زیردستی کند
بگمراهی آتش پرستی کند

سپرده عنان موبدے چند را
گرفته بکف زند و پازند را

---

۱ - س[2]: - قلم - ۲ - س[3]: بگوهر محیطے - ۳ - م[3]: سیه کاری - ۹ - س[1]: گرم طبع

شنیدم که آتش در آتشکده — هم از عهد زرتشتیاں شد زده
چناں زنده مانده است آتش دلا — که یکدم نه مرده است تا ایں زماں
سمندر کز آتش بود بچه زائے — تواں یافت زاں آتشِ دیرپائے
برانم که آں جانب آرم شتاب — فشانم بر آں نار دیرینه آب
۵ نخواهم به آتشکده سوختن — که آتش چنیں باید افروختن
سرِ نیرِ بدِ دیگِ مطبخ کنم — بر آں دوزخی خانه دوزخ کنم
بسوزد دلِ مغ هم از دودِ او — بسوزانمش هم ز معبودِ او
بپاسخ بزرگانِ پاکیزه کیش — سرِ بندگی را نهادند پیش
نمودند کاے داورِ روزگار — بهر دانشت دولت آموزگار
۱۰ درست ست کاں قومِ ناهوشمند — ندارد ز اندیشه رائے بلند
نه از راهِ بینش نظر کرده اند — که نظّاره از چشمِ سر کرده اند
ز نورے و تابے که آتش نمود — نمودند در پیشِ آتش سجود
ندانند کآتش چوں پرستد کسے — که او زنده گردد بچوب و خسے
دو قوم اند کز چشمِ کوتاه بیں — بخورشید و آتش شده راه بیں
۱۵ مغ و برهمن کیں دو را شد صواب — پرستیدنِ آتش و آفتاب
بهر دو ترا نیست حاجت گداز — که او سوزشِ خویش خود کرد ساز

۱۴ — ق و م ۱: بہ: بهندو - ۱۶ — س ۲: بہ: که او سوزشِ خود بخود کرد ساز

چو زنده به آتش درون خوش رود / هم از راهِ آتش در آتش رود

ولیکن فروسوز رختِ مغان / که تا خود کنند از بتِ خود فغان

شد از رای پاکان و آزادگان / شد از روم در آذرآبادگان

بفرمود مغ را بنا برکنند / بهر خانهٔ آتش آتش زنند

۵ بسوزند ناموسِ پازند و زند / کشایند زنّارها را ز بند

پس آبی بر آتش فشانند زود / ز کانونِ آتش برآرند دود

دویدند فرمان پذیران ز پیش / بدستوریِ کارفرمای خویش

زدند آتشی در هر آتشکده / که گردون شد از دود و آتش زده

دران آتشی تند کافروختند / مغ و هیربد را همی سوختند

۱۰ در آتش چنان سوخت آن قومِ خس / که خاکستری ماند از ایشان و بس

فشاندند آن خاکهای خراب / ز طوفانِ آتش بدریای آب

ز زرتشتیان کس نماند آشکار / مگر در بیابان و در کوهسار

رهائی ندیدند آن دیگران / جز از راهِ نیکان و پیغمبران

همه خلقِ عهد اندران جستجوی / به ایزدپرستی نهادند روی

۱۵ چنان سکّهٔ راستی شد تمام / که کس کیشِ گبر را ندانست نام

بیا ساقی آن بادهٔ خوشگوار / که تا اندُه و غم نهم بر کنار

---

۳ ۔ س ۲ ب: بیامد سوے آذرِ بالگاں ۔ ۱۳ ۔ ق و س وم ب: پاکاں

بیا ساقیا ارمغانی شراب　　که محراب زرتشتیان شد زباب
بده تا بمستی کنم خوابِ خوش　　کُشم آتشِ غم بدان آبِ خوش
بیا مطرب آن چفته کز یک فغان　　کند زاهدان را بکوئے مغان
چنان زن که آتش زند سینه را　　ز سر نو کند داغِ دیرینه را

۵ نصیحتِ اصحابِ یمین که در معاضدتِ اهالی السیف
کوبند و سر و تنِ بیدینانِ فلسفه را بیامیزند و دمار
راهم بزمرهٔ ایشان قفا زنند و بخنجرِ تیزِ قضائے احکمی
۱۰ ندانند و ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی

چه فرّخ کسے کز دلِ ترسناک　　گرایش کند سوئے یزدانِ پاک
بهر سرفرازی و افگندگی　　نه پیچد سر از رشتهٔ بندگی
ز پرهیزگاری برآرد نفس　　که سرمایهٔ هستی این است و بس
بهر پیشه کاندیشش در شمار　　خدا را نگردد فراموشگار
۱۵ گرش خشم پیش آید و گر نواخت　　شناسد ز جائے که باید شناخت
چو او آفریده شد از خاک و باد　　بعبرت کند ز آفریننده یاد

---

۵ - سرخی، ق: کوشند - ۱۲ - طاعت - ۱۵ - س ا: گداخت

در آگاهیِ خود ز نو تا کهن — ادب را نگهدارد اندر سخن
نگوید ز قانونِ دانندگی — سخن جز باندازهٔ بندگی
لبانا تماماں که از خوے خام — ز معلول و علّت بر آرند نام
بدستِ هوس باز داده عناں — که باده چنین ست صورت چناں
۵ گه اثباتِ کلّی بقولِ حکیم — گه انکارِ جزوی بعلمِ قدیم
گهے در طبیعی طبیعت کشاے — گهے در ریاضی ریاضت نماے
کسے را که چشمِ خرد پیش نیست — دریں هر دو چنداں کم و بیش نیست
دلے چوں سخن در الٰهی فتاد — خیالِ خرد در تباهی فتاد
چو زیں در کند فلسفی نکته راست — قفا زن که گردن زدن اندرست
۱۰ چه ابله کسے کاندریں نُه حجیب — خورد زیں نمطهاے رنگیں فریب
چه نازی براں علمِ ناسودمند — که پیدا اگر زشت و پنهاں گزند
چو حیّه بدل زهر دار و تباه — چه بینی رخِ سرخ و خالِ سیاه
مبیں رنگ و پیرایهٔ خویش را — شناسنده شو مایهٔ خویش را
چو طاؤس شو پیکر آراے خویش — ولیکن فرامش مکن پاے خویش
۱۵ باندیشه باید سخن گسترید — کزیں پر بر افلاک بتواں پرید
سخن کز شریعت نوید برات — دمِ خواجه تاشی زند تا حیات

---

۱۵ — اصل: به به اندازه

ازیں ہرزہ ہم بہ کہ پیچی عناں — کہ عنصر چنیں کرد و انجم چناں
سخن زیں زبوناں چگوید کسے — کہ ہستند عاجز تر از ما بسے
چہ بندی بر و مہر و آزارِ خویش — کہ باشد سر اسیمہ در کارِ خویش
چو مرغے خود از دام نجہد مدام — دگر مرغ را کے رہاند ز دام
۵ مگس کو بجلابِ تر گشت اسیر — کجا چوں خود ے را شود دستگیر
طبیبے کہ پیوستہ بیمار ماند — نشاید ببالینِ بیمار خواند
سبک گیر دآں دیدہ را آبِ شور — کہ دارو ستاند ز کحالِ کور
بباید سر از رشتۂ چرخ تافت — کہ چرخ ایں سرِ رشتہ را در نیافت
چو پردہ است ز آگاہی خود تہی — ز پردہ نشیں کے دہد آگہی
۱۰ چو شد پردگی پردۂ باز را — چہ دارد خبر پردۂ راز را
بسا کس کزیں پردہ گفتند راز — کزیں پردہ تارے نکردند باز
بدیں قلعہ بنگر کرا خود رہ است — کہ کنگر بلند و رسن کوتہ است
چہ فرّخ مرغ در بیضہ زیست — کجا داند از بیضہ بیروں کہ چیست
کسے کو ندانست رازِ جہاں — جہاں آفریں را چہ داند نہاں
۱۵ چہ پنداری اے ابلۂ تیرہ رائے — کہ گنجد در اندیشۂ تو خدائے
چو صانع بود در صفاتِ کمال — چہ مصنوع را گنجد اندر خیال

---

۹ — ق و س ن — تہی — ۱۲ — بریں قلعہ رہ خواستن ناز رہست

خدا کادمی را جهانی نهاد | درو آشکارا نهانی نهاد
چه روشن که در هر دلی راز چیست | بهر خاطر انجام و آغاز چیست
نداند شناسای پنهان اساس | نهانخانهٔ آدمی از قیاس
نداند چو کس ز آدمی راز را | چه روشن کند آدمی ساز را
۵ جهانیست گرچه آدمی هیچ هیچ | بدروازهٔ کبریاییست هیچ
چو هر ده هزار اندرین ره گمست | چه اندازهٔ یک دل مردمست
ولیک این سفیهان بی رای و هوش | دل بیخرد را نمالند گوش
بحرف دو گستاخ روی کنند | بکار خدا نکته گویی کنند
کسی را که سررشته آمد بدست | لبش بر سخن مهر جاوید بست
۱۰ رقم به که بر حرف ابتر کشند | ز بیهوده گویی زبان در کشند
ادب را نگهدار کز هیچ رای | خدا را نداند کسی جز خدای

حکایت زالی که زالی را بخدای تعالی راه نمود

یکی راز زالان پوشیده حرف | به نزد خدا بود کاری شگرف
۱۵ خبر یافت زالی ز بازار او | در آمد بنظارهٔ کار او
همی کردش از چشم خواری نظر | که تا چیست این بیوهٔ بیخبر

---

۱۶ اصل: کوته

بپرسید از و زالِ والا گرائے — کہ ہاں داری آگاہیے از خدائے

بگفتا کہ اے گوژپشتِ کہن — نپرسید کس از چو من این سخن

کہ در ذاتِ صانع ز لفظِ چو دُر — شد از گفتِ من جملہ آفاق پُر

بخندید فرتوت و بگریست زار — ق — بدو گفت کاے غافل از سِرِّ کار

دلت گر نشانے ز وے داشتے — زبان در سخن زہرہ کے داشتے

برائے کہ کونین در وے گم ست — چہ جائے سخن گفتنِ مردم ست

پرتاب کردنِ سکندر راستوانِ کیشِ خود را کہ
بابستہ بودند ہمراہی پیکان سوئے نشانہ گاہِ یونانیاں
کہ درونِ ایشان در روند و عقدۂ عقیدۂ باطلِ آنہا را
بکشایند و پیش آمدنِ آں آہن دلان و رد کردنِ پیکان را
بسختیِ چشم و دل و بازگشتنِ آں فرستادگان بازبان
کُند و سوہان شدنِ جبّۂ شاہ و ہم از چینِ کین و بلند
کردنِ سکندر بکمرِ کوہِ یونانیاں و دراز دادنِ بار روی

دستِ راستِ لشکر را تا از شستِ سهمناک سهمی
بر ایشان زند و حرب کردنِ یونانیان از تیغ کوه و روی
تافتنِ رومیان از زبانهٔ شمشیرِ ایشان و در سکندر زدن
و گرم شدنِ سکندر از آتشِ غصّه و از سرِ غضب
کوه بُریدن و دریا برآوردن و زنخیان فرو ریختن

طرازندهٔ قصّهٔ روم و روس — چنین بست پیرایهٔ این عروس
که چون شد سکندر با لهامِ غیب — ز هر جنسِ مردم رقم شوی عیب
همه گمرهان را بر آن سان که خواست — به شمشیرِ حجّت همی کرد راست
چو زان گونه شد مردم از هر بلاد — که یا دین پذیرفت یا جزیه داد
حمایت سوی نیک رایان گرفت — به خنجر رهِ کژگرایان گرفت
به پیرایهٔ رایت چو مهتاب گرد — سراپرده در پردهٔ آب کرد
چو گشت اندران ناحیت جای‌گیر — نشیننده را کرد فرمان‌پذیر
ازان جا شتابنده با کوس و پیل — روان کرد دریای لشکر به نیل
بخصم افگنی چست کرده میان — ستیزنده در خونِ یونانیان

---

۸ — س را: گذارنده۔ ۱۳ — م و ق: سراپرده در باب آب کرد

خبر داشت کاں ملّتِ ناسپاس   زیزداں ندارند در دل ہراس
بگستاخ گوئی زباں کردہ باز   کہ ما را کلیدے ست بر گنجِ راز
بنزدیکِ شاں فیلسوفِ کہن   نکوتر ز پیغمبرے در سخن
پیام آورے راز کار آگہاں   رواں کرد نزدیکِ آں گمرہاں
۵ پیامے کہ دیں را روائی دہد   ق   برآئینِ پاکاں گوائی دہد
بدو گفت تا باز گوید درست   کہ باید خیالِ کژ از سینہ شست
فرستندہ راست نہ گزاشتن   فرستادۂ راست گو داشتن
کسے را کہ سوئے ہائی ست رائے   ہم از تیغِ من ہم ز خشمِ خدائے
شود بہرہ مند از نشانِ صفا   بد بہرہ زند دہریاں اقفا
۱۰ بدینِ حنیفی گرائش کند   خدا را بدیں رہ نمایش کند
نشاند سرِ فلسفے پرستاں   ز معلول و علت بتابد عناں
دریں رہ نباشد کژ اندیش را   سزا بیند اندیشۂ خویش را
فرستادۂ شاہ بر داشت راہ   بہ یوناں رسانید پیغامِ شاہ
سرے بود شاں افلاطوں بنام   شدہ پختہ کار اندراں کارِ خام
۱۵ ز بیہودہ گویاں زباں یافتہ   ز فرہنگ و فرماں عناں تافتہ
نگارندہ در سینہ بے ہراس   خطی عور ناس و پری مہ لباس

---

۲ ـ سل ۱: روی ـ ۵ ـ ق ۲: اسرار ـ ۱۰ ـ ق و سل ۲: ستایش ـ ایضاً ـ م: نیایش ـ

به گمراهیِ خلق فتوی نگار — که پاینده شد گردشِ روزگار

سزا این و دیگر سزائے گم است — بخوبی و زشتی جزائے گم است

طلب نیست نز ایزد برایزد پرست — کند هر که هست از جهان هرچه هست

نیوشنده را از خیالِ چنان — بخود کامگی کرد مطلق عنان

۵ همه مردم از رائے سنگینِ او — یقین بست بر قولِ رنگینِ او

زد از یک سرائے درین خانه خشت — نه اندیشه از دوزخ و نه از بهشت

ز وسواسِ دیو اندرین دیولاخ — خرامنده هر یک بگامِ فراخ

چو برخاست از مردم اُمید و بیم — کجا ماند آئینِ عصمت سلیم

چو رفت از سرِ اسپِ سرکش لگام — نه پویش بهنجار باشد نه گام

۱۰ فلاطون چو بشنید پیغامِ شاه — بپاسخ نشد از زیرکان چاره خواه

ستیزنده پیرانِ یونان زمین — ز رومی در ابرو فگندند چین

کشادند ز اندیشهٔ نابکار — جوابے فرستاده بر شهریار

کز انجا که بینائیِ رائے ماست — سرِ آسمان رتبه پائے ماست

دلِ ما که گشتست دانائے راز — به پرسیدنِ کس ندارد نیاز

۱۵ چه محتاجِ پیغمبرِ دیگریم — که ما بر سرِ خویش پیغمبریم

چراغے نجوید نظرگاهِ ما — خرد بس بود مشعلِ راهِ ما

۷- س ا: به سنگ لاخ

بنورِ خرد رہ بہ یزدان بریم | کہ سوے فرستادگان بنگریم
اگر نهمتِ ما خردمندی ست | خردمند را چارہ خرسندی ست
بدین آہوا رشاہ شیری کند | مگر آہو از سگ دلیری کند
اگر بگذری کارِ ما جنگ نیست | فرو دستیِ چون توے ننگ نیست
۵ وگر با فرو دست گیری ستیز | چہ چارہ گریزندہ را از گریز
چو با زورمندان فتد داوری | گریزندگی بہ ز زورآوری
درین کوہ پایہ بیابان کم ست | گذرگاہِ کشور خدایان کم ست
چگونہ کند بے سپر شکرش | کہ صد لی سراید صبا بر برش
مرا رہ بکوہ و ترا گنج زور | کجا پیل بر کوہ پوید چو مور
۱۰ بہر خانہ چون چاہ بیژن گواست | بہر گوشہ صد غارِ کیخسرو است
مگر شہ گزین سو گر آید ہمی | بمہمانِ کیخسرو آید ہمی
سکندر گر از دستگاہِ چو میغ | ق | بکوہ افگنی راند بر سنگ تیغ
ہم آخر بکارے ستایں کوہسار | کہ بینی کمر بستہ و تیغ دار
کلوخے مبیں خوار کافتد براہ | گزو چون سر آئی بیفتد کلاہ
۱۵ رسانندۂ نکتہ با صواب | چو بشنید گفتارِ خود را جواب
بدرگاہِ اسکندر آمد فراز | شنیدہ سخن را فرو گفت باز

---

۶ - س ل ب - یاوری - ۱۰ - ق آ ب - بہر خانہ - ۱۴ - س ب - کہ آخر سرانرا ستاند کلاہ

جهاندار ازان پاسخ تلخ دام	به تندی فرو ریخت تلخی ز کام

بفرمود تا فوجے از قلب خاص	کنند بسته بر خصم راه خلاص

چنان لشکر اندر رحیل اوفتاد	که موج گذارای نیل اوفتاد

بفرمان فرماندهٔ تاج و تخت	بزرگان بکشتی کشیدند رخت

۵ زمردان کوشندهٔ کارزار	گذارا شد از نیل پنجه هزار

خدنگ افگنانے که هنگام جنگ	نشانند سوفار در مغز سنگ

کمر بسته و ترکش آراسته	چو شیران بصید افگنی خاسته

به تیزی چو در کوهسار آمدند	بدامان کهسار جنار آمدند

بهر سو سوارے ز فرزانگی	همی شد بمردی و مردانگی

۱۰ همی آمد از کوه بے سنگ زیر	بکوه گران سنگ می شد دلیر

فرو جستن از چاره ناچار بود	که ره بر شتابنده دشوار بود

پیاده بهر فرجهٔ کوه و سنگ	همی تاختند از کمین چون پلنگ

همان کوهیان نیز از آهنگ تیز	ستادند در کینه گاه ستیز

نکردند سستی دران کار سخت	فشردند در سنگ پا چون درخت

۱۵ چو مور و ملخ گشته پر شور و شر	ز مور و ملخ بلکه انبوه تر

طرف بر طرف بهر پیکارها	کمینها برون می زد از غارها

۱۱ــ ق وم و س: بـ فرو جستن او را بره ناچار بود ـ ۱۵ــ م: بـ انبوه سر

نشیننده ره دان و آینده گم — بسے سو بسو می کشید اشتلم

همی موے در موے آویخت مرد — چو موے که در یک گره پیچ خورد

دران مو بموپیچشِ بے دریغ — دو وصف همچو دندانِ شانه به تیغ

چنان گشت هنگامهٔ رزم گرم — که خارا شد از تیغِ فولاد نرم

۵ سنان در دلِ سختِ شیران نشست — چو الماسِ پیکان در آهن نشست

اجل عبرهٔ خونِ ایشان نوشت — که سر می درودند و اندام کشت

چنان هر سرِ پشته‌ها کشته گشت — که بر روے یک پشته صد پشته گشت

ز باران بدبینیان که زد تیرِ تیز — همه سنگِ کهسار شد لاله خیز

ز بس خون تو گوئی که کوهِ بلند — ز دل کانِ یاقوت بیرون فگند

۱۰ دو رویه همی رفت تیغِ دو روے — همی گشت یک رویه کارِ دو روے

بکوشید رومی بکین تا به روز — نشد چیره بر دشمنِ کینه توز

چهارم که یونانی انبوه گشت — خس انبه‌تر از سبزهٔ کوه گشت

سپاهِ سکندر نیاورد تاب — ز فیروزیِ خصم شد روے تاب

یکے آن که در کنجِ غار و دره — بسے سر زمین در شد یکسره

۱۵ دوم آن که کوشندهٔ رزم کیش — ازین سوے گم گشت از آن سوے بیش

ز رومی سپاهے که ناکشته ماند — سر و سینه خسته بهر پشته ماند

---

۸ — س ۱: تیغ تیز۔ ۱۰ — م ۲: همی رفت یکرویه کارار دو رو۔ ایضاً۔ ق و س: کارار دو سو۔ ۱۲ — م: آئین تر
۱۳ — ق ۲: بهره۔ ۱۴ — م ۲: ز بے روے

سرانِ سپه اصواب آں نمود　　که وامانده را بازیابند زود

سپه بر رجعت دلیل آمدند　　وزاں چشمِ بد سوے نیل آمدند

نشستند گریاں بر اہلِ رحیل　　زدند اندراں سوگ جامه به نیل

گذشتند از نیل و رفتند باز　　سر افگنده پیشِ سکندر فراز

۵ بسیمرغ گفتند از اندوه و تاب　　ستمگاریِ ماکیاں بر عقاب

سکندر که ملکِ سلیمانش بود　　همه مرغ و ماهی بفرمانش بود

عجب ماند ازاں سختیِ خشم و دل　　که تیرِ سکندر شد آں جا خجل

در اندیشه شد تا چه سازی کند　　که با کرگساں چیره بازی کند

اگر بار لشکر فرستد به جنگ　　روش مشکل ست و گذرگاه تنگ

۱۰ وگر تن زند تاب چوں آورد　　که مور اژدها را زبوں آورد

چو رائیش در دل نیامد درست　　دراں داوری از خضر رای جست

ازاں جا که دانایِ خضر بود　　به پرسنده گفت آنچه خواهش نمود

که هر کارِ دشوار کاید به پیش　　به آسانی آید به هنجارِ خویش

عدو گر به نیرو نگردد خراب　　به نیروے دانش فرو کن در آب

۱۵ پسِ پشتِ کہسار ایں مرز و بوم　　کمرہاے کوه است در پایے روم

سه فرسنگ باشد سطبریِ سنگ　　که او نامیان است در روے زنگ

---

۴ - ق ۲: نشسته سرفراز - ۷ - ق ۱: به چشم - ۹ - م ۲: ز بس

که آن ابنجار بتوان شکست | شود آتشِ فتنه از آب پست

ز سیلے که بر کوه ریزد توان | شود بر سرِ کوه کشتی روان

اگر خصم را عمرِ نوح ست بیش | بطوفانِ نوح افگند رختِ خویش

سکندر که خضرِ رہش وا نمود | رہِ چشمہ می جست دریا نمود

۵ بفرمود باشند سپہ تیز گام | بدنبالۂ خضرِ خضرا خرام

کمر بست بر عزمِ کوہ افگنی | بپولادِ سختی و خارا کنی

بجائے که شد خضر شان رہنمائے | کشادند بازوے زور آزمائے

بتعلیمِ رایش بکار آمدند | بسنگ اندر آہن گزار آمدند

ستون وار کوہے که بر رُوے یافت | ستونے زد و بی ستونے شگافت

۱۰ بہر گوشہ ہیں تا چو فرہاد چند | بہر تیشہ جوئے چو فرہاد کند

بقربِ سہ مہ قلبِ دارا شکن | دران سنگ نابود خارا شکن

رہِ سیل کردند زان گونہ پست | که چون بشکند باز نتوانش بست

بہ نزدیکِ دریا ز کوہے چو ابر | تنک شیشۂ ماند سنگِ سطبر

دران پردہ ہیزم فرو ریختند | زدند آتشِ تند و بگریختند

۱۵ گرفت آتش و راہ در خارہ کرد | بدامانِ کُہ پردہ را پارہ کرد

زنیروے دریا دران سنگلاخ | رہِ سیل شد ہمچو دریا فراخ

---

۱۱ ـ ق ا: بقدر سہ مہ ـ ۱۲ ـ م: رہِ سیل کردند زانگونہ رُست ـ ۱۴ ـ س: وزد

درافتاد سیلاب دریا به کوه — خروشنده شد موجِ دریا ستوه

جهان در جهان موجِ طوفان گرفت — اجل دامنِ فیلسوفان گرفت

نماند اندران غرقِ طوفانیان — نشانے ز یونان و یونانیان

حکیمِ کهن بود در دور و پیش — ز یونانیان علم او سوده پیش

۵ درین ماجرا رازدانِ کهن — بر آبِ دگر ریخت بیرون سخن

که سالے دو صد پیش ازاں آبگیر — بیونان نیایش گرے بود پیر

ز رختِ جهان خانه پرداخته — ز برگِ گیاهے خورش ساخته

خدا داده ره در حضورِ خودش — برافروخته دل بنورِ خودش

شنیده ز غیب آنچه باید شنید — رسیده بجائے که باید رسید

۱۰ هر آن شیشه کز حکمتش دیده جست — بسنگِ کرامت شکسته درست

در خرقِ عادات محکم زده — جنیبهاے معقول را کم زده

حکیمان ز حیرانیِ کارِ او — شده معترف بر نمودارِ او

چو هنگامِ آن در رسیدش فراز — سخن گفت با کاردانانِ راز

که چون من بپردازم از خانه جائے ق — گرایش کنم سوئے دیگر سرائے

۱۵ چهل رس برآرند جائے بلند — بر و قبهٔ چون سپهر ارجمند

درآن قبه سازندم آرامگاه — بجوید کسے سوئے آن خانه راه

---

۶ - م ا: که سالے دو در پیش آن آبگیر - ۱۳ - ق و س و م ا: رفتن - ۱۶ - دخمه

بیابند زاں پس صد و بیست سال | کنند آنچه در خاطر آید سوال
که تا هر یکے راز راهِ صواب | دهم زانچه پرسیده باشد جواب
دراں روز کافتاد دریاے روم | بیوناں و دریا شد آں مرز و بوم
ز صد و بیست سال آخریں روز بود | که میعادِ آں دانش افروز بود
۵ چو بود ایں فسانه خبر بر خبر | رسیده بهر کس پدر بر پدر
بهم گشته بودند پیرانِ عهد | بمیعاد مهدی شده سوے مهد
نشسته بپرسش کشاده زباں | ببالینِ آں خفته پاسباں
نظر داشته تا دراں انتظار | ز پرده چه بیروں نهد پرده دار
طلب می نمودند رازِ نهاں | که طوفاں شد از چار سو ناگهاں
۱۰ همه غرق شد گردش از پیش و پس | همان قبه ماند از بلندی و بس
دراں حیرت اندیشه زن را دِشاں | که اندرزِ دانا شد از یادِ شاں
چو گردید روشن کراماتِ پیر | که گشت اندراں غرقه شاں دستگیر
بدل گشت شاں سرِ کارش درست | که آں روز را دیده بود از نخست
چو بود او پناهِ همه عهدِ خویش | پناهنده را خواند در مهدِ خویش
۱۵ که راهش سوے آشنائی دهد | ز موجِ هلاکش رهائی دهد
یکے گفت کاں وعده کز پیر خاست | اگر راست شد باز جوئیم رهست

---

۱۴ – س: بیوناں و در شد دراں مرز و بوم – ۸ – م ب: نهد

شناسنده گفتش بگوییش و کم | که گفتش بیان وزد امروز هم
سخن بے شک این بود زان نیکرای | که یابی رہائی ز خشم خدای
نه آہسته بود این سخن نزد ہوش | که دو بیست ساله ره آمد بگوش
حدیثے کش آفاق نشنیده است | اگر نشنوی تو غرامت گراست
۵ دہد مرده پند و جہاں بشنود | ولی زنده گو که آں بشنود
عزیزاں که در خاکِ کوئے تواند | بداں خامشی پند گوئے تواند
چو آں پند جویاں شنیدند پند ق | ز خاموش گویاں بہ بانگِ بلند
فگندند سر تا چو پرچاں کنند | گزاں ژرفِ دریا کناره کنند
چو ہنجارِ دیگر نیامد فراز | درِ قبه را پخته کردند باز
۱۰ چہل مرد بود آں که بر قبه رفت | نشستند ازاں جمله بر تخته ہفت
تنومندی از دل بر آورده تف | بدریا سپردند تن جاں بکف
زده دست در آب افتاده پست | ز خود ہر زماں می بشستند دست
ازاں ہفت تن ہم بیک موجِ سخت | چہارے دگر ریخت در آب رخت
سه تن ماند با سینۂ پر فسوس | فلاطون و خرقیل و فرفیلقوس
۱۵ چو شاں آبخور بود باقی ہنوز ق | قدح پر نمیداد ساقی ہنوز
بصد رنج ازاں غوطه گاهِ ہلاک | رسیدند یک روز و یک شب بخاک

۱- م: که گفتش - ۲- م: سخن اینکه این بود کیں سوگرای - ۶- ق.س.م: غریباں - ۹- ق۱: ہنگام
۹- ق.م۲: تخته - ۱۰- م: بنومیدی - ۱۶- س: جرعه گاه

گرفتند ره با دلِ رنج بهر — فلاطون به ویرانه ایشان بشهر
ازین جمله مردم که فرمان نبرد — جز آں هر سه تن چارهٔ جاں نبرد
فرو ماندگاں اندر آں ترس و بیم — نه حکمت بکار آمده نے حکیم
چناں کوه کو تیغ بر سر کشید — بیک لطمه دریاش در ته کشید
۵ شنیدم که چوں کشتی از هر مقام — بداں آبِ رخشنده یابد خرام
تواں دید یک یک عمارت در آب — برآنساں که در آبگینه شراب
ز خاصیتِ آں زمیں سینها — تخیّل کند همچو آئینها
بدل کرد اندیشهاے پدید — که اندیشه نتواند آں جا رسید
ز معنی شود سینه صورت پذیر — ز حکمت در انگیزدش آید ضمیر
۱۰ ازیں چار دریاے گردوں پرست — کزو بینشی در دلِ هر کس ست
بسے کشتیاں کاندریں رود نیل — نشینندہ رانند به حکمت دلیل
چو زیں رود دِه خانه فراتر گذشت — گذشتش ز سر هر چه بر سر گذشت
ز چنداں رونده کزیں ره شتافت — کسے غورِ طوفانِ او در نه یافت
پس آں به که غوکاں دریں جا چنیں — نگویند از موج دریا سخن
۱۵ بیا ساقی آں ساغرِ دلگشاے — ق — که صورت نماے ست و معنی فزاے
بده تا دل از وے مصفّا کنم — دو دریاے معنی بیک جا کنم

---

۲ — س: هیچ کس جاں نبرد — ۷ — ق، س دوم: شود در تخیل چو آئینها — ۱۱ — س: کشتیها

بیا مطرب آں نائے را کن بدست — کزو ارغنونہائے یوناں شکست
چناں تلبش کن کہ عنقائے روم — ازاں باز گوید بہر مرز و بوم

وصیّت بہ موفقاں کہ در بخشش و فاق ید بیضا نمایند
۵ و از آرایشِ کاسۂ تخت نغز مائدہ سنج آرایند و
فرو ماندگانِ صفِّ نعال عین عطلت و غفلت
را در صدر او توا العلم درجات خوانند و از دعوتِ
۱۰ محمّدی نعمت چشانند

چہ والاست دانندگی را سریر — کہ ہر کس نہ گردد بروجائے گیر
بریں پایہ آں کس بر آید بلند — کہ بر تابد از رشتۂ جاں کمند
بکاں کندن آید زر از کانِ تنگ — وزیں کاں بجاں کندن آید بچنگ
کسے دارد از علمِ عالم فراغ — کہ او چوں قلم خوردہ دودِ چراغ
۱۵ خرد مند کیں سکّہ با خویش یافت — بہر دست گہ دستِ خود پیش یافت
ہمایوں کسے باشد از ہوش و رائے — کزیں سایہ میموں شود چوں ہمائے

۲۔ س، ا، ب: سازشے۔ ۲۔ م۲، ب: ازاں راغ

اگر زورمندست و گر ناتوان | بود در همه جای حکمش روان
همه کاروانان بدو رو نهند | همه گوش بر گفتهٔ او نهند
چو رخشنده شد سینه زین آفتاب | دگر تیرگی را نه بینی بخواب
شناسد که در پرده‌ها راز چیست | بهفت ارغنونِ فلک ساز چیست
۵ چرا شکلِ تدویر دارد سپهر | اثر چیست در انجم و ماه و مهر
چرا دارد اختر بیک سو مسیر | چرا عنصرست استحالت پذیر
چرا شد پدر هفت و مادر چهار | چگونه سه فرزند شد آشکار
چو این هر سه زین یک پدر مادرند | چرا این نه مانندِ یک دیگرند
چرا بهتر از جامد آمد نبات | چرا برتر از هر دو شد ذی حیات
۱۰ تنِ آدمی کز جهان برترست | سبب چیست کز همگنان برترست
چرا مردم از بینشِ نیک و بد | خردمند شد دیگران بے خرد
جماد از چه مُرد و نبات از چه زیست | چرا برق خندید و باران گریست
چگونه است جسم و چه چیزست جان | چرا این برهنه است پوشیده آن
چرا جوهرِ جان جسد پیشه نیست | سزاوارِ تقسیمِ اندیشه نیست
۱۵ چگونه کنی حدِّ هستی تمام | دو جوهر چهٔ و هست نقطه کدام
مقولات کاں نزدِ ده[10] افزوں بود [۱۳] | یکے جوهر و نه[9] عرض چوں بود

---

۱۳ - مس ا: ب - چگونه است

چرا جوهر اعلیٰ ز اجناس گشت　　چرا جا نور جمله اجناس گشت

چگونه است در پنج فرد ارتباط　　چسان ست در چار شکل اختلاط

سخن را چگونه دهند اختصاص　　در امکانِ عام و در امکانِ خاص

دلالت چسان ست در التزام　　تطابق کدام و تضمّن کدام

٥ دران حصّه کز جنسِ خود نوع راست　　نشد فصلِ علّت ز بهرِ چراست

چه چیز ست علّت که عقلِ حکیم　　بدین حیله خواند جهان را قدیم

کجائیم ما وین صنم خانه چیست　　نگارندهٔ این صنم خانه کیست

گر این خانه ما راست رفتن کراست　　وگر زانِ ما نیست بودن کجاست

غریبانِ این ره کجا میروند　　چرا آمدند و چرا میروند

١٠ چسان نیر و این تختهٔ خاک را　　که روشن کند رازِ افلاک را

چه روشن دلے باشد اندیشه سنج　　کزین در کلیدے رساند به گنج

در آموز و آن نکته کز راه خود　　شناسد کم و بیش کالاے خود

چو در خود خرد را شناسنده ساخت　　خداوند را هم تواند شناخت

ز هر دانش آن شد پسندیده تر　　کتا ز بیمِ یزداں کند دیده تر

١٥ براهِ خدایت روائی دهد　　ز بندِ غرورت رهائی دهد

---

٢ - چگونه است در شکل و در اختلاط - ٤ - ق ٢: تطابق کدام و تضمّن کدام - ایضاً م: مطابق کدام
٦ - سلیم - ٨ - س ٢: چراست - ٩ - م ١: کجائیم ١٢ - م، س ٢: خویش در هر دو مصراع ١٤ - س: کنی

جز این هرچه خوانند ناخوانده به | قلمهائے بیهوده ناراندہ به
چنان خوان گر حکمتست آرزو | که حجت کنی علمِ او هم براو
نه زان گونه کان تیغ گردن زنی | ز دشمن ستانی و بر تن زنی
بخوان هرچه خوانی ـ ولیکن تمام | که ناپخته نیکوتر از نیم خام
۵ مبین در متاعِ تهی مایگان | که جویند آزارِ همسایگان
بکم مایهٔ ناقص آید به شور | بود قطرهٔ آب طوفانِ مور
بهر نامه حرف از کسے جوے و بس | که با صد هنر بر نیارد نفس
کسے کو بدعوی سخن خواست گفت | مدان راست ار خود همه راست گفت
بسا کس که با جمله معلومِ خویش | زبون آمد از دعویِ شومِ خویش

۱۰ حکایت فلسفی که اول زنخ زد و آخر بر ریش خود خندید

شنیدم که یونانیِ پُرگزاف | همی زد ز دانائیِ خویش لاف
که بالاے گردون و زیرِ زمیں ق | درون و برون و همان و همیں
۱۵ ز هرچه آشکار است یا در نقاب | بپرسید تا باز گویم جواب
یکے گفت بگزار پست و بلند | خبر ده که موے زنخدانت چند

---

۸ ـ م۲ ب ـ مدان خواست ـ ایضاً ـ س ب ـ همه راست

نیوشنده زان موبدِ زمُ سخن | بپیچید چون موے بر خویشتن
دمش یا چنان دعویِ برتمے | بموئے فرو ماند چون پیکرے
سخنهاے ابتر چه گوید کسے | کزان خنده بر ریش بنید بسے

روان کردن سکندر کوهِ بے سنگ را در سنگلاخِ
۵ کوه بطلبِ گوهرِ افلاطون و دریافتن آن گوهر در کمرِ کوهسار
و نگینِ دستگاهِ دولتِ خود ساختن و زیرِ دستِ خود
نشاندن و از پرتوِ معادنِ الناس کمعادن الذهب
۱۰ والفضّه دریافتن

شناسندهٔ حرفِ دانندگی | چنین کرد ازین تخت خوانندگی
که چون بیرون آمد فلاطون ز آب | ق | تنِ خاکی از موجِ طوفان خراب
نبودش سرِ یاریِ مردمان | روان شد سوئے کوه چون بیگمان
۱۵ ز هر بوم برداشت آهنگِ خویش | چو سیمرغ بنشست با سنگِ خویش
دهان از آشام و خور بند کرد | بشاخِ گیا سینه خرسند کرد

۲- م۔ ق۲: بنگری - ۱۲- م۱: نکته - ۱۳- س۱: که آمد چو بیرون - ۱۴- ق: ناگهان

نیاکش گر از پردهٔ راز گشت	به ما زاندراں پرده دمساز گشت
نهانی زکیشِ کژ آمد بروں	سوے راستی شد دلش رہنموں
چناں گشت کوشنده در بندگی	که شد سرفراز از سرافگندگی
زشب زنده داری دلش زنده شد	چراغش چو خورشید رخشنده شد
۵ فروغ از درونش بروں داد تاب	نماند اخترِ روشنش در نقاب
همه مردم از سکّهٔ کارِ او	نمودند رغبت بدیدارِ او
برآمد میانِ همه خاص و عام	فلاطون حکیمِ الٰهیش نام
زنامش که در شهر و کشور رسید	حکایت بگوشِ سکندر رسید
سکندر که بد در خرد پیش ازاں	خبر داشت از کارِ او پیش ازاں
۱۰ که از کاردانانِ نو تا کهن	نیوشنده بود از فلاطون سخن
که بودند نازاں بهر مرز و بوم	بشاگردیش فیلسوفانِ روم
ارسطو کز آں گونه داننده بود	هم از لوحِ او حرف خواننده بود
هوس داشت اسکندرِ کارداں	بدیدارِ آں مردِ بسیارداں
دلش ماند زیں غم بتاب اندروں	که چوں گشت حالش به آب اندروں
۱۵ بیونان نگر چوں بتباهی رسید	کزاں گونه مرغے به ماهی رسید
چو آگاه شد کاں خردپیشه مرد	به آلش خور آمد ازاں آبخورد

---

۲ ـ س ۲ ‌: ـ شده بر دلش راستی رهنموں ـ ۴ ـ م ‌: ـ در هر دو مصراع ‌: گشت بجاے شد

هوس کرد کز سکهٔ سنگ و سیم ‏— زند بر محک کیمیاے حکیم

بهمدستی خویش راهش دهد ‏— بهمزانوئی دستگاهش دهد

نهد سنگش اندر ترازوے خود ‏— کند وزنش از زورِ بازوے خود

فرو برد از ان جانِ حکمت شناس ‏— نهان خانهٔ حکمتش را قیاس

۵ خیالاتِ خامش از سر کم کند ‏— به برهانِ عقلیش ملزم کند

دلش کز هوا تیرِ نمرود بود ‏— بکیش برهمیش آرد فرود

فرستاد پنهان بلیناس را ‏— که از کان برون آرد الماس را

بفرمانِ فرمانرواے جهان ‏— روان گشت دانا چو کار آگهان

نشان جست و سوے فلاطون شتافت ‏— نشیننده را از نشان باز یافت

۱۰ پیامِ سکندر بدو گفت باز ‏— که مار است سویت بدیدن نیاز

سزد گر گرانی بهمانِ ما ‏— ز دانش دهی بهرهٔ جانِ ما

ز اندیشه دادش فلاطون جواب ‏— که ذره ندارد سرِ آفتاب

من اینجا که گشتم ز دل گوشه گیر ‏— ز غوغاے عالم شدم گوشه گیر

که تا چون ز دانش گرفتم درے ‏— نکوبم بخواهش درِ دیگرے

۱۵ چو همت بود بردرم پرده دار ‏— سکندر نیاید درین پرده بار

چو درویش با شاه جوید نشست ‏— عنانش از سلامت بباید گسست

---

۱۴ - سل : "که تا چون کشادم بدانش درے" - ایضاً - م : "که تا چون بدانش گرفتم درے"

چو یارِ سلیماں ہوس کرد مور — شود کشتہ در زیرِ پاے ستور

چو گنجشک خواہد کہ بریاں شود — طلبارِ گندم بسلطاں شود

بشہ گوئی کاے منظرت نوردار — گدا را دریں گوشہ معذور دار

مرا نے نیازِ کم و بیشِ تست — ترا گر نیاز ست در پیشِ تست

۵ فرستادہ کوشش فراواں نمود — نیوشندہ را رائے رفتن نبود

بلیناس چوں دید کاں ہوشمند — کند وقتِ خود را بخود ارجمند

بشہ باز شد در جبیں خاک رفت — شنیدہ سخن یک بیک باز گفت

چو شہ رغبتِ دیدنش بیش داشت — ق — دل اندر پئے رغبتِ خویش داشت

سبک بارگی جست و بر داشت راہ — بہ برجِ عطارد رواں شد چو ماہ

۱۰ نہ بود از بزرگاراں بدنبال کس — جز از ہوشمنداں تنے چند و بس

سرِ کوہکن سوے کہسار کرد — بکوہ آمد و رہ سوے غار کرد

چو در غار شد کرد مرکب رہا — بغار اندروں رفت چوں اژدہا

دراں اژدہا خانۂ مار پیچ — بجز مارپیچاں نمی دید ہیچ

بسے اژدہا زیرِ پا کرد پست — کہ تا یافت بر گنجِ پوشیدہ دست

۱۵ نگہ کرد در کنجِ آں تنگ نائے — فرشتہ وشی دید ہر دم نماے

گلیمے در آوردہ در گردِ دوش — خزیدہ چو روباہِ پشمینہ پوش

---

۶ — ن۲: بہ زخلق

کسے کنجش اندر سفالینہ خُم ‌‌ ‌ کلیدِ زبان در دہان کردہ گم

مبرّا شدہ دل ز غم خوردنش ‌ ‌ ‌ مصفّا شدہ تن ز کم خوردنش

رگ اندر تنش رونما از صفا ‌ ‌ ‌ نمایندہ چون رشتہ در کہربا

ز تابِ رُخ روانِ دُرافشانِ اُو ‌ ‌ ‌ حکایت کنان روے رخشانِ اُو

۵ چو سیماے شہ دید برخاست زود ‌ ‌ ‌ برسمِ بزرگان تواضع نمود

پس آنگاہ گفت از دلِ عذر خواہ ‌ ‌ ‌ دعاے سزاوارِ تعظیمِ شاہ

بپرسید کاقبالِ شاہِ جہان ‌ ‌ ‌ بدین سو چرا رنجہ شد ناگہان

چہ آورد بر صعوہ سیمرغ زور ‌ ‌ ‌ کجا پیل گنجد بسوراخِ مور

بلے نبود از کارِ مہتاب دُور ‌ ‌ ‌ کہ ویرانہ را فروزد ز نور

۱۰ جہاندار فرمود کز دیر باز ‌ ‌ ‌ بدیدارِ تو بود مارا نیاز

بسے آرزو داشت راے بلند ‌ ‌ ‌ کہ گردد ز دانائیت بہرہ مند

کنونم کہ آن آرزو دست داد ‌ ‌ ‌ سرِ گنجِ پنہان بباید کشاد

چو دانست دانائے دریا قیاس ‌ ‌ ‌ کہ آمد خریدارِ گوہر شناس

بمہمان نوازیش بگرفت دست ‌ ‌ ‌ نشاندش بہ تعظیم و خود ہم نشست

۱۵ سخن را ز ہر پردہ ساز کرد ‌ ‌ ‌ ز رازِ نہان پردہ را باز کرد

بہر باز پرسی کہ شہ مے نمود ‌ ‌ ‌ حکیمش باندیشہ رہ مے نمود

۱- م: بسی۔ ۳- م: دل اندر تنِ او نمایش از صفا۔

نخستش به پرسید کاے گنج راز — ازیں گوشہ گیری چہ داری نیاز

جہانے پُر از آرزو در ضمیر — بہشتے گیا چوں شدی خود پذیر

چو گیتی پر از بانگ و آوائے ست — چنیں تنگ غارے چہ پا والیست

سبب چیست دست از جہان داشتن — جہانے بکنجے نہاں داشتن

۵ کند دیدۂ عقلِ بینندہ کور — بگور اندروں زندہ رفتن چو مور

بداں چہ آدمی را نوائے خوش ست — نشاطے و خور و سے و جائے خوش ست

چو زینہا کسے بہرہ مندی نہ برد — چہ فرق ست از و تا بداں کس کہ مُرد

نگیرد چو در بوم آباد جائے — نہ سیمرغ کار آید و نے ہمائے

چو مُرغانِ دہ یاد کن خانہ را — رہا کن پئے بوم ویرانہ را

۱۰ سزد گر سوئے مہدی آئی زمہد — کنی ہُدہُدی با سلیمانِ عہد

بروں آئے ازیں غار چوں اژدہا — وگر غار گنج ست ہم کن رہا

گرت دل بریں گفتہ گیرد قرار — کہ بخرامی از غار یا یارِ غار

بدستوریِ خویش دستت دہم — بہمدستیِ خود نشستت دہم

ارسطو کہ جز رائے والاش نیست — تو ہمتاش باشی کہ ہمتاش نیست

۱۵ بسیم آرزو بود کاندر نشست — نشانم دو دستور را در دو دست

کنونم کہ آں آرزو دست داد — مدہ آرزو را ز دستم بباد

[illegible] ۶: از نام ۔ ۹ سس ۱: مُرغانِ خوش ۔ ایضاً سس ۲: بسپس این

فلاطون چو بشنید گفتارِ شاه — فرو شد بکارِ خود از کارِ شاه
برون داد پاسخ بہ شرمندگی — کہ اے از تو آفاق را زندگی
ازاں جا کہ رسمِ جہانداری ست — جہاں را ہمہ از چو تو غمخواری ست
کسے کو غمِ جملۂ عالم خورد — ز تیمارِ یک تن کجا غم خورد
گرم از نوازش کنی سرفراز — عجب نیست زاں خلق کہتر نواز
توانم کہ من نیز از اقبالِ شاہ — بگردونِ گرداں رسانم کلاه
زہے دولتِ ذرّہ کز تفت و تاب — رود پای کوباں سوے آفتاب
چو حربا بخورشید بیند ز دور — گراں چشم باید شود غرقِ نور
ولے گشت با غم خزاں یافتہ — کہ بو رشد از وے عناں تافتہ
درختے کہ بے آب شد رودِ او — دہن خوش نگردد ز امرودِ او
چو کالا کہن شد چہ جوییم سپاس — کہ نرزد حجے نزدِ کالاشناس
نماند آں شگوفہ بہ گلزارِ من — کہ آید بداں بو خریدارِ من
چہ جنبانی آں نخل بن را بہ زور — کہ شد خارِ او تیر و خرماش گور
چو شاخِ تہی را کنی سنگسار — ز بالا ہماں سنگ بارد نہ بار
نگوییم بدستوریم شاد کن — کہ دستوریم بخش و آزاد کن
سرم در سلام آمد از جاے خویش — بجز خیر بادم چہ ماندہ ست پیش
شبم روز شد روزِ من شب کنوں — عناں چوں سپارم بمرکب کنوں

شب از خانه بیرون نرفتست کس　　که کوروده دزد شد یا عسس
نه شبدیز را روز رهواری ست　　نه شب کور را راهِ شبکاری ست
ز پرواز کاہل شد این مرغِ پیر　　ازان گشت چون شپّرک گوشه گیر
بود شپّرک نی کبوتر بود　　که پرّنده خوانی و بی پر بود
۵ چو بی دست و پا شد تنِ دیرپای　　چه بیهوده خود را نهم دست و پای
ببین مار کز کوشش آید برنج　　به بی دست و پائی دود سوی گنج
نه هر واژدها باشد آن کز نورد　　کشد دست و پا چون شود سال خورد
همان کِرم کز گوشها می خزد　　ز بسیاریِ دست و پا می خزد
مرا گاه آن ست ازین جویبار　　که در خود کشم دست و پا همچو مار
۱۰ نه غوکم که از شوخی و چشمِ باز　　کنم دست و پا بر هر آبی دراز
پشیمانم از هرچه زین پیش رفت　　که کاری نه بر واجبِ خویش رفت
کنونم که هنگامِ عذرآوری ست　　همان پیشه گیرم نه از داوری ست
بکارِ جهان چاره چندان خوش ست　　که از لذّتِ عیش دندان خوش ست
حواصل نگر جمله کام و شکم　　که بی رنجِ دندان کنم ملتقم
۱۵ چو بیکار شد معده ز آشام و خورد　　چه باید هوسهای بیهوده کرد
بهنجار باید دو تن لقمه گیر　　یکی خورد خورد و دگر پیر پیر
چو مشکم ولایت بکافور داد　　ز طبعت کنون نافه نتوان گشاد

---

۹ ـ ق۲ : باخته وار ـ ۱۷ ـ ق۲ : زطیبت

چه فرمائی آشوبِ عالم مرا | چه بر دل نهی عالمِ غم مرا

دلے را که گشت آشنای نیاز | چه خوانی درین شهرِ بیگانه باز

بسے کرده ام بیزش این خاک را | برش نیست جز خار و خاشاک را

مبین گل که حالی دهد بوے مشک | که روزِ دگر کاه برگیست خشک

۵ بران سبزه کو خوشتر اندر بهار | چو بینی خسے باشد انجام کار

کدام ست کو رزقِ عالم نخورد | ازین چند روزه بقا دم نخورد

ز دم خوردن آن کس که دلشاد ماند | دهن خالی و سینه پر باد ماند

اگرچه دمش من هم افزون خورم | ولیکن چو دریافتم خون خورم

چو بشناختم رازِ گردون تمام | بدین پختگی چون شوم باز خام

۱۰ شرابش که هم از دل فراموش باد | مرا تلخ شد شاه را نوش باد

سکندر که با دانش و داوریست | خبر داشت کانچه او برون دهیست

نشد سخت گیرش بکارے که داشت | زبان نرم کرد از شمارے که داشت

بدو گفت کارے ز رائے بلند | توقع همین باشد از هوشمند

ولیکن مرادِ من این بود و بس | که پیچید با تو بر آرم نفس

۱۵ ز دانائیت بهره پر بر هم | ز دریا صدف و ز صدف دُر برم

چو تو داشتی صحبت از ما دریغ | تواضع ز تو نیست ما را دریغ

گر از زحمتِ ما نیائی ستوه | کنون پیچ ما و دامانِ کوه

نه آں پادشاہم من از کبر و جاہ | که تعظیم دانا ندارم نگاہ
کسے کو خرد را بود جوہری | به بندد در اکلیلِ اسکندری
به از ملکِ من دانشت در ستیز | که ایں عاریت باشد آں خانه خیز
نکو رو که زیور نه بندد بدوش | بسے بہتر از زشتِ پیرایه پوش
۵ کسے کش بگنجِ خرد رہ بود | اگر گنجِ زر جوید ابله بود
دلت گوہرِ نکته گنج آگنے ست | چه محتاجِ گنجینهٔ چوں منے ست
ترا چوں جہانی ست در دل نہاں | کجا سر در آری بشغلِ جہاں
چنانی به فرہنگِ خود سرفراز | که دولتِ ما نداری نیاز
نیازِ تو گر یافت از ما تمام | بتو ہست ما را نیازِ تمام
۱۰ به ہیں پایه چوں دُ اختر بتو | که محتاج باشد سکندر بتو
سزد گز درونِ چو دریا دُمیغ | ز تشنه نداری زلالے دریغ
دلم را ز نزلے که بر خوانِ تست | بده گرچه ناخوانده مہمانِ تست
درآموز آں نکته را اندرز و پند | که اینجا و آں جا بود سودمند
درآئینِ ملکم روائی دہد | در انجامِ کارم رہائی دہد
۱۵ نہادست تاجِ مبارک مرا | ہمه بارِ عالم به تارک مرا
رہم پیش بارِ گراں بر سرم | بگو کیں گرانی بسر چوں برم

---

۱۴ — سل: حکم

طریقے نما از خبر داشتن | که تو انم این بار بر داشتن
بخشنودیِ کردگارم در آر | که خشنود باد از تو هم کردگار
حکیم از چنان خواهشِ بیکران | برون جست دشمن چو تیر از کمان
بپوزش گری گفت کاے کدخداے | ترا راست گویم به فرهنگ و راے
۵ همه خسروان را ابیلِ ضمیر | سخن خوش نیاید مگر داژگیر
بگیتی تو آن پادشاهی و بس | که خشنودیِ خلق خواهی و بس
نگر تا چنان فرخ آئین بود | کسے کآرزوے دلش این بود
چو این در تو بے گفتِ کس میزنی | بگفتن چه محتاجِ پندِ منی
ترا نامه کاردانی بجیب | زتلقینِ اقبال و توفیقِ غیب
۱۰ به آموزیت گر سرِ سوزنیست | چه اندازه دانشِ چون منیست
مه از نور اگرچه شد بے فراغ | نه از کرمِ شب تاب خواهد چراغ
چو خورشید تاب از سها وام خواست | اگر صبح بر وے بخندد رواست
دلے مهتران را که میلِ کسیست | به کهتر نوازی بهانه بسیست
مرا هم چو فرمانِ شه بردنیست | بهم بارِ گردن که آن کردنیست
۱۵ اگر مایه کم دارم و گر شگرف | کشم قطرهٔ پیشِ دریاے ژرف
دمے رنجه کن سوے گوینده گوش | نکو خاص فرماے و بد را بپوش

---

۲ - م[۲] ن: که خوشنود باد - ۱۴ - س[۱] ل ن: مرا چونکه فرمانِ شه بردنی ست - ۱۶ - د م: زنده کن

زمام دادنِ فلاطون ناقۂ معقول را از زیرِ دستِ محملهای استوارِ عقلی و سکندر را ریاضتِ مغارۂ تجاربِ تعلیم کردن

نخست آں چہ فرض ست بر شہریار | ہماں شد کز ایزد بود ترس کار
۵ بہر شادمانی و تیمار ہا | بہ یزداں حوالت کند کار ہا
چو تیرے زند جانِ بدکیش را | بہ بیند توانائیِ خویش را
دگر خوردہ زخمے بر و تیر ظن | ز ناوک رسائی بہ ناوک فگن
وزاں حضرت از راہِ دانندگی | کند چوں دگر بندگاں بندگی
بہ نیرنگِ ایں پنج روزہ خیال | کہ ناداں نہد نامِ او ملک و مال
۱۰ نیندازد اندر سر آں بادرا | کہ زد لطمۂ فرعون و شدادرا
نہ شاہی ست کز ماہ تا ماہی ست | در بندگی زن کہ آں شاہی ست
ز ملکِ خدا دادہ دل شاد کن | ز مادر چہ آوردۂ یاد کن
چو دادست خدا آں چہ داری بدست | خدا را پرست و مشو خود پرست
چو دانی کہ ایزد پرستی ست کار | نظر سوے ایزد پرستاں گمار

۹۔ نسل: بندہ جاہ

بہر کار از اں کس طلب یاوری | کہ دارد نہاں با خدا داوری
توئی گرچہ شاہنشہِ روم و زنگ | مگر تا نداری ز درویش ننگ
کہ گرچہ او چو گل ژندہ پیراہن ست | ولے بوے او از دگر گلشن ست
در آں بزمِ شاہاں چہ معنی بود | کہ بوئش ز مردارِ دینی بود
شہے کش ولایت ہمہ عالم ست | ز درویشِ صاحب ولایت کم ست
بسا پشم پوشے کہ اندر جہاں | جہانی ست در زیرِ موئش نہاں
ہر آں نافہ کافزوں بود بوے او | چو آہو بود چرمِ آہو برو
مبیں چترِ شہ کاں برائے شہ است | کزو بوریائے گدائی بہ است
نہ آں ست درویش مردِ خدائے | کہ بہرِ درم پیشِ شہ شد بپاے
بسیلیش پشمینہ بر کش ز دوش | کہ پوشیدہ دزدے ست پشمینہ پوش
مبیں کاں گلیم ست تن پوشِ او | کہ آں دامِ مال ست بر دوشِ او
چو دامے کہ بر داشت ماہی فروش | ز بہرِ درم ہاے ماہی بدوش
ہم از دامِ ماہی دل ایں نکتہ بیخت | چو ماہی کہ بر داشت آتش بریخت
فقیرے کہ نان از درِ شاہ جست | بباید ز آبِ خودش دست شست
بہشتی بود شاہِ درویش خواہ | کنشتی ست درویش در کوے شاہ
مدد زاں گدا جوے در نیک و بد | کہ از بادشاہاں بجوید مدد
ازاں دیگ نوشت فراموش باد | کہ تو میخوری او کند نوش باد

کسے کو بہی جہدِ شاہاں کند — نہ اندیشۂ نیک خواہاں کند

فریبندہ دزدے بود رخنہ جوے — کہ افسون دہد پاسبان را بگوے

شہے کو خود از شہر می شد خراب — ازو کے عمارت شود خاک و آب

زہی دورِ شاہنشہ روم و رے — کہ عالم درو غرق - او غرقِ مے

۵ بود بر ملک تکیہ ہر کہ ہست — ستوں چوں بنقید شود خانہ پست

کسے کز خود آگہ نباشد دمش — چہ آگاہی از جملۂ عالمش

جہاں گرچہ خالی ستاز دشمناں — مدہ تا توانی بعشرت عناں

ہوس گر گدائی کسے را کم ست — ہوسناکِ شاہی ہمہ عالم ست

چو از می سرِ خواجہ شد در سلام — کند بندگی خیر باد از غلام

۱۰ چو سیل آمد و برد فرزانہ را — عمارت کند دیگرے خانہ را

بگویم کہ خمخانہ را بند کن — بہ ناں پارۂ معدہ خرسند کن

کس این خود نگوید بشاہِ جہاں — کہ مطلق بشو زیں حلاوت دہاں

ولیکن چناں خور گرت در خورد — کہ تو مے خوری نے ترا مے خورد

چو در جانش جا سازی از دستِ خود — مشو مستِ او بل کنش مستِ خود

۱۵ چناں بادہ خور کز زبر دستیت — بہ از ہوشیاری بود مستیت

بود می زبر دستِ پیر و جواں — تو بر وے زبردست شو گر تواں

۷- ق دم اینہ شد

چو شد کار فرمای مارای تو — چرا می بود کار فرمای تو

مئی خور که بخشی ز رو بارگی — نه آن می کت آرد بخونخوارگی

باندازه خور می که کار آیدت — نه چندان که فردا خمار آیدت

بخور گر بمردی عنانت کشد — رها کن چو دل بر زیانت کشد

۵ شکم را سپار آبِ حیوان بهشت — ولیکن مریز آبِ حیوان زشت

نه دولابی از جنبشِ بی سکون — که بستانی و باز ریزی برون

نگر کانچه دولاب در جوی ریخت — کز این سو برآورد زان سو بریخت

چو هر جا که مردی پرستارِ پست — تو زن را پرستی نه بی رای سست

سرے بایدت تن بخونابه کن — زره بستر و تیغ همخوابه کن

۱۰ چو خواب آیدت بر سرِ تختِ خود — بیاموز بیداری از بختِ خود

تو بیدار باش آشکار و نهان — که از پاست آباد خسپد جهان

مکن هر چه عالم خورد غم ز تو — تو در خواب بیدار عالم ز تو

چو شه را ز دشمن یکے صد بود — کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود

چو بیداریِ دشمن از راه خاست — تو نیز از زمانی بخسپی رواست

۱۵ چنان خسپ روزے که خسپی بسے — که خوابِ پریشان نه بیند کسے

بخسپ و بخوابِ جوانی مخسپ — وگر خود توان تا توانی مخسپ

---

۱۶ ـ م۲: وگر خود توانی تو هرگز مخسپ

حکیم آن سخن را نه بر هرزه گفت | که شد فتنه بیدار چون شاه خفت

اگر شحنهٔ شهر خسپد خراب | بیک گوشمالش برآور ز خواب

وگر سگ نکو پاسبانی کند | شکم پر کنش تا شبانی کند

ببزم آن که مست ست هشیار کن | طرب با حریفانِ بیدار کن

دلیران بوند ارچه اندازه بیش | مکن دور دانندگان را ز خویش

چو خواهی که کم گردی اندیشمند | ز اندیشهٔ زیرکان گیر پند

چو پیش آید اندیشهٔ کارزار | بزرگهای اندیشه را پیش دار

به پرتاب داری رسد زخم تیر | بود تیرِ اندیشه آفاق گیر

بد انسان شو از کینه در کینه خواه | که نے تیغ رنجه شود نے سپاه

بمشت اندرون تیغ را جای کن | ولے رای را کار فرمای کن

ز آئینهٔ رای بینی جمال | در آئینهٔ تیغ نبود خیال

مکش سر ز رایے که خنجر زند | که پیلِ حرون بر صفِ خود زند

ورت دل ز یزدان بود زورمند | نه ئی نیز محتاجِ رای بلند

توکل ز پیش ست و لشکر ز پس | فرس زیر و نیزه بدنبال بس

علم خسروان را اگر از پس بود | علم در پیِ شیر دم بس بود

چو قادر شدی چیره را ریز خون | مزن دشنه بر بستگانِ زبون

بده تیغ را بر سیاست زبان | که آهسته باید بخون هرزبان

بجان این مثل زندگانی وه است — که جان بخشی از جان ستانی به است

چو فیروزئیت باید اندر مصاف — بکن گردِ خرگاهِ دلها طواف

برآر از رهِ لطف گردِ ہمم — باندازهٔ کار گردد ہمم

به تیمارِ خدمتگران کن بسیچ — ز بد خدمتان نیز دامن مپیچ

۵ اگر شیرِ بیدار پروردنی ست — گران خواب را نیز غم خوردنی ست

سپهدار باید خداوندِ تخت — که بی برگ برکنده باشد درخت

شهی کو ندارد سپه پروری — فرو افتد از پایهٔ سروری

ز لشکر بود زورِ شاهنشهان — که یک تن به تنها نگیرد جهان

مشو سخت گیر از خداداده — که گردد غلامِ تو آزاده

۱۰ بمردی کند خدمت بنده وار — ولی رایگان جان دهد وقتِ کار

شنیدم که از کار پرداختن — کم آرام دارد سر از تاختن

چو لشکر ز فرمانِ شه یافت زور — ق — رود گرچه بگیر بسوراخِ مور

ولی این ندانی که در اتفاق — نه زیباست تکلیفِ ما لایطاق

شنابنده را هست آخر ستاد — که خاک ست فرزندِ آدم نه باد

۱۵ ترا با دو پا پای زاندازه بیش — ببندیش از آن لاشه پشت ریش

ترا بارگاهِ بریشم طناب — خبر نه از آن سوزشِ آفتاب

---

۸ - ق ۲ ب - زتنها نگیرد - ۱۱ - کم آرام گیرد سر از باختن

ترا توشه‌دان پُر ز حلوائے تر | نظر کن به بے توشۂ راه بر
چو گنجینۂ صد ولایت تراست | هنوزت دویدن ز بهرِ چراست
نه رنجی که بر سینه بار آیدت | باندازۂ کن که کار آیدت
کسے رنج در حاصلے چوں برد | که از رنج او دیگرے برخورد
۵ خوش آں کیں ورق را چنیں داد پیچ | که نگذاشت از بهرِ بیگانه هیچ
جهان چوں خیالے ست آئینه بست | که بنماید اما نیاید بدست
اگر بادشا کامِ عالم گرفت | ق | وگر بے نوا بهرۂ کم گرفت
چو از بهرِ فردا نبردند ساز | جهان دیده نادیده گشتند باز
یکے خورد در خواب نان و کباب | یکے را نیامد خود از فاقه خواب
۱۰ چو طبع از دروں راحت افزا بود | نشب هر دو را فاقه برجا بود
چو در خواب ساغر خورد باده خوار | اگر مستیش نیست باشد خمار
متاعِ جهان ست بادِ رواں | گره بر زدن باد را چوں تواں

حکایت مستے که از انبان نشیب با دحاصل کرد و بباد داد

۱۵

شنیدم یکے را ز اهلِ نشست | که بادے ز زندانِ نوشنده جست

۱- ق۲:- باربر- ۳- م- ق۱:- زنجتے که- ۱۰- م- ق۱:- آتش

بخندید دزدیده رندی چو برق ‏ ‏ ‏ ‏ بخوے شد نشیننده چوں ابر غرق

بپرسید ازاں تندِ ہنگامہ جوے ‏ ‏ ‏ ‏ کفے بست دادش کہ با کس مگوے

ستد رند و دادش بباد شمال ‏ ‏ ‏ ‏ رساننده گفتش چه بود این خیال

چو لبے بصد شوخیش باز داد ‏ ‏ ‏ ‏ کہ باد آمد و دادش ہم بباد

۵ ہر آں کس کزیں حجره باز رفت ‏ ‏ ‏ ‏ تہی آمد و ہم تہی باز رفت

چہ باید گرفت از نشیب و فراز ‏ ‏ ‏ ‏ کہ می بایدآں را رہا کرد باز

چو خورشید باید جہاں گیر داشت ‏ ‏ ‏ ‏ کہ ہر روز بگرفت و ہر شب گذاشت

مگس ہم نشیند بہ پشتِ کلنگ ‏ ‏ ‏ ‏ ولے کی چو شاہینش دارد بچنگ

چہ پیچی دریں چار گوشہ سرائے ‏ ‏ ‏ ‏ کہ جز چار گز را نہ کدخدائے

۱۰ چو یک مشتِ خاک آدمی را عطاست ‏ ‏ ‏ ‏ زمیں جملہ در مشت جوید خطاست

کہ دارد چناں دستگاہِ فراخ ‏ ‏ ‏ ‏ کہ در مشتِ او گنجد ایں سنگلاخ

کساں کاندریں کوے رہ داشتند ‏ ‏ ‏ ‏ فراواں گرفتند و بگذاشتند

چو زیں جا نہ بردند آں جا بہی ‏ ‏ ‏ ‏ گذشتند ازیں جا و آں جا تہی

بسیاسے تست آں نمودارِ بخت ‏ ‏ ‏ ‏ کزیں ہر دو بستاں برآری درخت

۱۵ چو ایں را سراسر گرفتی بہ عہد ‏ ‏ ‏ ‏ کنوں کوش کاں نیز گیری بجہد

چو در دخمۂ خاک جا کردنی ست ‏ ‏ ‏ ‏ رہا کن رہے کاں رہا کردنی ست

۱- س۱ : بخندید - ۱۰- س۲ : خوهد

رهی پیش گیر از خرد پیش از آن — که دریابی آزادیِ خویش از آن
چو جان نیست با جانستان زورمند — ازین شور و غوغای بیهوده چند
چو یکدم همه باد و دم عالم است — چرا این همه باد از آن یکدم است
بساغرّه کز مردن ایمن نشست — که تا چشم بر هم زنی دیده بست
۵ اگر تاجداری و گر سرفراز — بتاج و سرِ خویش چندین مناز
که یک صدمه زین باغِ نیلوفری — رباید سر و تاجِ سر بر سری
چو دانی که حربِ فلک گردنی ست — کله کز منه چون قفا خوردنی ست
جهان خور غمِ زندگانی مخور — فریبِ جهان تا توانی مخور
نشاید بدین ملک خرسند بود — به بین تا چو تو در جهان چند بود
۱۰ چه نازی بدان تختِ شاهنشهی — که از تاج و رخواست ماند تهی
چو هست آدمی را گذر در مغاک — چه اسکندر و چه یکی مشتِ خاک
مگر در دیگر دونت از یاد برد — که تختِ سلیمان چسان باد برد
شنیدستی آخر که بهرامِ گور — بدنبالهٔ گور شد چون بگور
نخواندی که کیخسروِ تاجدار — چسان رفت در غار بی یارِ غار
۱۵ بکاوس کو بر فلک شد ببین — فلک بین کز آنجاش زد بر زمین
بضحاک بین تا چه زمان رسید — که از کامِ ماران بکرمان رسید

---

۱۰ - ق[۲]: ماندن - ۱۳ - چون شد

چه حسبی درین خانهٔ فتنه سنج   که دزد آشکارا فرستد به گنج

نه بی دزد کز تیغ جاری زیان   سر شحنه و شهر با پاسبان

توان نقب هر خانه دیدن بسی   ولی نقب زن را نه بیند کسی

ازان دزد این خانه منظور نیست   که در چشم خلق از خرد نور نیست

۵ کسی کز خرد هست بینای کار   نهانی همین بیندش آشکار

تو گر یابی این بینش اندر نهان   دگر دل نه بندی بکار جهان

نیفتی چو طفلان درین کهنه دیگ   که ماند از پس مردمان مرده ریگ

زمین هر چه داری بدان دل نهی   نه هر روز رختی بمنزل نهی

بملک این قدر ضبط باید نهان   که آگه بوی زو چو کار آگهان

۱۰ چو یک خانه را کس نداند شمار   چه باید زدن پنجه بر هر دیار

جهانگیری ارچه جهانخواری ست   ولی پادشاهی جهانداری ست

جهانگیر همچون جهاندار نیست   کمان کش مخوان چون کماندار نیست

همین فرق شد در دو صاحب کلاه   که این پهلوان ست و آن پادشاه

نه آسان ست بر تخت ره داشتن   جهان را بیک تن نگه داشتن

۱۵ ز شاه ارچه نعمت پیاپی بود   به از ایمنی نعمتی کی بود

چو خورد از بزرگان ندارد امان   رعیت همان ست و سلطان همان

---

۷ ـ ق ۴: مردگان

اگر سایه بان سایه ندهد بسے   چرا زیرِ دستش نشیند کسے

ازان خیمهٔ پاره بگسل طناب   که نبود پنه زابر و از آفتاب

گر امروز موئے زایوانِ تست   بمحشر حسابش ز دیوانِ تست

چو از شرق تا غرب فرمان تراست   به بین عهد چند جیوان تراست

نه از هوشمندی ست فرزانه را   میانجی شدن نزلِ بیگانه را

چو مرد آید از بارِ یک تن زبون   ز بارِ جهانے کے آید برون

پس آں به که در بحر و بر داشتن   بواجب بود بار بر داشتن

گر امروز نه بود ز فردا هراس   چه نیکو ترا دولتِ بیقیاس

چه آزاد مرغی که از بیش و کم   خورنده ندارد بجز یک شکم

شنیدم همه جانور کز زمی ست   به پرسش نه در عهد چوں آدمی ست

ددو دام کافزوں و کم می دوند   بجز دوری یک شکم می دوند

ندارد بجز آدمی ایں شمار   که یک تن دهد طعمهٔ صد هزار

اگر گرم خیزست و گر خفته خیز   کس از بیم نانے ندارد گریز

چو شاهی کسے را بدورانِ خویش   مخسپاں شکم خالی از نانِ خویش

بکن شکر آں را که در روزگار   تو لقمه دهی و جهاں لقمه خوار

بواجب چناں ده قرارِ حشم   که افزوں دهی زانچه گفتن نه کم

کسے را که دولت دهد پایهٔ   به از راستی نیست پیرایهٔ

شه آں به که از راستی دم زند | که کس نالش از راستاں کم زند
چو دریاے جوشنده گرد سراب | خورد تشنه از دیدهٔ خویش آب
دم صبح کاذب بود زود میر | ولے صبح صادق شد آفاق گیر
اگر سکه قلب شد خانگی | بد طالع نهد مهر بیگانگی
۵ ز بهر زبردست باشد غرور | بزور آر نمائیش ماری بزور
چو این فتنه بازیردستاں کنی | چرا دعوے پوردستاں کنی
بهر پایه ده راستاں را تواں | مجک نه به پیشانی کژدماں
مکن جز تراوه بشغل احمند | که تا در نیاید بدولت گزند
چو خس را در افگند در دیده کس | ز خود بایدش گریه و نے ز خس
۱۰ چو کردی کسے را بجود راه ده | ببندیش و بنماش آن گاه ده
کسے کو زبردست بر زیردست | که در زیردستاں نیاز دست
اگر سنگ بر سینه دارد ستیز | ببندان آهن کنش ریز ریز
ور آهن کند سنگ را پست و نرم | بسختیش را انگشت گرم
عواں چوں رسد عامل بر زن بست | فغاں نے ز نشتر ز نشتر زن است
۱۵ چو سگ در رمه گشت بزغاله گیر | شباں گو بسگ زن نه بر گرگ تیر
چو خوں ریز خلق از سپاهاں بود | دیت بر سر پادشاهاں بود

---

۱ ـ س ۲ : بانگ بر ـ ۵ ـ م ۲ : آزمائیش ـ ۶ ـ م ۲ : کژدواں ـ ۱۰ ـ م ۱ : خود ـ ۱۲ ـ س وم : شیشه

مکن کدخداوندِ سلطاں فریب　　　که مال او به بر تو باشد حبیب

نهادے که ماند ز خونخوارگاں　　　بود دست بر دستِ ستمگارگاں

بانصاف نه سکّهٔ دادها　　　ستم را ببند از بنیادها

چه رانی ز دادِ فریدوں سخن　　　تو تو باش گر شد فریدوں کهن

۵ چه تازه کنی نوبتِ پیش را　　　بده تازگی نوبتِ خویش را

بزرگاں که دادِ دهش داشتند　　　نبردند بهرِ تو بگذاشتند

چناں نه تو ایں رسمِ پایندگاں　　　که بگذاری از بهرِ آیندگاں

بعهدِ خود آں تعزیه کایستی　　　که در عهدهٔ دیگراں نیستی

ترا باید از باغِ خود بار جست　　　دو جو بر تو گر کشتِ دهقاں برست

۱۰ چناں باش کائینِ تو در جهاں　　　شود سبقِ تعلیمِ شاهنشهاں

شهے کو شد از رسمِ تو پایه گیر　　　بمعنے تو باشی نه او بر سریر

چو باشد بدورانِ او دادِ تو　　　کند خلقے از دادِ او یادِ تو

چو حرفے ز تو شنید در شانِ او　　　دعاے تو گوید نے زانِ او

منه بر بدی کارها را اساس　　　که کس گاهِ نفرین نگوید سپاس

۱۵ کسے کو بزرگ ست کارش بزرگ　　　بهر پایه باشد شمارش بزرگ

یکے مرد کش صد هزار ست کار　　　یکے صد بود بلکه خود صد هزار

۶- ق و م۲ ؛- بر داد، ره داشتند- ایضاً- م۱ ؛ نگردند- ۹- ق و م۱ ؛ میوه جست
۹- س۱ ؛- ترا باید از بهره خود دانه کشت- ایضاً- س۲ ؛- برشت

چو هر جا رسد کارِ هنجارِ او ــــ جهان پر شود لا بُد از کارِ او
گر او بد کند همگنان بد کنند ــــ و لے نیکی آرد یکے صد کنند
پس آں به که فرمانده از جهدِ خود ــــ کند خوے خوش زیورِ عهدِ خود
به قانونِ بد - بد شود حالِ دهر ــــ که آئینِ شاه است دستورِ شهر
۵ چو در قالبِ کژ گدازند سیم ــــ نمودار پیکر نخیزد سلیم
شناسنده باید خداوندِ تاج ــــ که تاراج را نام ننهد خراج
مبیں گر ستم خیزدت غرّه بیش ــــ که نتواں بره خورد چوں مرد میش
چو کردی درخت از پئے میوه پست ــــ جز آں میوه دیگر نیاید بدست
یکے را ازاں کرد یزداں بلند ــــ که باشند ازو دیگراں بے گزند
۱۰ چو او خود کند کارِ دشمن بسے ــــ ز بیدادِ دشمن چه نالد کسے
اگر باغباں تیشه دارد چو برق ــــ ازاں باغباں تا تبرزن چه فرق
ملک به که باشد نیاز و نیاز ــــ ز بر دست سوز و فرو دست ساز
سراں حمله در جاے عالی برند ــــ خراں تاختن در حوالی برند
چو بر پیل نه توانی آورد زور ــــ چه باید لگد کوفت بر پشتِ مور
۱۵ نه مردی بود - نقبِ خانه کناں ــــ بمالِ یتیمان و بیوه زناں
چو شیر از توانائی آید فرود ــــ به نخچیرِ غوکاں رود سوے رود

۱- م ۲: وگر

چو شد حجرہ را چشمِ ہمت بخواب ‏ بموشاں کند از کلنگاں شتاب

چو شاہیں بصیدِ ملخ زد پرے ‏ نہ او سیر گردد نہ زو دیگرے

مپیچ از ستم دستِ بیچارگاں ‏ ستم کن ولی بر ستمگارگاں

بروں کن ز پائے کسے خارِ خویش ‏ کہ نتواندت گفتن آزارِ خویش

حذر کن ز تیرے کہ آں بد زنی ‏ بغیرے کشائی و بر خود زنی

گر از آہنیں قلعہ داری پناہ ‏ مباش ایمن از ناوکِ دادخواہ

ستمکش کہ دستے بر آرد بشور ‏ عناں بگسلد آسماں از زور

ملک از خردے کہ زیبا بود ‏ نکوتر دعائے رعایا بود

چو ہر جا رسد راحت از سوئے او ‏ ہمہ خلق گردد دعاگوئے او

چو زینگونہ در سینہا یافت جائے ‏ شود تاجِ شاہی برو دیر پائے

نمانند در ملک و دولت دراز ‏ مگر زورمندانِ عاجز نواز

حکایت مورے کہ از سلیمان دستگاہ یافتہ

شنیدم کہ روزے سلیماں گذشت ‏ سوارہ بسوراخِ مورے گذشت

فرس تا نہد بر سرِ مور پائے ‏ فرود آمد و بر گرفتش ز جائے

بر آورد آں بے زباں را بدست ‏ شد از رخش و بر تختِ شاہی نشست

بپرسش کہ آں خوردہ شد خوردہ بند ‏ کہ چوں بینی ایں تختگاہِ بلند

بدانندگی داد مورش جواب | که ای ذرّه را بُرده بر آفتاب
اگر تختِ والا قدم جای تست | مرا جای بر دستِ والای تست
سزد گر کنی خود بدانش نگاه | که من برترم یا تو در دستگاه
رعیّت که بر داد گر بارِ اوست | چه آسوده گیها که در کارِ اوست
۵ ز چندین نصیحت که راندم نفس | خلاصه همین یک دو حرف ست و بس
برانگو نه کن هر چه کارت بود | که خشنودیِ کردگارت بود
که ایزد جهان چون بدست سپرد | بداند جهان گیر نه کاری ست خرد
چنان این زمان از خدا شرم دار | که فردا نمانی از و شرمسار
سکندر چو بشنید گفتارِ پیر | رقم کرد یک یک بلوحِ ضمیر
۱۰ بسی آفرین کرد و بوسیده دست | ق پس آنگه بدو گفت کای حق پرست
زنزلی که دادی بمهمانِ خویش | دل و جانش کردی گرد کانِ خویش
کنون چون توانستن دل صبور | که از دولتِ چون تو مانیم دور
نواله نه بایست دادن بکام | چو دادی کنون سیر گردان تمام
نشاید بمیخواره دادن شراب | چو دادیش بُرده که گردد خراب
۱۵ جگر تشنهٔ را که دریا کش ست | چو قطره دهی شعلهٔ آتش ست
زیزدان چو دادآن سرمه داری بچشم | که خاشاکِ ما را نیاری بچشم

۲- س ا: اگر تخت بالا ۔ ۱۰- س ۲: پس آن گاه گفتش که ای حق پرست ۔ ۱۶- ق ا: تو خود زایزد

ولے رائے ما کارزومندِ تست　　بدین آرزو کے کند پنجه سست

ازین سو که ما کامراں آمدیم　　طلبگارِ گوهر بکاں آمدیم

چو دیدیم گوهر نه جائے نشست　　که آساں تواں آوریدن بدست

وز آهنگ سوے تو هر دم کنیم　　ترا وقتِ آسوده درهم کنیم

۵ خود آموزگاری که در برجِ نور　　عطارد نباشد ز خورشید دور

خردمند چوں خواهشِ شاه دید　　ز خواهنده دوری نه از راه دید

فراوانش بستود آنگاه گفت　ق　که اے شاهِ بی جفت بادا جفت

دلت جز بفرخنده فالی مباد　　جهاں هیچ گاه از تو خالی مباد

کجا چوں تو شاهی بود در قیاس　　که دانا تواں گفت دانا شناس

۱۰ نه من زاں شدم از جهاں گوشه گیر　　که تنها ز یزداں شوم توشه گیر

کسے کو دهد دادِ طلعت بکوه　　بصحرا ز دادن نیاید ستوه

ولے هست همچوں هراسندگاں　ق　گریزِ من از ناشناسندگاں

نرنجم من از عالمے پر خر ست　　مگر زاں خرے کادمی پیکر ست

مزاجِ سگاں را نگیرند نغز　　که نزدیکِ شاں استخواں به ز مغز

۱۵ چو گوهر نه بر آدمی سر بود　　همان سنگے از آدمی به بود

من اینجا بداں کرده بودم پناه　　که دیگر نه بینم بخورشید و ماه

---

۷ ـ ق۲ بہ: همچوں ـ ۱۱ ـ ق۱ بہ: طاعت ـ مصرعه دوم بہ: ز یزداں

ولی چوں شہم می کشند زیں مغاک | چو خورشید گو نم برآر د ز خاک
نہ زیبا بود نزدِ روشندلاں | کشیدن سر از طاعتِ مقبلاں
پذیرفتم از بختِ والا ے شاہ | کہ بوسم درِ دولتش گاہ گاہ
بشرطیکہ دارے خدمت پذیر | نہ باشد دراں خدمتم سخت گیر
۵ گر آیم کند جا نم از لطف شاد | دگر نیز نایم نیارد بہ یاد
ملک گفت یارا رضاے تو بس | بیا و برو۔ بر نیارم نفس
مگر یک نفس کاں برآوردنی ست | ترا نیز گفتارِ من کردنی ست
چو من ربعِ مسکوں گرفتم بزور | کنوں شور دارم بدریاے شور
حکیمانِ دانا و پیغمبراں | بسے ہمعنانِ من اند اندراں
۱۰ تو ہم چوں بزرگی دریں داوری | ز تو نیز میخواہم ایں یاوری
بخندید ازاں گفت دانا چو برق | بگفتا مکن غرقہ را باز غرق
چو یکرہ فگندی بدریا درم | مدہ یاد ازاں آشنا دیگرم
دوبارہ بیفتاد کورے بچاہ | چو بلیا بدریا فتد نیست راہ
ولی من چو زیں خانہ کردم کنار | چہ مرگم بدریا چہ در کوہسار
۱۵ بجاے کہ شد با بزرگانِ دہر | بدریا دروں باک گرد و چہ بہر
گر آسودہ چوں مے لوشناک | بہ دریا دروں پاک گرد و چہ باک
رضا دادم ایں بندگی را بجاں | کہ آیم بدنبالِ شاہِ جہاں

---

۱۰ ۔ سں ج م : ۔ پاکاں

بهر سو که روشن کند راه را | کمر بسته ام خدمتِ شاه را

بدان وعده چون شاه دمساز گشت | سبک دستِ او بوسه زد باز گشت

ازان پس که گه گاه دانا زکوه | رسیدے سوے شاهِ دریا شکوه

بسے نکته و پندِ دانش فزاے | فرو گفتے و باز گشتے بجاے

۵ چو شد وقت کاید خلل در اساس | نه داننده ماند و نه دانا شناس

بیا ساقی آن سلسبیلِ حیات | که شوید همه تیرگیها ز ذات

بده تا چو منزل بجا کم کشد | ز آلایشِ خاک پا کم کشد

بیا مطرب آن علمِ باریک را | که روشن کند جانِ تاریک را

فرو گوے زان گونه سوزان‌تر | که دستارِ عالم رباید ز سر

۱۰ در تجربهٔ کارِ عالمِ پر الم و کامیاب شدن از چاشنیِ زهر و نبات و روشن کردنِ دقایقِ انوارِ نجومِ آسمان و زمین و فرق کردنِ یاحین از تراب و باز عینِ عبرت ۱۵ بدریا و رودِ ذرف نگریستن و در ماهیتِ بحر و حوت تعمق نمودن

---

۷ - م و ق و س ب - (در هر دو مصراع) کند - بجاے کشد

چہ زیباست رائے خردمند را | گشادن زِ چشمِ خرد بند را
جہان را بہ پیشِ نظر داشتن | ز ہر نیک و بد بہرہ برداشتن
بہر منزلے گردن آراستے | بہر مجلسے ساختن راستے
ہوس پیشہ چوں آدمی نیست کس | کہ دارد بنادیدہ دیدن ہوس
۵ دد و دام ہستند زیں شیوہ فرد | کہ کارے ندارند جز خواب و خورد
بخواب و خورش چوں سر آید زماں | بہایم ہماں ست مردم ہماں
خرد گاو را نیز ہست از گزاف | بصحرا، ایں قطعِ رنگیں طواف
چو مردم نگردد بہر نکتہ غرق | ازاں گاو خر تا بمردم چہ فرق
ز مردم ہمانست مردانگی | کہ گیرد جہاں را بفرزانگی
۱۰ تماشائے ایں باغِ رنگیں کند | بہر شربتے کام شیریں کند
جہاں ہر چہ پیش آرد از خاک و آب | ہماں را پذیرد کہ بیند صواب
بسا سادہ دل کز سپہرِ کبود | نہادند پا بر بساطِ وجود
جہاں جملہ دیدند شیب و فراز | چو دیدند نادیدہ گشتند باز
بدانگونہ کن گردِ گیتی خرام | کہ دریابی اسرارِ گیتی تمام
۱۵ مشو چشم بستہ چو گاوِ خراس | کہ نفگند جز دانہ را در آس
بغفلت مکن طوفِ ایں پولاخ | کہ تنگ آید از تو جہانِ فراخ

۱۰- ق۲: ہمانند۔ ۱۴ اس۲: عالم

چو بربست مہماں شوی روزه دار / ترا درد سر گیرد او را خمار

به پرہیز چوں در خرامی بباغ / تو حسرت خوری میوه گنجشک و زاغ

چه فرّخ کسانے که بالا و پست / جہاں ابدیدند از انساں که ہست

بکارے خرد رنجه گردند پاے / ز بہرِ دو سه قلبِ مرد آزماے

۵ فزوں گردد ار چه از سفر دو دِمرد / ہماں خستگی بس بود سودِ مرد

بکاں کندن ار دستِ تو گشت ریش / مخور غم که سود از زیان ست بیش

ولیک ایں گماں ہم ز ہنجار نیست / که جز با سفر تجربت یار نیست

نه ایں مایه کم داشت آں بختیار / که بر جنبش آرام کرد اختیار

بسا گوشه گیرانِ ثابت نماے / کز اندیشه بر چرخ سایند پاے

۱۰ چو سر در گریبانِ دل خم کنند / نشسته تماشاے عالم کنند

اگر ساکنی ور دوی پیش و پس / ہمه سوے معنی نظر دار و بس

ہر آں پیکری کایدت در خیال / طرازے ست از کارگاهِ کمال

اگر جمله مغز ست و گر جمله پوست / باندیشه در ہر چه بینی نکوست

بروے زمیں ہر چه سنگ و گیاست / جداگانه در ہر یکے کیمیاست

۱۵ زر از سنگ اگر چه مکرّم ترست / نه ز و سنگ در خاصیت کمترست

زرے را که نرخ آشکارا کنند / عیارِ وے از سنگِ خارا کنند

---

۱۵ - ق ۲ ب: زرا ز سنگ

مبین آبگینه که لعل و سیاه — که زرخش جوے نیست در عرصه گاه
اگر لعل سُرخ ست و یاقوت زرد — نه شان اگرانی ہماں گونه کرد
مدان بدبراں بدنمائے که ہست — که آں نیز نیکوست جائے که ہست
سیه مارکز کفچه شد زہر سنج — زر پخته ہم بخشد از دیگ گنج
۵ ہماں زہر کو دشمنِ جاں بود — بسا دردہا را که درماں بود
ہراں خار کو نشترِ پائے تست — نواله پزِ صحنِ حلوائے تست
چو نشتر کند سُرخ چرمِ سپید — زبانش بصحت رساند نوید
خسے کافتِ چشمِ گیتی نماست — فروزندهٔ دیدهٔ چار پاست
دگر در تو نقشے به نیکی نه بست — خیالِ دگرگوں درو نیز ہست
۱۰ گلابی کزو دردِ سر شد حرام — بود مایهٔ دردِ سر در زکام
شکر کو حلاوت بجاں آورد — چو در تپ خورندش زیان آورد
چراغے که او خانه روشن کند — بر رختِ او قند کار دشمن کند
ولی مرد باید که در خوب و زشت — تماشائے آئینه بیند بخشت
تو ایں شنوی کت خرد اندکیست — که زر تیغ و زر نزدِ طفلان یکیست
۱۵ شناسندگانے که در عالم اند — ہمه جا بے نقش بینی کم اند
بہر کو چگاہی که منزل کنند — تماشا به بینائیِ دل کنند

---

۱ - سں ۲ پہ: در کارگاه

چو در کارِ بینش نهی روے را | میانجی مکن چشمِ بدگوے را
بسا چشمِ سرکو به نقصانِ نور | کم و بیش بیند ز نزدیک و دور
اگر دیدہ چندست بینش پذیر | نه بیند فزوں از دو پرتاب تیر
نه بے دل که از آسمان تا زمیں | بیک لحظه بیند بیمان و ہمیں
۵ بسرمه تواں نورِ چشم آزمود | چو دل کور باشد ز سرمه چه سود
به بینائیِ دل نگر کز فروغ | بگوید ہنگامِ دیدن دروغ

حکایت بصیرت کوراں که اعمی صفت کور کردند

۱۰ شنیدم که کوری دو سه بے دلیل | نمودند رغبت بدیدارِ پیل
چو گشتند بر ہیکلش دست سائے | ز دندان و خرطوم تا دست و پائے
کسے کو گرایش بخرطوم کرد | شگرف اژدہائیش معلوم کرد
دگر کو ز دنداں نشانی کشید | خیالش نخشنگ استخوانی کشید
ستوں خواند سایندۂ پا و دست | شکم سائے بر بے ستونیش بست
۱۵ چو بردا ور افتاد گفتارِ شاں | بزد بر غلط سکهٔ کارِ شاں
دروغے که بینائیِ دل نمود | بتحقیق چوں دیده شد راست بود

---

۶ - ق ۲: گفتن -

انجمن ساختنِ سکندر با دوستانِ کوکبهٔ خویش و ازاں
انجمِ مسعود راهنمونیِ دریا کردن و برشمردنِ ایشاں
حضیض و هبوطِ درجاتِ آبی و در رجعتِ آں اخترِ بلند
کوشیدن و استقامت نمودن بر نقل و حرکتِ خویش
و بطالعِ سعد و اهلِ افلاک منزلِ خاکی تمام کردن و
در خانهٔ سرطان و حوت تحت الشعاعِ شامِ خویش
سریع السیر گردانیدن و فرو رفتنِ آں آفتابِ آفاق
در دریاے مغرب نزدیکِ شام

نگارندهٔ لوحِ ایں داستاں — چنیں راست کرد از خطِ راستاں
که چوں فتحِ اسکندرِ چیره دست — در آورد گردن کشاں را شکست
بفیروزیِ آفاق را کرد رام — بشمشیر بگرفت عالم تمام

۱۵۔ سں ا: فتح

چو از ربعِ مسکون بپرداخت کار — تمنّاے دریاش گشت آشکار

بر آن شد که در تیزیِ آرد شتاب — تماشا کند قعرِ دریا در آب

در آن حال کز بختِ فرخنده فال — دلش را عنان گیر گشت احتیال

برون برد ازین خطّهٔ خاک بخش — بدریاے مغرب رسانید رخش

۵ سراپرده بر شطِّ دریا زدند — سرِ بارگه بر ثریّا زدند

جهان دیدگان را طلب کرد پیش — سخن گفت زاندازهٔ کارِ خویش

که چون من به نیروے یزدانِ پاک — قوی دست گشتم برین نطعِ خاک

بگوئی زمین دست بردم بپیش — بچوگانِ همّت کشیدم بخویش

بهر کشور از بختِ فیروزمند — دو نوبت زدم پنج نوبت بلند

۱۰ نظّارهٔ این نو آئین بساط — دل و دیده را تازه کردم نشاط

نماند از بساطِ زمین هیچ جاے — که نه سپرد شبرنگِ من زیرِ پاے

کنونم چنان در دل آمد هوس — که در جویم از قعرِ دریا و بس

نشینم بآب اندرون چندگاه — کنم در عجب هاے دریا نگاه

بباید ز همّت مدد خواستن — طلسمے بحکمت بر آراستن

۱۵ بدانش ز صافی ترین جوهرے — مصفّا برانگیختن پیکرے

که در وے کند چون نشیننده جاے — جهان بیند از جامِ گیتی نماے

---

۱۲ — م۲: چنینم

حکیماں بفرمانِ شاہِ جہاں | پژوہش گری تازہ کردند شاں
بزرگاں نہادند بر خاک سر | ستایش گرفتند بر تاجور
بگفتند کاے شاہِ فیروزہ بخت | سرافراز باشی بہ تاج و بہ تخت
کہ اے خاک بوسِ جنابِ تو بخت | ز پائے تو نیروے بازوے تخت
۵ ہمہ نیکی انجامِ کارِ تو باد | خداوند ہم کارِ یارِ تو باد
ز ما ہر چہ راے ملک باز خواست | بزنہارِ جانہا ز گوئیم راست
دو نوبت گرفتن سراسر زمیں | نہ باشد در اندازۂ آدمیں
بدیں بس کن و زیں زیادت مپوے | ہمہ آرزو را نہایت مجوے
کسے را شمارد خرد یارِ خویش | کہ بشناسد اندازۂ کارِ خویش
۱۰ ز مردم نیاید کہ چوں ماہیاں | تواند گرفتن در آب آشیاں
اگر بودے امکانِ بودن در آب | نماندے بر اسرارِ دریا نقاب
چو دل را برفتن نیاز آمدے | ہمہ کس بر فتے و باز آمدے
چو در آب نتواں نظر کرد باز | چہ روشن تواں کرد زیں پردہ راز
ز دریا کسے دید غواص کور | کہ گوہر بروں آرد از آبِ شور
۱۵ ہمہ چیز ہا راز مقدار ہا | بقانونِ حکمت رسد کار ہا
اگر ماہی آرد بہ خشکی شتاب | بجان کندن افتد چو مردم در آب

---

۵ - س ۱ : گرفتی - ۷ - س ۲ : نگنجد در اندیشۂ آدمیں - ۱۵ - س م : رود

مکن آتش و باد خود را فزون   که خاکی نگنجد با آب اندرون

هر آن کارگر نیک گر بد کند   همه کس باندازهٔ خود کند

چو پرگار در جنبد از جای خویش   برون نارد از دائره پای خویش

تهی وان سرِ آن کس از رای و هوش   که جوشش هوس انمالید گوش

۵ سکندر به پاسخ زبان برگشاد   ز دُرجِ دهن کانِ گوهر گشاد

که اقبال چون گشت هم پشتِ من   کلیدِ جهان او د در مشتِ من

بسی پی فشردم بجویندگی   که شویم لب از چشمهٔ زندگی

سرانجام من چون بپایست مرد   زمانه بدان آبخور ره نبرد

بروزی توان باده زین طاس خورد   که اسکندرش جست و الیاس خورد

۱۰ گرم جاودان کردی ایزد برات   نماندی لبم تشنه زآبِ حیات

چو بر مرگِ من بود تقدیرِ غیب   ز محرومیِ آبِ حیوان چه عیب

چه می بایدم رفت زین کاروان   تماشا کنم هرچه یاری توان

چو مردم ندارد گریز از هلاک   چه در قعرِ دریا چه بر روی خاک

نه من به ز کیخسروم کز سریر   بزندانِ غاری شد آرام گیر

۱۵ اگر او درین غار بربست بار   بنِ غارِ من قعرِ دریا شمار

نیایم ازین پند بیهوده تنگ   که از موج دریا نترسد نهنگ

۳- س: ز اندازه ننهد برون پای خویش - ۱۰- ق و س: بذات

چو دانندگان را یقین گشت حال — که در مغز شه محکم ست این خیال
زدند از ضمیر خردمند خویش — نفس بر مزاج خداوند خویش
که دولت پناها جوان بخت باش — به بخت جوان بر سر تخت باش
ز فرق تو اکلیل دولت بلند — سر دشمنانت بخم کمند
۵ بهر کار اقبالت آرد شتاب — نباشد سر انجام او جز صواب
بهر رسم و رای اختیار آن بود — که اندیشهٔ بختیاران بود
بعزمی که در رای هشیار تست — کمر چست کن کآسمان یار تست
ز تو بر محیط آشکارا زدن — ز ما غوطه در قعر دریا زدن
نه آب ار چه طوفان آتش بود — بهمراهی چون توی خوش بود
۱۰ اگر با تو گرد زمین تاختیم — غبار ترا کیمیا ساختیم
ازین بیش که در آب لشکر کنیم — اگر خشک جایست هم تر کنیم
چه کار آید آن جان بی اعتبار — که بهر چنین روز ناید بکار
بدین جان که پیشت فدا کرده ایم — چه منت بود چون دیت خورده ایم
بزرگان که بر بنده فرمان دهند — باندازهٔ خدمتش نان دهند
۱۵ علف بهر آن یافت گاو خراس — که کار خداوند خود داشت پاس
ازان غازی بی وفا خون بریز — که در حمله کندست و در لقمه تیز

---

۱۰ – س۲: توتیا – ۱۳ – س۲: بدین الخ
گندم آس

۱۵ – م۲: که خر آسیا را کند

خبر پیرزاں رخشِ توسن فزول — کہ در جو حریص ست و در تنگ زل

سکندر چو بشنید گفتارِ شاں — نوازش گری کرد بسیار شاں

بہ بخشش درِ گنج را باز کرد — زر افشاند و بخشیدن آغاز کرد

ازاں سیم و زر کز عدد بیش بود — تونگر شد آں کس کہ درویش بود

چو لشکر غنی شد ز گوہر کشی — درآمد ز زر ناخوشاں را خوشی

بفرمود تا سازِ دریا کنند — متاعے کہ باید مہیا کنند

بفرمانِ فرماندہِ روزگار — ارسطوے دانا درآمد بکار

بہر سو بسے تیشہ زن را نشاند — کز آہن توانند گوہر فشاند

بسے چوبِ نیا سبک تر ز گل — کہ از وے بدریا تواں بست پل

بفرمود کاسبابِ کشتی کنند — نشینندہ را زو بہشتی کنند

ہنرپیشگاں پیشہ بر داشتند — نمودند ہر چہ از ہنر داشتند

کشیدند کشتی بدریا کنار — بسالِ کم و بیش پیش از ہزار

اساسے کہ بر آب اندر ستاد — شتابندہ کوہے ز آسیبِ باد

مہندس نپیوندش آگہ نہ بود — کہ در درزِ او موے را رہ نہ بود

چو از چوبکاری قوی شد اساس — بقارورہ سنجی درآمد قیاس

نشستند مینا گزارانِ روم — کہ بے آتش از سنگ سازند موم

بدانساں کہ ارسطو اشارت نمود — زجاجہ بر آتش فشاندند زود

چو حل شد بقالب فرو ریختند　　درخشنده صندوقی انگیختند

بوزن از گلِ تر سبکسازتر　　بلطف از دلِ ساده غمّازتر

نشیننده بیرون نمودے بحال　　بدانسان که در آبِ روشن جمال

بپری گرے صافی و آبدار　　به پهناسه گز در درازی چهار

۵ مربّع بصورت مطول بساخت　　که بتوان درو خفتن و سرفراخت

پس از جوزِ هندی کشادند پوست　　کشیدند ازو آنچه مقبولِ اوست

رسنهاے صندوق کردند ساز　　که یکجا همن بود هر یک دراز

جز اسبابِ دیگر که درکار بود　　صدو پنج کشتی رسن بار بود

چو شد جمله اسبابِ کشتی تمام　　شتابنده شد شاهِ دریا خرام

۱۰ ز آب آزمایانِ دریا پژوه　　طلب کرد هشیارے از هر گروه

نخست از معلّم خبر جست باز　　که گو تا چه داری درین پرده راز

درین آشنائی که شد عمر صرف　　عجائب چه دیدی بدریاے ژرف

چه خواندی درین تختهٔ میخ دوز　　که صد بار شستی و شوئی هنوز

در احکام تو جاے این از بهست　　که چندین توان زیرِ دریا نشست

۱۵ بپاسخ نیوشندهٔ کاردان　　سخن گفت با شاهِ بسیار دان

که این داوری کاختیارِ من ست　　پدر بر پدر کسبِ کارِ من ست

---

۸ — س ۲: صد و بست

بچندیں کتب کش ندانند نام
فرو خواندم اسرارِ دریا تمام

نہ شد روشنم کادمی ہیچ گاہ
بدریا فرو رفت یک روزہ راہ

ز ملاح چوں حل نگشت ایں سوال
بہ پیرانِ غواص گفتند حال

ازیشاں یکے پیرِ بیدار مغز
پژوہندہ را پاسخے داد نغز

۵ کہ شاہا دریں آب کارے کہ ہست
مرا ماہیے داں گزشتہ ز شست

چو از روئے دریا نشینم بزیر
توانم کہ مانم زمانی نہ دیر

ازاں بیش کردن نیارم درنگ
بدریا کہ نے ماہیم نے نہنگ

مرا با چنیں خو کہ کردم در آب
چو بودن بجز لحظۂ نیست تاب

بدریا درون نفسِ ناخو پذیر
ازیں بیش چوں باشد آرام گیر

۱۰ شہ از پاسخِ مردِ گوہر فروش
صدف وار لختے فرو ہشت گوش

ولی چوں قضا می کشیدش کمند
نصیحت نیامد برو سود مند

بفرمود تا پیشوایانِ تخت
ز صحرا بدریا کشیدند رخت

چہل سالہ ترتیب راہِ دراز
کہ باشد بداں آدمی را نیاز

ز حیوانِ از مردم و از گیا
اگر شیر و مرغ ست اگر کیمیا

۱۵ خبر کش بسے مرغِ گردوں گرائے
سبق بردہ ز اندیشۂ تیز پائے

کزیشاں ہمہ سہ عقابِ سیاہ
کہ روئے شتابندہ یکیا ہمہ راہ

---

۱۲ — م۲: بہ کشتی

سه سالِ تمام انچه پرداختند | سه ماهش بکشتی در انداختند
چو بر عزم آں شد خداوندِ تاج ق | که بر تختِ چوب آید از تختِ عاج
بزرگانِ درگاه را پیش خواند | ز دل راز پوشیده بیروں فشاند
که تقدیر بر ما چو ایں در کشاد | که بر آب رانیم توسن چو باد
چناں خواهم از مخلصانِ حضور | که از حسنِ غیبت نه باشند دُور
کسانیکه با ما دریں داوری | نمایند چوں یاوراں یاوری
اگر سوے اخلاص راے آورند | سه اندرز ما را بجاے آورند
نخست آنکه در غیبتِ تاجور | ز آئینِ خدمت نه پیچند سر
کنند آنچه باشد سلامت دراں | بغوغا نکوشند چوں بے سراں
فزاینده دارند در جان و تن | وفاے ولی نعمتِ خویشتن
دوم آں که از بودنِ بی ملال | رهِ ما به بینند تا بست سال
گر آئیم ازیں کوچ گاهِ دراز | بهم جانبِ خانه گردیم باز
اگر وعدهٔ باشد از جاے خود | گرایند هر کس بماواے خود
چو در خانه آیند ازیں مرز و بوم | درودے رسانند از ما بروم
سیوم آنکه گر ما الٰهی شویم ق | به آب اندروں خوردِ ماهی شویم
سزد گر مقیمانِ پیوندِ ما | نه پیچند گردن ز فرزندِ ما
سپارند آراسته چوں عروس | سریرِ سکندر با سکندروس

که آن زاده کارایشِ مهدِ ماست | بر او رنگِ دولت ولیعهدِ ماست

همه سرفرازان بصدگونه جهد | وثیقت نمودند و بستند عهد

چو شه را ز اندیشهٔ کارِشان | دل آسود بر صدقِ گفتارِشان

کسی را که دید از تردد خلاص | بهمراهیِ خویشتن کرد خاص

۵ گراینده راه سوئے دریاے شور | برغبت روان کرد بر راهِ دور

بفارغ دلی زان بهشتی سواد | توکل کنان پا به کشتی نهاد

چپ و راستش خضر و الیاس هم | پس و پیش ارسطو بلیناس هم

فلاطون و دانندگانِ دگر | بهمراهیِ خاص بسته کمر

مهندس یکی سوے شد تخته سای | منجم دگر سوے مدخل کشاے

۱۰ حکیمانِ دانا ورق سنجِ راز | ز قانونِ حکمت گره کرد باز

حریفان بمے در قدح ریختن | طبیبان بشربت در آمیختن

ندیمانِ موزون فسانه سگال | نظیرے روان کرد بر حسبِ حال

سران هر یک از روم و بلغار و روس | جهانے برآراسته چون عروس

ترنم سرایانِ رومی سرود | بگردون رسانید آوازِ رود

۱۵ بدین شادمانی و نیک اختری | روان گشت اورنگِ اسکندری

بجنبید کشتی از آسیبِ موج | برآمد سرِ بادبانها باوج

۴م [illegible] کسانرا که خود داده بود اختصاص

زمهرِ سکندر که پایاں نداشت | دراں مهلکه کس غمِ جاں نداشت
گروہے بہر جانب اندر شتاب | ہمی تاختند اسپِ چوبیں بر آب
نگاور شده بادپائے چناں | بدستِ صبا باز داده عناں
چو رفتند زانگونه بارود و جام | بدریا درونِ پنجاله تمام
بفرمود دارائے تاج و سریر | که احوال بر کاغذ آرد دبیر
زره دوریِ غائبانِ حضور | نویدِ سلامت رساند ز دور
دبیر آمد و شرحِ مقصود کرد | سرِ خامه را عنبر آلود کرد
فرو ریخت بر رسم و رائے که بود | بدریا درون ماجرائے که بود

نوشتنِ سکندر سرگذشتِ امواجِ بحر و اوصافِ سفائن صندوق و الطافِ معلّم و مضاحکِ ندانِ همگان و حملهٔ آفت زائے ماهیاں و غلغلهٔ سلاسلِ آب و رطب ویابس جزائرِ آباد و ویراں و ماجرائے مرغانِ آبی و شاهیانِ بحری و کلنگانِ مائی و ایں حاصلِ حوصل را بپائے عقاب سوے بازماندگان

تختگاه روان کردن

سخن را نخست از رهِ دین و داد | بنامِ جہاں آفریں کرد یاد
خدائے کہ بر مردمِ پرخرد | پدید آرد اندیشۂ نیک و بد
یکے را دہد سوئے خشکی شتاب | یکے را کند غرق در قعرِ آب
کسے را کہ کرد او بصحرا رواں | بدریا فرستادنش چوں تواں
وگر خواست کس را بخشکی ہلاک | ز دریا کشانش برد سوئے خاک

ز تری و خشکی ز حکمش بکار | نہ تنہا منم بل چو من صد ہزار
بہر جانبے کآدمی را پے ست | گرایش نہ از خویشتن از وے ست
پس آں بہ بود راہ یابندہ را | کہ معذور دارد شتابندہ را
چو شد گفتہ ہر چہ آں بود ناگزیر | کنوں باز گوئیم رازِ ضمیر
ببیں اخترِ دولت اسکندروس | کز و گشت روشن ہمہ روم و روس

دریں نامہ یا آرزوئے تمام | ز اقبالِ ما در پذیرد سلام
سلامے کہ از جاں برآرد خروش | گواہی دہد زاندہِ سینہ جوش
بداند کہ چوں ما بہ نیروئے بخت | ز خشکی بدریا کشیدیم رخت
نہ ما را خود افتاد ایں سو خرام | کہ تقدیر برد از کفِ ما زمام
توانا کشاں می برد چوں دواں | تواند کہ باز ایستد ناتواں
بد و نیکِ عمر آنچہ سنجیدنی ست | چگونہ نہ بینم کہ چوں دیدنی ست

هر آنچه آسمان بهرِ ما در نقاب
نهان داشت آورد اینک بر آب

زغیب آنچه بر جبههٔ ماست حرف
کجا شسته گردد بدریای ژرف

بخاک از اجل گرد هر کس شتاب
کشان بر دمارا اجل سوی آب

شدیم آرزومندِ خاکِ سیاه
بیک میلِ سرمه نه یک میلِ راه

۵ نداریم بر میلِ سرمه هوس
هوس میلی از خاک داریم و بس

اگر خاک بینیم یکی میل پیش
دود مردمِ چشم صد میل بیش

چنانست در دیده تعظیمِ خاک
که چشم از هزار آب شستیم پاک

کجا خاک در دیدهٔ ما کنون
تیمم کند هم بدریا درون

چه بازیچه گشتیم بچشم کسان
که بر آب بازی کنیم چون خسان

۱۰ ملک بود هم اوّل همه خاک را
کنون حاکم لیک خاشاک را

چگونه نگردم درین شرم غرق
که نه بود زمن تا بخس هیچ فرق

بدریا فرو رفته به خاکِ من
که خرمهره شد گوهرِ پاکِ من

بزرگیِ گوهر نگر ز اخترم
که گم گشته نه بحر در گوهرم

کجا ابر دارد خبر زین گهر
که در گوشِ ماهی رساند خبر

۱۵ نه ابر اینچنین گوهری ساز کرد
گر آوازه گوشِ صدف باز کرد

چنان پیش ازین آیت افراختم
که از پیله بر پیل حُل ساختم

۱- یک یک - ۴ - زیک میل راه - ۶ - ق ب: اگر خاک و میل بینیم به پیش ۱۵ - م ا ب: نه ابرے چنین

کنون مرده به اژدهاے چو من | که از جامهٔ غوک سازد کفن
چه شاهم که بر غیر پایانِ آب | زدم خیمه همچون سواران بر آب
شتابنده کشتی چو تیر از کماں | زبر آسماں نیز زیر آسماں
ز پانہاے کشتی ز موجِ بلند | با برسیہ چاکِ داماں فگند
۵ و گر از تهش موج بالا شده | صدف وار در قعرِ دریا شده
معلّم گزیں تخته شد حرف سنج | نیاموخت ما را بجز حرفِ رنج
جفا بیں ز گردونِ بیداد مند | که چوں من شهی ساخته تخته بند
اگر تختِ جم رفت بر خاکِ سخت | مرا باد پاینده حمّالِ تخت
چو فرماں نویسیم بر آبِ ژرف | ز بادِ صبا وام خواهیم حرف
۱۰ وگر سکّهٔ بادشاهی زنیم | رقم بر درمهاے ماهی زنیم
محیطِ هوا گیرِ موجش چو دود | با برسیهٔ اد آبِ کبود
ز همواری سطحِ آئینه رنگ | ازیں سوے چیں بیں وزاں سو زنگ
نه از مرغ آید بگوشے نوا | نه بینیم پرّندهٔ در هوا
رواں کشتی از ماهیاں گوشه گیر | چو پیشِ جواں پیشِ قصّابِ پیر
۱۵ هراسنده مرد از نهنگِ دواں | چو منعم ز همسایگانِ عواں
دهانِ نهنگاں شده موج گیر | چو مقراضِ آهن بقطعِ حریر

---

۱ ـ س ا ـ بر بحر ناپاے آب ـ ۲ ـ س ۲ ـ بزیر آب باشد زبر آسماں ۷ ـ م ـ ق ـ س ـ چو من خسرو در چنیں تخته بند
۸ ـ م ـ بر باد سخت

فلک بیں کہ چوں داد جاے درنگ | چو من گوہرے را بکامِ نہنگ

تنِ ما ز تلخ آبِ دریا بسلخ | دہن تلخ بل عیشِ ما نیز تلخ

شدہ نارِ رخسارِ ما آبیے | ہماے چو من گشت مرغابیے

درخت ارچہ سبزش کند آبخورد | شود نیز از افزونیِ آب زرد

۵ چو مارا ز خضر آبخوردی نمود | بمالابد ایں آب زرشے نمود

چہ حال آدمی را دریں ناخوش آب | کزو زرد شد چشمۂ آفتاب

زجاں ہمدراں در بشستیم دست | کہ مارا بدل جوشِ دریا نشست

عجب نیست رفتن بدریا فراز | عجب ایں تواں گفت کائیم باز

چو بے پردہ شد تا بدیں جائیگاہ | زرہ نیست وا گشتن از نیم راہ

۱۰ گر آبی ز جوے شود رہ گراے | نماند بجا نارسیدہ بجاے

دگر دودے از شعلہ بالا شدہ | فرو ناید از ابر برنا شدہ

اگر تیرے از شست پرواز یافت | نیارد سر از نیم رہ باز تافت

گزشت آن کہ رہ باز پس داشتیم | برفت آنچہ در سر ہوس داشتیم

چراغِ سرے چوں من از بیمِ جاں | بجاے رسیدہ بتابد عناں

۱۵ کنوں ما دریں راہِ دور و دراز | گر آئیم یا خود نیائیم باز

کسانیکہ دارند در صبح و شام | ق بدیدارِ ما آرزوے تمام

۱۔ س ا: تنِ ز تلخ آبِ دریاے سلخ

سزد گز دل و چشم چوں برق و میغ   دعائے ندارند از ما دریغ

مگر گز دعاہائے اہلِ نیاز   رُخِ مہربانان تواں دید باز

کز آں رفتہ کش کم نشاں یافتند   عنانش بدستِ دعا تافتند

خدا عمر بخشاد عمرے چناں   کہ نستاند از ما حوادث عناں

کہ تا سوئے خویشاں بمہرِ تمام   دعائے خود آریم خود و السلام

چو نامہ بمہر اندر آمد شتاب   در آویختندش بپائے عقاب

شتابندہ شد مرغِ آموختہ   دو دیدہ بمیعاد گہہ دوختہ

رہے را کہ رفتند در پنج سال   دو ہفتہ گزشتش بہ نیروئے بال

بہ لشکر گہ آمد شتاباں چو باد   خورشش گاہِ دیرینہ را کرد یاد

بہر حرف از موجِ دریائے پُر   بگوشِ نیوشندہ میریخت دُر

فرود آمد آں جا کہ خو کردہ بود   دلِ تیہو و عنبر لطخوردہ بود

دویدند بینندگاں سوئے او   کسانے کہ بودند رہ جوئے او

بدلجوئیِ طعمۂ دلپذیر   گرفتند و بردند سوئے سریر

ملکزادہ زاں پیکِ راحت رساں   ثنا گفت بر مونسِ بیکساں

نثارے براں مرغِ میموں فشاند   بہ تعظیم بر پشتِ دستش نشاند

گرامی ترش داشت از صد ہمائے   گہے بر سرش بوسہ زد گہ بپائے

بر او از فرہ گوہر انداز کرد   پس از پائے او نامہ را باز کرد

دبیر آمد و نامه را سر گشاد — سرِ گنج پوشیده را در گشاد

چو نامِ سکندر درآمد بگوش — جگر گوشه را خون درآمد بجوش

نخست از جدائی بزاری گریست — خود از هیچ سبے گریۂ زار کیست

پس از شادیِ مژدۂ زندگی — بیاراست بزمے بفرخندگی

۵ طلب کرد نام آورانِ سپاه — ز آیندگان تنگ شد بارگاه

نشستند بر فرشِ دیبا و خز — چو گل تازه کردند رخ ز آبِ رز

صراحی درآمد بجان پروری — مغنّی به نیرنگ و افسون گری

بزرگان بهر سو چو انجم تباب — بخرگه ملک زاده چون ماهتاب

بهر جرعه گنجینۂ مے فشاند — نشاطے بهر سینۂ مے فشاند

۱۰ خزینه چنان زد بهر سوے سیل — که مفلس به بردن نمی کرد میل

زبخشش جهاندارِ گیتی فروز — ق چو دادِ طرب داد تا هفت روز

بفرمود تا هفت روزِ دگر — بشادی برند اهلِ دولت بسر

بهر مجلسے کامرانی کنند — جدا هر یکے میهمانی کنند

نشانند مطرب فشانند مال — رسانند بر کوسِ شادی دوال

۱۵ جهانے ز عشرت پرآوازه گشت — بهر جانبے مجلسے تازه گشت

درختِ سعادت برآورد شاخ — طرب شد ببازارِ عالم فراخ

---

۹ - ق : سینۂ ۱۳ - س : بهر کسے

کشاد آسماں خرمی را بساط | بدلہائے غمگیں در آمد نشاط
باندازۂ خویشتن ہر کسے | ہمی داد نقدے بہر مفلسے
ز بس داد ن زر بہر گوشۂ | نماند از جہاں ہیچ بی توشۂ
دریں پردہ زینگونہ بازی بسے | کسے کیں ندانذ چہ فارغ کسے ست
بیا ساقی آں کیمیائے وجود | ق کہ بے ہمتاں ادر آرد بجود
بمن دہ کہ تا شادمانی کنم | ز گنج سخن در فشانی کنم
بیا مطربا مو بمو باز جوے | ز موے کمانچہ نوائے چو موے
کہ تا چوں بمستاں رسد ساز او | گوارا شود مے ز آواز او

در قیمت دانستنِ سلکِ صحبت اگر ہمہ یک شبہ است

چوں ایں رشتۂ باریک و تاریک در دستِ زمانہ زنجیر گسل ست نا گسستہ است و گوہر مردمی در خاک گم نگشتہ نظامِ عقل را غنیمت تمام دانستن

گر آسایشے خواہی از روزگار | جمالِ عزیزاں غنیمت شمار
دل از روئے ہم صحبتاں شاد کن | بہ نقل و بہ مے مجلس آباد کن

بجمعیتِ دوستان روی نه — پراگندگی را بیک سوی نه

بدوری مکوش ارچه بدخوست یار — که دوری خود افتد سرانجامِ کار

اگر جامه تنگ ست پاره مکن — که خود پاره گردد چو گردد کهن

مزن شاخ اگر میوه تلخ ست و تیز — خود افتد چو پیش آیدش برگ ریز

۵ چو لابد جدائی ست از بعدِ زیست — بعمدا جدا زیستن بهرِ چیست

ازان تیغ برداشت این پشتِ خم — که پیوند یاران کشاید ز هم

ازان دشمنی ها که در خوی اوست — نیارد بیک جای دیدن دو دوست

رفیقی که با وصل شد کارِ او — مبادا پراگنده بازارِ او

گر از آشیان مرغی افتد جدا — ز ناله کند چرخ را پر صدا

۱۰ به بین چون بود حالِ آن ناصبور — که دور افتد از خانهٔ خویش دور

دلِ مردم آن گاه توسن بود — که آزاد چون سرو و سوسن بود

چو گردد گرفتارِ اندیشهٔ — ندارد بجز عاجزی پیشهٔ

خرِ وحشی ارچند باشد حرون — ز آسیبِ یک نشتر آید زبون

حریف ارچه تلخ ست و بدخوی نیز — نماید پس از دیر بودن عزیز

۱۵ بدست اندرون چشمهٔ تلخ وام — دهد تشنه را آبِ حیوان بکام

گلیمی که موئین بود سینه گز — برهنه تنان را حریرست و خز

---

۱۱ — م و ق و س : رفیق

تن از فاقہ چون ناشکیبا بود　　خورش گر سبوس است حلوا بود

جدا ماندگان را از و پرس سوز　　که چون می‌رساند شبے را بروز

مرا دوریِ دوستانِ عزیز　　جگر خستہ کرد و دل آزرده نیز

فرو مردم از حسرتِ دوستان　　چو پیل از تمناے هندوستان

۵ کسانے که بر روے شان بے بہی　　میانِ گل و لاله خوردیم مے

کنون سوے بستان چه پویم فراخ　　که یک مرغ از ایشان نه بینم بشاخ

تهی گشت زان تازه رویان سراے　　بیکباره گشتند غربت گراے

نشانے نه بینم کنون زان نشاط　　که در دورِ فلک در نوشت آن بساط

زمانه ندارد جز این هیچ کار　　که اوّل دهد شربت آخر خمار

۱۰ بزاری چرا خون نگرید رہی　　که از همرهان بیند ایوان تهی

گزشت آن که باهم نشستیم و خاست　　کنون رفته را باز جستن خطاست

بزرگانِ پیش رفته نشتافتند　　که بسیار جستند و کم یافتند

نه بعد از شدن باز گردد زمان　　نه تیرے که بیرون پرید از کمان

کجا بودی اے مرغِ فرخنده پے　　چه داری خبر زان حریفانِ مے

۱۵ بشادی کجا می گزارند گام　　سفر تا چه جاست و منزل کدام

کجا روز راحت فزون میکنند　　شبِ آسایشِ خواب چون میکنند

بعیش و طرب همعنانِ که اند　　بریحان و مے میهمانِ که اند

---

۱۷ ایس۲: بنقل و بہ مے

کدام آب دیده است در جوی شان … دلِ ما چگونه است پهلوی شان

چو از ما خرامی سوی خانه باز … بیاران بری ما جرای نیاز

بدر دیده چشم یاران من … تماشا کنی جوی یارانِ من

فغان زان حریفانِ صحبت گسل … که یک ره ز ما برگرفتند دل

۵ بیک نامه هم نکردند یاد … که دل خوش کنم زان همایون سواد

هر آن نامه کز یارِ جانی بود … طرب نامهٔ زندگانی بود

حکایتِ مجنون که نامهٔ لیلیٰ را بر رگِ جان بست و تپش به گسست

۱۰ شنیدم که مجنونِ دل سوخته … ز بیماریِ تپ شد افروخته

چنان سلخ گردش فلک صبح و شام … که چون ماهِ نو شد بماه تمام

ز هر گونه دارو برانگیختند … فراجش بصحت بیامیختند

ز معجون و شربت چو بگذشت کار … به تعویذ و افسون در آمد شمار

یکی گفت هر تپ که اندازه بیش … بافسون توان دور کردن ز خویش

۱۵ دگر گفت تعویذ از افسون به است … که نالنده را تندرستی ده است

چو گفتند هر کس ز هر گونه چیز … سخن گفت بیمار لب بسته نیز

۱۶ — س ۲: تشنه

که حرز و دعا گرچه یاری رس ست | مرا نامهٔ دلبرِ من بس ست
سوادے که لیلیٰ فرستاده بود | زبهرِ چنین روزش آماده بود
طلب کرد و بر سینهٔ خویش سود | شفا بیشتر یافت چوں بیش سود
ہراں نامه کز یار گوید سخن | فسونِ حیات ست و تعویذِ تن

۵ رسیدنِ سکندر بہ نقطه گاهِ محیط و خود را در شیشه کردن و بتوکّلِ ناموکلِ آب به غورِ دریا فرو شدن و در زیرِ پردهٔ زبدهٔ حالات و علاماتِ آب نظاره ۱۰ کردن و ازاں آب گجستگی زود بر آمدن و سوے عزیزاں آہنگ کردن بہ پایاں رسیدنِ عمرِ او

سراینده مرغ ایں بوستاں | سرائش چنیں کرد با دوستاں
کزاں پس که اسکندرِ کامیاب | رواں کرد نامه بپاے عقاب
۱۵ شتاباں ہمیں شد بعزم درست | شتابنده تر زانچه بود از نخست
چو شد چار ساله رهِ پیش باز | برغے دگر بست منشورِ راز

۱۳ — س: سراینده مرغ ایں داستاں + گزارش چنیں کرد بار استاں

شد او نیز و دیباچهٔ شاه برد　　نمودار دریا به گوهر سپرد

ملک زاده را زان گرامی سواد　　جهان پر طرب مژدهٔ تازه داد

همان اوّلین عیش برکار بود　　از آن بشتر کاوّلین بار بود

وزان سو چو دارای دریا نورد　　سه سال دگر عبرهٔ آب کرد

سوائے دگر تازه پرداختند　　عقابے دگر در هوا تاختند

شد او نیز و نامه که با خویش داشت　　پذیرندهٔ نامه را پیش داشت

ضمیرے که نومیدیش بود یار　　قوی دل شد از بخت امّیدوار

چو زان بشتر راه پیموده گشت　　ز نامه کشی قاصد آسوده گشت

نگنجید در چارهٔ چاره ساز　　که نتوان پیامے فرستاد باز

بجائے رسیدند لرزان چو بید　　که باز آمدن را نباشد امید

همه سرخ رویان شده زرد روے　　بهر مُهره از جان و تن دست شوے

بود آدمی گرچه لختی دلیر　　محال ست کز جان توان گشت سیر

پس از مُردن آنکس علم بر فراخت　　که او قیمت زندگانی شناخت

چو هر کس در آن حال بیچارگی　　بحیرت فرو ماند یکبارگی

کسانے کز ایزد خبر داشتند　　نیایش کنان دست برداشتند

جهاندار گرچه جهان شاه بود　　ولیکن ز خاصان درگاه بود

خدا را بدرماندگی یاد کرد　　حصار دعا ایمن آباد کرد

نجست از فلاطوں بلیناس را | پناہندہ شد خضر و الیاس را
چو وا ماند قفلِ دعا را کلید | کلیدِ درِ چارہ آمد پدید
دراں عاجزی مونسِ بیکساں | فرو ماندہ را گشت یاری رساں
شبانگہ کہ برقع بر افگند ماہ | بپوشید گیتی حریرِ سیاہ
رواں گشت پروین ز چرخِ اسیر | چو تسبیح در دستِ فرتوتِ پیر
سکندر بخلوت گہِ بندگی ق | بہ نزدیکِ مرگ از غمِ زندگی
کہ در گوشۂ خلوتش ناگہاں | سروشی پدیدار گشت از نہاں
جوانے بکردار سروِ بلند | رُخِ فرخ و پیکرِ ارجمند
فرشتہ ولیکن بہ شکلِ آدمی | نہ مردم و لے صورتِ مردمی
جمالے کہ نتواں نظر کرد دُور | زسیمائے پاکش ہمی ریخت نور
برو تازگی کرد شہ را سلام | شہش داد پاسخ بعذرِ تمام
بدو گفت کاے سربسر نورِ پاک | تنت دور ز آلایشِ آب و خاک
فرشتہ کہ گویند مانا توئی | کہ مردم نہ باشد بدیں نیکوئی
دگر مردمی چوں درون آدمی | کہ مردم نہ دیدت کہ چوں آدمی
سروشِ خجستہ سخن در گرفت | ز راز نہاں پردہ را برگرفت
بگفتا کہ گر پُرسی از من صواب | سروشم ز یزداں موکّل بر آب
محیطے کہ نشناخت کس غورِ وے | جبینِ مرا ہست یک قطرہ خوے

چو در سختی اُفتاد کارِ شما　　بمن داد غیب اختیارِ شما

میندیش ازین پس ز دریای ژرف　　که دادت قضا دستگاهِ شگرف

درین پرده کاندیشه کارِ تست　　درون کو که یزدان نگهدارِ تست

منت همره و ایزدت رهنمای　　که بنماید و بازت آرد بجای

قضا را به تسلیم دمساز کن　　ببین هرچه بتوانی و باز کن

جهاندار کاں محرمِ راز یافت　　درِ چاره بر خویشتن باز یافت

چو شد چشمهٔ صبح رخشاں ز شرق　　دراں چشمه شد کشتیِ ماه غرق

هوا قطرها داشت نزدیک و دور　　درآمیخت یک پل بدریای نور

بفرمود فرماندهِ روم و زنگ　　که در جنبشِ کشتی آید درنگ

فگندند هر سوی لنگر در آب　　فرو شد سرِ بادبانها بخواب

سکندر بر آهنگِ کاری که داشت　　برو ریخت از دل شماری که داشت

بدستورِ دانا که برکار بود　　وصیت نمود انچه ناچار بود

که ما را هوسهای ناسودمند　　ز راهِ سلامت چو یکسو فگند

سر دیگر شما را ز من فتنه جوی　　ز بهرِ سلامت بتابید روی

چو من زیرِ دریا کنم جای خویش　　بکامِ نهنگاں نهم پای خویش

بامیدِ جاں بخشِ گیتی پناه　　مرا تا بصد روز بینید راه

گرایم برون زین رهِ پرهراس　　شناسم حقِ مردمِ حق شناس

دگر باشد آسیبی از روزگار | قضا را بیک چون منِ صد هزار
شما جانبِ خانه گردید باز | من و قعرِ دریا و راهِ دراز
دُرافشانیِ شاهِ دریا نظیر | پذیرفت دستورِ دریا ضمیر
چو شد زو دل آسوده زان بسته عهد | بر آیینِ مهدی در آمد بمهد
همان خوشه کانگورِ فردوس بود | موافق چو برجیس با قوس بود
ز هر دانه آبِ حیوان بجوش | که در راهِ ظلمات دادش سروش
نه از خوردنش دل بجز دن کشید | نه معلولِ علت شد آنکو چشید
گیاهای دیگر تن ساز وار | که باطل نگردد مزاج از بخار
بیاورد آن شیشه را بعد ازان | نشست اندر آن شاهِ عالی مکان
چو بنشست در شیشهٔ آب رنگ | سرِ شیشه را کرد محکم چو سنگ
بفرمود کان درجِ لولوی تر | برشته درآرند همچون گهر
بهر چار سویش طناب افگنند | توکل کنانش به آب افگنند
پس آنگه دران غوطه گاهِ هلاک | امانت دهندش به یزدانِ پاک
که از قهرِ فرماندهِ تخت گیر | پذیرنده را کی بود ناگزیر
رسن چسپ کردند تابوت را | بدانسان که از رشته یاقوت را
چو شیشه معلق شد اندر طناب | بر آبش نهادند همچون حباب
ازان شیشه کو کانِ الماس بود | رسن در کفِ خضر و الیاس بود

شکنجِ رسن ها کشادند باز | اجل را اسیر وند رشته در آن

بدریا درون رفته دریا وشے | برآمد ز دریا دلاں آتشے

فرو می شد آں درجِ گنجینه سنج | فرشته برابر نگهبانِ گنج

ز جنبیدنِ آب مهدے چناں | چو طفلانِ غازی معلّق زناں

سکندر بمهد اندروں ترسناک | چه باشد بدریا یکے مشتِ خاک

شده زرد رخسارهٔ لاله گوں | چو زردی که در بیضه باشد دروں

همی شد ز هستی کناره کناں | عجب هائے دریا نظاره کناں

جواں اخترِ فرّخ از اوج گاه | فرو رفته در برجِ ماهی دو ماه

سروشش بپرسید کاے نیک بخت | چه بودت رها کردنِ تاج و تخت

خرد نامِ آں کس بخاک افگند | که خود را بخود در هلاک افگند

اگر آدمی زیرِ دریا رود | بود ماهیِ کو بصحرا رود

کجا هوشمند ایں تمنّا کند | که جاں بر سرِ یک تماشا کند

تو هستی بچه گرچه تنگ ست چاه | کاجل را بزیرش فراخ ست راه

ازاں جوهرِ عقل گشت ارجمند | که پیچیده دارد عناں از گزند

هر آں جانور کز خرد هست پاک | هراسنده باشد بحس از هلاک

ترا با چنیں عقلِ دانش فزاے | بسوے خطر چوں دواں گشت پاے

جهاندار گفت اے مبارک نفس | نماند خرد چوں در آید هوس

چو من زآرزو بردن رای خام ‎ ‎ هوس اندرینجا کشیدم ز مام

ترا گر دهد دست کاری بکن ‎ ‎ دگر نه بسی گفته اند این سخن

هواخواه ز دوست در راهم ‎ ‎ بدیوانگی طعنه زد دشمنم

گر از دست سنگ بد اندیش را ‎ ‎ که در شیشه خود کرده ام خویش را

۵ ملامت نگاه سلامت بدست ‎ ‎ سلامت چو گم شد ملامت خطاست

چو آتش برآرد ز پروانه دود ‎ ‎ رهاننده گر دست یابد چه سود

چو غلطید طفل و شد آزرده سر ‎ ‎ طپانچه زنی گردد آزرده تر

من آن روز شستم ز جان دست خود ‎ ‎ که در کام ماهی زدم شست خود

تو زینها که گفتی برای صواب ‎ ‎ بکن ورنه بگذار ماهی در آب

۱۰ نیوشندهٔ آسمانی سرشت ‎ ‎ شد از تازه روئی چو باغ بهشت

گشاد ابرو از رشک خورشید وش ‎ ‎ بپاسخ دل شاه را کرد خوش

که دل را فراهم کن ای سرفراز ‎ ‎ که بردارد این رنجبار از ترا

من از بازپرسی نمودم ترا ‎ ‎ بنیروی طبع آزمودم ترا

چو دیدم تنومندیت را عیار ‎ ‎ که آخر جهانی کز آغاز کار

۱۵ یقین شد که دانا دلت پیر توست ‎ ‎ نترسد ز دریا و هر چه اندروست

عجب هائی دریا اگر منکرست ‎ ‎ ترا دل ز دریا دلاور ترست

---

۴ - سس ا: بیاز د سر - ۸ - سس م: ردیف رهر دو مصراع - خویش. سس ۱۱: دریا زدهم سشت خویش

ترا میرسد کین تماشا کنی　　بدین قطره آشنای دریا کنی

کنون باز کن دیدهٔ پیش بین　　تمنای اندیشهٔ خویش بین

بگفت این و برداشت بانگ بلند　　که زلزال در قعر دریا فگند

بشوریدن آمد همه آب شور　　تهی شد ز پهلوی بیننده زور

۵ دران جوشش دریا که می شد باوج　　شتابنده شد جانور فوج فوج

نهنگان هائل هزاران هزار　　سری همچو کوه و دهان همچو غار

بلا لقمهٔ کام خندان شان　　اجل چاشنی گیر دندان شان

کهن ماهیانی بهیکل شگرف　　پلی بسته هر یک بدریای ژرف

جهانی دراز و ز سر تا بدم　　که دریا به پهنای شان گشت گم

۱۰ کشف هر یکی گشت کوهی روان　　چو پیلی برافگنده برگستوان

چو این اژدها شد پدیدار نهفت　　نماینده با شاه بیننده گفت

کزین جانور کایدت در حضور　　یک آسیب اگر بر تو آید ز دور

چو شیشه ز سنگی دگرگون بود　　اگر کوه بروی زند چون بود

شهش گفت کو را ستایش سزاست　　که بی منت تو نگهبان ماست

۱۵ سروشش از جهان پاسخ دلپسند　　دهان اژدر ادب کرد بند

پس آنگه در ایشان جهان تیز دید　　که یک یک شدند از نظر ناپدید

۱۴۔ مس ۲ ب: که او در همه جا نگهبان ماست

چو آں شعبده عزمِ ره ساز کرد　　جهاں بازیِ دیگر آغاز کرد

همه آبِ آں کارگاهِ و بال　　شد آئینهٔ پُر هزاراں خیال

طرف بر طرف شد کراں تا کراں　　جهانے پُر از آدمی پیکراں

معلّق زناں سو بسو در شتاب　　چو طفلاں که بازی کنند اندر آب

۵ همه بوزنه صورت و سُرخ روئے　　بجز نورِ زنخ هیچ نارسته موئے

بروں جسته ازیں پردهٔ آبگوں　　چو لعبت که از پرده آید بروں

نهادند رو چوں بشیشه پری　　در آئینهٔ صافِ اسکندری

کشادند با کارفرماے خود　　برسمِ خود اندیشه‌هاے خود

در ایشاں چو شه کرد نظّارهٔ　　بحیرت فرو مانده یکبارهٔ

۱۰ به پرسید کیں قومِ پوشیده زیست　　کیانند و ایں قوم را نام چیست

اشارت که از دست و پا میکنند　　چه رازست بهرِ چه را میکنند

حدیثے که بود آشکار و نهفت　　چو پرسنده پرسید گوینده گفت

که ایں طائفه مردمِ آبی اند　　که پوشیده از چرخِ دولابی اند

به نیروے من سوے تو رانده اند　　چو دیدند حیراں فرو مانده اند

۱۵ که ایشاں که در آب ماهی وشند　　همه تا بدیں جاے کمتر کشند

منم ترجماں کاندریں حسبِ حال　　بگفتارِ خود می کنندم سوال

---

۹ — س و م ۱: گشت نظارگی — س ۲: یکبارگی - ۱۵ — س و م ۲: بهٔ

که ای بیوفا مردم ناسپاس　　که لطف خدا را نهٔ حق شناس

جهان را بدیدی ز زیر تا بزیر　　نه گشتی ازین گشت بیهوده سیر

ز چندین به خشکی و تری خرام　　چه حاصل شدت جز تماشای خام

دل هر دم از پرده بیرون شود　　چو قوت از شکم داری افزون شود

۵ دد و دام چون یافت مقدار خود　　فراهم نشیند پس کار خود

اگر پیل زرفست و گر گرگ و شیر　　صبوری کند چون شکم گشت سیر

همه جانور چون بود بیغمی　　به فتنه بکوشد مگر آدمی

که چون توشه کم شد ملولی کند　　وگر پر شود بوالفضولی کند

کند هرچه اندیشه روی گمست　　ز مردم تبرا ز هر مردم ست

۱۰ سکندر که گفتار شان گوش کرد　　سخن را فرو خورد و خاموش کرد

دگر ره بدستوری رهنمای　　زمانه ز پیکر تهی کرد جای

دگر بار در جنبش آمد سروش　　باطراف دریا در افتاد جوش

سیه روز نی گشت پیدا ز دود　　که پنهان شد از چشم بیننده نور

دونده چو برق از قوی پیکری　　نه در خشکی این نوع نی در تری

۱۵ مثالی ز گفتار شایان نداشت　　دو روز و دو شب رفت پایان نداشت

زبس طرفه کامد نمودار او　　عجب ماند بیننده در کار او

---

۳ ــ س۲ : زین تمنای خام

دگر ره بشورید دریا چنان   که رفت از کفِ مرد دانا عنان

عجب هیکلے دیگر از آب رست   بسے زاں عجب ترکه دیده نخست

گذشت از نظر کوهِ دریا خرام   تمام از پسِ هیچ روزش تمام

که قامتے بود ارچه بے سنگ بود   که در قعرِ دریاش ره تنگ بود

۵ چو رفت آں قیامت به پرده درون   قیامت شدے دیگر آمد برون

پس از هفته دید پایانِ او   که گم گشت دریا در آئینِ او

چو یکسو گذشت آں شگفتِ خیال   شگفتی دگر گشت جنبش سگال

بشورید دریا چناں تا بدیر   که زیر و زبر شد زبر تا بزیر

جهانے ز پیشِ نظر شد نهاں   دگر گشت پیدا جهاں در جهاں

۱۰ زجنبید گاے که رفتند پیش   پدیدار دیگر بمقدار بیش

بهر جانبے کو گزرگاه داشت   شکم بر ثری پشت بر ماه داشت

بقدر دو هفته دراں چارسوے   جهاں بود تیره ازاں تیره روے

جهاندار با آں دلِ زورمند   فرو ماند بے طاقت و مستمند

سلامت در افتاده بودش زپاے   بهمت همیداشت خود را بجاے

۱۵ میانجی دراں معرضِ عمرکاه   چو شکلِ دگر دید سیماے شاه

بجنبید در پرده گوشش سوال   که چون دیدی ایں پردهٔ پُر خیال

---

۳ - م۲ : پنجروز تمام - ۶ - س۲ : در ایوان او - ۷ - م۱ : چو یکسر گذشت آں شگفت از خیال

بخاطر هنوز این تمنا کنی — کزین گونه گنجے تماشا کنی

شه ارچه بدل داشت بیش از قیاس — هراسے که بودست جائے هراس

هم از عاجزی پشت را خم نکرد — ز نیروے دل ذرهٔ کم نه کرد

بدو گفت کاے برنهاں پرده دار — درین پرده دیگر چه داری بیار

بپاسخ سروش پسندیده گفت — که دانسته را بر تو نه توان نهفت

چنین ره نوشتم زالهام غیب — کت از نقد هستی تهی گشت جیب

سبک شو که جاے گرانیت نیست — زمانے فزون زندگانیت نیست

تو دانی که در زیر دریا شدن — بسے سهل باشد ز بالا شدن

ور از وعدهٔ رفته گیری شمار — ز صد روز ماندست باقی چهار

سه ماه زیر دریا شده رهگراے — سه شب چوں ره رسیدن بجاے

جهاندار ازاں پاسخ هولناک — به بیهوشی آمد ز بیم هلاک

ولش داد گویندهٔ راه بین — که ترساں بود مرد کوتاه بین

ازینجا که دورست امید جاں — بروں تا نیائی نیابی اماں

هنوزت بسے دل فروزی بود — جمال عزیزانت روزی بود

و گر دل نظاره داری هنوز — بدریا دروں کامگاری هنوز

پس از ره نوشتن بچندیں شتاب — چه دیدی دو هفته دو سه گرم آب

بود جانور کاید اندر خرام — تماشش نه بینی بسال تمام

همان دیده کاندیشه در وی گم ست | نه اندازهٔ دیدنِ مردم ست
دلاور تو بودی در این داوری | که دل را بر دیدنت یاوری
زمان سیل دریا ز اندازه بیش | همان به که خالی کنی جای خویش
تو با آنکه دیدی عجبها بسی | من از تو ندیدم عجب تر کسی
۵ وگر با شدت زین عجب تر نیاز | یکے دیده بربند و بکشای باز
ملک گوش بر گفتِ همدم نهاد | بفرمانِ او دیده بر هم نهاد
چو بکشاد چشم چپ و راست دید | همان دید چشمش که میخواست دید
چو دیده شگفته بهارے بر آب | برون جست از برج چون آفتاب
بدریا درون ماهیِ خورده دم | برون آمده یونسے از شکم
۱۰ چو الیاس و خضر آگهی یافتند | سوے مونسِ خویش بشتافتند
کشیدند قاروره را ابر زبر | نه قاروره بل کانِ یاقوت و زر
بواجستنِ درِّ دریا نواز | دهانِ صدف را کشادند باز
متاعے که در دُرجِ گنجینه بود | مُصوّر خیالے در آئینه بود
چنان یوسفے گشت یعقوب رنگ | برآمد چو یوسف ز زندانِ تنگ
۱۵ گرامی تنش باز مانده ز زور | نمک در بگداخته زآبِ شور
بزرگان که دیدند دیدارِ او | بماندند در حیرت از کارِ او

---

۸ ـ م۱ : چه بینید شگفته بهارش بر آب

شدندش بہ تعظیم آئیں پرست | بسے بوسہ دادند بر پاؤ دست
نہادند بالش ز مشکیں حریر | برآمد ملک تکیہ زد بر سریر
پدر را ز رنج و وبالے کہ دید | بپرسید می گفت حالے کہ دید
نیوشندگاں چوں صدف جملہ گوش | دہن ہا چو سوراخِ گوہر خموش
دریں بود کز چرخِ فیروزہ وش | سروش آمد و مژدہ داد خوش
کہ فرماں بریں گونہ دارم ز غیب | کہ زودت رسانم تمنا بجیب
زہے کامدی ہژدہ سالہ تمام | شبے درمیاں کن بمنزل خرام
بگو تا بہ آہنگِ راہِ دراز | ز ہر سوے در جنبش آید جہاز
یقیں گشتہ بود ارچہ از جانِ پاک | کہ خاکش دواند ہمی سوے خاک
ولے چوں دلش سوے دیدار بود | غمِ جاں نہ چنداں دشوار بود
ہمانجاں سوے راہ جویانِ خویش | بہ رسمِ رہ آورد می برد پیش
اسیرے کہ تیمارِ ہجراں خورد | مکن باورش گر غمِ جاں خورد
بزنداں درون مرگ با دوستاں | بہ از عمرِ صد سالہ در بوستاں

حکایتِ مردے کہ عمر از برائے وفائے دوستاں خواست و بیوفائی نخواست

شنیدم یکے را ز اہلِ امید | بجاویدیِ عمر نوشد نوید

بشارت رسان را خبر جست باز ... که با من که ماند چو مانم دراز

بگفتا که از مردمِ هم نفس ... نماند کسے هم تو مانی و بس

نیوشندهٔ راز بگریست زار ... که ناید چنیں زندگانی بکار

نشسته من و دوستاں برگذر ... بود هر زماں مرثیے تازه تر

برِ عزیزاں تو ان شاد زیست ... چو این نیست پس زیستن بهرِ چیست

سکندر که گیتی خداوند بود ... هم صحبتاں دیر پیوند بود

چناں تاختی گردِ عالم چو باد ... که یادش نبودی ز پیوند و زاد

چو هنگامِ رفتن فراز آمدش ... بدیدار خویشاں نیاز آمدش

ازاں مژدهٔ خوش که دادش سروش ... شهنشاه ز شادی برآمد بجوش

براں گریه کز شادمانی بود ... نمش چشمهٔ زندگانی بود

سرشکے که صافی کند سینه را ... بشوید ز دل دردِ دیرینه را

بفرمود فرماں دهِ تخت گیر ... که در جنبش آرند چوبیں سریر

برین عزم لنگر ز دریا کشند ... سرِ بادباں بر ثریا کشند

بفرمانِ فرمانروائے جهاں ... رواں گشت کشتی ز جائے چناں

پلِ چوب در جنبش آمد بر آب ... عجب کاب آهسته پل در شتاب

شبا روز از رفتنِ بے درنگ ... چو بر آبِ دریا زدود دیده زنگ

دوم روز کز چرخ درگشت روز ... نگوں گشت خورشیدِ گیتی فروز

شتابنده کشتی بهر سو قطار　　که پیدا شد از دور دریا کنار

فرومانده بیننده رهگرای　　بحیرت دران کار حیرت فزای

که راهی بران دوری دیریاز　　چگونه برین زودی آمد باز

همه کس دری از تعجب کشاد　　مگر پاک دینان و پاک اعتقاد

۵ کسی را که باشد یقین رهنمای　　دو عالم دو گامش بود زیر پای

شگفتی که دارد حوالت بغیب　　تو عیبش کنی کفر باشد نه عیب

دران لحظه کامد به فرخندگی　　بدان مردگان مژدهٔ زندگی

بهر پیکری تازه گشت آب و رنگ　　فراخی درآمد بدلهای تنگ

چو دیدند صحرانشینان ز دور　　درفشان درفش سکندر ز دور

۱۰ شکسته دلان را فزون گشت زور　　بدلهای لشکر درافتاد شور

به گلزار امید باران رسید　　نشاطی بامیدواران رسید

ز هر جانبی آدمی خیل خیل　　شتابنده شد سوی دریا چو سیل

ز انبوه خلقی ز هر بوم و مرز　　کرانه چو دریا درآمد به لرز

همی تاخت هر غم کش ممتحن　　طلبگار گم کردهٔ خویشتن

۱۵ سکندر چو بر شط دریا رسید　　خروش سپه بر ثریا رسید

رسیدند گردن کشان سپاه　　همه آرزومند دیدار شاه

---

۳ - س ۲: آمد فراز - ۴ - س ۱: همه کس دری در تعجب فتاد - ۹ - س ۲: ز نور - ۱۰ - م ۲: بدریای

چو گشتند شاد از نشاطِ حضور — نهادند بر خاک تارک ز دور

ہماں پورِ اسکندرِ اسکندروس — ہمیں آمد و خاک میداد بوس

چو چشمِ پدر در جگر گوشہ دید — دلِ خستہ را از جگر توشہ دید

نظر سوے او کرد و بگریست زار — بداں ساں کہ بر گلبن ابرِ بہار

ستارہ فشاں چشمۂ آفتاب — سوے برجِ خاک آمد از برجِ آب

بر آمد ز دریاے زنگار گوں — چو ابرے کہ آید ز دریا بروں

ز سرتازہ شد سروِ آزادِ کہن — در آمیخت شمشاد با سروِ بن

ز ہر دیدہ سیلے بصحرا رسید — کزاں سیلِ طوفاں بدریا رسید

ہمہ تشنۂ شاہِ دریا نشاں — بدل تشنہ و ز دیدہ دریا فشاں

چو دیدند باغے خزانی شدہ — سہی سرو از و خیز رانی شدہ

بیفزود در پوست خونش چو مشک — نہالش بدریا درون گشت خشک

بگریہ تہِ پایش قدح خم زدند — بر آں شاخِ پژمردہ شبنم زدند

چو آسودہ گشتند لختے ز جوش — در آمد بسرہاے شوریدہ ہوش

جہاندار منزل بجز گاہ جست — ز صحرا سوے بارگہ راہ جست

عماری کشاں پیش بردند مہد — نشست اندراں شاہِ فرخندہ عہد

ملوک از لبِ آب تا بارگاہ — نثار افگناں می نوشتند راہ

طبقہاے گوہر در آمد بموج — سرِ تودہاے گہر شد بہ اوج

چنان شد زمین پر ز لولوی پاک — که با قعرِ دریا قرین گشت خاک
دُر و لعل چندان فرو ریختند — که دریا و کان با هم آمیختند
پناهنده زان بخششِ راستین — نه دامن تهی داشت نے آستین
درآمد بدینگونه گیتی پناه — چو خورشید در سایهٔ بارگاه
برآمد بر اورنگِ شاهنشهی — سوے بالش آورد پشتِ مهی
رهِ بار بر عالمے تنگ داشت — که در عالمے دیگر آهنگ داشت
بفرمود کز خاصگانِ سراے — بجز خاصگان کس نماند بجاے
رقیبانِ خلوت برون تاختند — ز آیندگان پرده پرداختند
برون رفت هر کس ز پیشِ سریر — جز آنان کز ایشان نباشد گزیر
چو نامحرم از بارگه گشت باز — کشایندهٔ راز بکشاد راز
چنین گفت با پیشوایانِ کار — که مارا دگرگونه شد روزگار
نگون می شود کوکبِ تابناک — فرو می رود آفتابم به خاک
هراغه ببسے کرده شد بر سریر — بسیفورِ رومی و چینی حریر
کنون گاه آن ست کاریم پشت — ز دیباے نازک بخاکِ درشت
فرو ریخت شاخِ اُمیدم ز بر — دماغِ رعونت برون شد ز سر
زمانه بکین دست بر من کشاد — چه باشد چراغے بطوفانِ باد
درآمد بگلزارِ من برگ ریز — زباغم بهر گلبنِ رستخیز

سرم را چو خوابِ قیامت بود — کنون گرچہ بیدار گردم چہ سود

زہم صحبتاں ہر کہ را بنگری — کند تا گہِ مرگ یاری گری

زمیں چوں پئے بندِ زمانم دہد — کہ یارد کزاں بند امانم دہد

سرافرازیِ مرد چنداں بود — کہ گلدستۂ عمر خنداں بود

۵ چو قالب تہی گردد از جانِ پاک — چہ بر فرشِ دیبا چہ بر روئے خاک

دریں دم کہ از شغلِ ایں کارگاہ — بملکِ دگر می زنم بارگاہ

زچنداں بزرگی بدرگاہِ من — بجز حسرتے چیست ہمراہِ من

چو من دامنِ عمر در خوں زنم — وزیں کوچہ گہ خیمہ بیروں زنم

مرا در سہ[۳] تدبیر یاری کنید — دریں ہر سہ[۳] کار استواری کنید

۱۰ نخستیں وصیت دریں داوری — بفرزندِ خود باید ہم یاوری

کہ در قصرِ من اوست بخشندہ باغ — ہم از گوہرِ من فروزد چراغ

دوم آں کہ بر عزمِ صحرائے راز — ق — چو در مہدِ عصمت کنم پا دراز

در آندم کہ غلطم بصندوق پست — زصندوق بیروں کنندم دو دست

کہ تا چوں بخانہ گرایم زراہ — کند ہر کہ بیند بہ عبرت نگاہ

۱۵ کہ چوں من ولایت ستانے شگرف — ق — ز قطعِ زمیں تا بدریائے ژرف

بفیروزی از چرخِ فیروزہ فام — ۲ — بضبطِ خود آورد عالم تمام

جہاں داد از زورِ بازوئے من — ۳ — ہمہ نقدِ خود در ترازوئے من

۱۷۔ س، ل، ب: جہاں دیدہ

زچندیں زر و گوهرِ بی شمار   تهی دست رفتم سرِ انجامِ کار

بگویید تا خلقِ نظّارگی   ببینید این روزِ بیچارگی

تمنّاء بیشی ز دل کم کنند   نه بر من که بر خویش ماتم کنند

کسی کو مرا بیند ار کس بود   نمودارِ من پندِ من بس بود

۵ سوم آن که چون نوبتِ آن شود   ق   که تن در دلِ خاک مهمان شود

در اسکندریه که جائی من ست   ۲   بنا کرده رسم و رای من ست

گرانیدم از تختِ زر در مغاک   ۳   ودیعت سپارند خاکی بخاک

دو سه روز در زندگی داشت بهر   همی زد نفس با بزرگانِ دهر

بهر کار کاسود رایش بر آن   وصیت همی کرد با مهتران

۱۰ چو با استواران قوی کرد عهد   زایوانِ خاکی برون برد مهد

نهان گشت خورشیدش اندر نقاب   فرو رفت چشمش بزندانِ خواب

دلِ مهربانان در آمد بجوش   کشیدند چون ابرِ گریان خروش

چو گردد گل از بوستان گوشه گیر   ز مرغانِ بستان برآید نفیر

سهی سرو گردد چو در خاک پست   دلِ باغبانان در آرد شکست

۱۵ جریده کشایانِ تاریخ ساز   بچندین نمط بسته اند این طراز

چو کردم بهر نامه باز جست   ق   چنان بود نزدیکِ بعضی درست

---

۴ - س ۲ ÷ پنداو - ۵ - س ۲ ÷ پنهان - ۸ - س ۲ ÷ شهر

که رخشنده خورشید گیتی خرام　　برآمد ز روم و فرو شد بشام

گروهے دگر کرده اند اتفاق　　که در حدّ بابل شد از خویش طاق

چو خاکی شد اندام چوں صندلش　　سپردند در دخمهٔ چندلش

اگر راست گوئی ز جویندگاں　　چنیں گوید از راست گویندگاں

که با شاهِ دانا حکیمانِ راز　　ز رازِ فلک گفته بودند باز

که روزے کشاید سپهرت بکیں　　که زرّیں شود آسمان و زمیں

هماں خوردخوارت بود زرِّ پاک　　پس از خوردنِ زر شوی خوردِ خاک

چو ایں نکته با عقل گوشی بداشت　　نیوشنده در دل نیوشی نداشت

بروزے که آں نوبت آمد فراز　　ملک بود با لشکرِ رزم ساز

برابر شد از تیغ با همسرے　　شکستے در افتاد با لشکرے

چو لشکر در افتاد و لشکر شکست　　خراشنده تیر از خراشے بخست

خدنگے که گردد به پولاد غرق　　رسید از کمیں ناگهانش چو برق

بسے طرفِ جوشن بدو نیم زد　　ز پولاد بگذشت و بر سیم زد

شد آزرده زاں خارِ گلنارِ او　　سرایت بجاں داشت آزارِ او

چو بیهوشی از دست بردش زمام　　فرود آمد از تازیِ تیزگام

زتن کرد خفتانِ زرّیں رها　　برآورد چوں گنج را اژدها

زخود رفت شیری فراموش کرد　　دراں بیخودی خوابِ خرگوش کرد

وشاقاں بہ پیراہنش تاختند
ز درعِ زرش سایباں ساختند

چو زاں خوابِ خوش ہوش باز آمدش
ز خفتن بخوردن نیاز آمدش

بسے باز جستند کم بود خورد
مگر بیضۂ زردہ بود زرد

ز بہرِ خورش کام گیرد درشت
کہ نتواں فرو بردنش جز بمشت

چنیں توشہ را در چنیں جایگاہ
بتعظیم بردند در پیشِ شاہ

جہاندار بگذشت ازاں گوشہ
ربود از برائے عدم توشہ

چو نا خوردہ بر آب لب ساز کرد
نظر زیر و بالائے خود باز کرد

زمین و سپہر از زرِ ناب دید
نمودارِ ناں ہم براں آب دید

بہر سنگِ قرہ در کشاد آمدش
ز گفتارِ گویندہ یاد آمدش

شنیدم ہماں و زا زیں تنگنائے
بدروازۂ غیب شد رہنمائے

دریں ماجرا گفت ہر کس بسے
نبود استواری بگفتِ کسے

بتحقیق چوں بستند ایں خیال ق
بریں جملہ کردند تحقیقِ حال

کہ بر شطِّ دریائے مغرب ز دہر
بروں آمد از آب و شد خاک بہر

بہر سو کہ خاکی کنی پائے خویش
رود عاقبت خاک بر جائے خویش

چو خاکِ تو وامِ زمین ست و بس
زمیں وامِ خود چوں گزارد بکس

چو رخشندہ شد گوہرِ تابناک
ودیعت سپردند در گنجِ خاک

بسے دست بردیم بالا و پست — برین در کلیدے نیامد بدست

کجا دانہ دارد بہ خشخاش در — کہ چوں می دہد کشتِ خشخاش بر

کجا ہفت دریا حدِ مردم ست — کہ در قطرۂ ہستیِ خود گم ست

بیا ساقی آں جامِ دریا درول — کزو گوہرِ مردم آید برول

بدہ تا نشاطے بروں آرد دم — برد سنگ و گوہر بروں آردم

بیا مطرب آں مایۂ دل خوشی — کہ صوفی کند زو ملامت کشی

بگو تا دمے خرقہ بازی کنم — بے دلقِ خود را نمازی کنم

گفتار در دورِ مدامِ شیشہ سرنگوں کہ پیمانۂ ہمہ را
پر کند و یاد کردنِ حریفانِ رفتہ را کہ از گردشِ
روزگار و دورِ پیش از ین بخواب گشتند و چناں خفتند
کہ سر در صبحِ قیامت بر کنند و ما نیز چناں خفتیم کہ
ایشاں و گوش مالیدنِ خواب آلودگانِ غفلت را
تا بر سرِ ایں چاہِ بے بن پائے ہوش نہند

اگر دانشے داری اے نیک راے — یکے گردِ اندیشۂ خود گراے

نگہ کن درین چرخِ دولاب گرد — کہ چون ہر زمان می برد آبِ مرد

چہ دلہا کز آسیبِ غم گرد خورد — چہ سرہا کہ در خاکِ خواری سپرد

کس این ماجرا زو نہ پرسید باز — کزین رہ نوشتن چہ داری نیاز

۵ چہ شکل ست کین دورِ ظلمات و نور — زگردندگی نیست یک لحظہ دور

رواقے برآوردن از خاک و آب — چو شد ساختہ باز گردد خراب

خیالے بہر پیکرے ریختن — طلسمے بہر گنج انگیختن

مبین دلکش این منظرِ شیشہ فام — کہ در شیشہ کرد او جہان را تمام

چو کرد او جہان را بشیشہ درون — تو از شیشۂ او کے آئی برون

۱۰ سراپاے این بادِ فتنہ زاے — کہ بینی پر از چشمِ گیتی نماے

ہمہ چشمہایش کہ بیش و کم ست — نہانی بنظّارۂ عالم ست

زچندین نظرہاے عالم فروز — ببین تا چہ دیدی و بینی ہنوز

جہان غرقِ نادیدہ دریاے شور — کہ بالاست آب و تہش چاہِ کور

بسا حالِ مردم کہ گشت و گذشت — کہ از حالِ خود چرخ موئے نگشت

۱۵ بسا نو کہ کہنہ شد از روزگار — جہان کہنہ و ہمچنان برقرار

یکے کم شد و دیگرے خاست نو — کہ ہست این جہان جاے گشت و دو

---

۳ - س۱ : ز ادگشت خورد - ۱۳ - س۲ : بالاش کو زِ تہش جاے گور

دریں کشتن و باز کردن درود — ندانم غرض باغباں را چہ بود

یکے باز کن پردہ زیں خاکِ زرد — کہ دیباے چیں بینی اندر نورد

ہرآں لالہ و گل کہ در گلشنے ست — بنا گوش و رخسارِ سیمی تنے ست

بسا دیدہ کز سرمہ آزاد گشت — کہ ناگہ زخاکِ سیہ یاد گشت

۵ بسا در کہ گم شد دریں خاکِ پست — کہ از خاک جز خاک نامد بدست

بسا تن کہ او بارِ صندل نہ برد — کہ در زیرِ انبارِ گِل شد چو ھرد

بناے کش از گل بر آری برآب — بسے بر نیاید کہ گردد خراب

چو در کیسۂ مردم ایں نقدِ خاص — ز تاراجِ دزداں ندارد خلاص

بیا تا کنیم آں چناں رخت پیچ — کہ جز نامِ نیکو نداریم ہیچ

۱۰ بمعشوقِ یک شب چہ باشیم شاد — کہ مہمانِ عمری شود با بداد

مکن میلِ ایں خاک چوں ناکساں — کہ پیوندِ او نیست جز با خساں

مباش از نواے فلک ناشکیب — کہ چشمش چو ہندوست آہو فریب

کشندہ کہ بر آہو آواز راند — ز تن جانِ او را بہ آواز خواند

صفیرے کہ صیاد زد گرد دام — ز مرغ ارغنونِ اجل یافت نام

۱۵ جہاں پایہ ندھد مگر شوم را — کہ ویرانہ میموں بود بوم را

چہ باید از آں دانہ خرسند بود — کہ با جاں ہیسم زخواہد بود

۴ - س[۱] ؛ خوردہ گشت - ۹ - م[۲] ؛ کہ جز نام باقی نمانیم ہیچ ۱۲ - م[۲] ؛ کہ آں کحن ہندوست آہو فریب

۱۶ - م[۱] ؛ بداں دادہ

جہاں را چو نیکو شناسد کسے　　متاعِ جہاں را بجوید بسے

دریں خواں کہ حلوائش خاکسترست　　جگر اول و شوربا پسترست

ہماں طفل را مادرِ دستگیر　　بخوں پرورد اوّل آنگہ بشیر

منہ دل دریں باغِ ابلہ فریب　　کہ خر زہرہ را نام کردست سیب

۵ ندانم کسے راز دانندگاں　　کہ خواند در لوحِ پایندگاں

دو رہ دارد ایں تنگنائے دراز　　کہ در رفتن و آمدن ہر دو باز

ازیں ہر زماں تو برے میرود　　یکے آید و دیگرے میرود

دریں مرحلہ بار نتواں نہاد　　درِ مرگ را خار نتواں نہاد

چہ سازی رواقے کز آں رفتنیست　　غمِ کالبد خور کہ جاں رفتنیست

۱۰ چہ باید بر آراستن منظرے　　کہ خواہد شدن منزلِ دیگرے

حکایت لقمانِ حکیم کہ نہصد سال عمرِ او بود تا آفتابش برسرِ دیوار رسید ر سایۂ دیوار گذشت

شنیدم کہ لقمانِ دانش پژوہ　　کہ آمد زبس زندگانی ستوہ

۱۵ دراں عمر کز نہصد افزونش بود　　قد از حجرہ یک نیمہ بیرونش بود

عمارت نکرد آنقدر در خراب　　کہ ایمن بود زابر و از آفتاب

---

۲ ـ س۲ ÷ زیربا ـ ۵ ـ م ÷ ندانم کسے راز آیندگاں + کہ خواند در لوح پایندگاں

۷ ـ م۱ ÷ در و ہر زمانے سرے میرود

فراوانش گفتند برنا و پیر
که مردم ز مسکن ندارد گزیر

بگفتا که از بهر اندک نزول
نشاید شدن میهمانِ فضول

چو در خانه مهمان فضولی کند
دلِ میزبان زو ملولی کند

اساسے چه باید بعیوق برد
که فردا به بیگانه خواهی سپرد

آرام یافتنِ دوران سکندر از شربتِ اسپین و سر
باز زدن اسکندروس که پسرِ اسکندر بود از افسری
و تختِ برتری و رختِ خود بصحرا بر انداختن و دامنِ
صحبت با خارهاے بیابان دوختن و بالش یافتنِ
نهالِ دعوس که هم از شجرهٔ سکندر بود و بیانِ
تفاوتِ فوت و دفنِ سکندر و اختلافِ مورخان
و در اختلافِ ایشان جرح از تاریخ

دُر افشانِ این گنجِ دانِ کهن
چنین داد گوهر ز گنجِ سخن

که چون گوهرِ تاجِ اسکندری
ز دریا بر آمد به نیک اختری

از انجا بصحرا علم بر کشید
ز صحرا بصحراے دیگر کشید

قدم تا بزد بر سرِ خاک و آب   نکرد آب و خاکش برفتن شتاب

دلش کز خرد بود بنیاے حرف   درین داوری داشت فرِّ شگرف

که چون این جهان سر بسر گرد رام   بشد کاں جهان نیز گیرد تمام

دران روز کز چاشنی هاے دهر   شد آمیخته شربتِ او بزهر

همه منتظر بهرِ عیش و نشاط   که دود فلک در نوشت این بساط

بزرگاں که بودند دانائے راز   حدیثِ نهفته نه گفتند باز

همی داشتندش به پرده نهاں   که غوغا بود مرگِ شاهنشهاں

نقاب از غرض بر نینداختند   نهانی همه چاره می ساختند

سگالش نخست اندراں کار بود   که بر خاکِ در خفته ناچار بود

چو دیدند شه را بخوابی چناں   ق   بداں تیرگی آفتابے چناں

رسیدند پیرانِ روشن ضمیر   کشادند ز اندامِ نازک حریر

گریباں بافسوس کردند چاک   به آبِ دو چشمش بشستند پاک

فشاندند بر یاسمینش گلاب   سرشتند مشکش بکافورِ ناب

خزِ نیلگوں بر وے انداختند   بمهدِ زرش خوابگه ساختند

ز تدبیرِ شه چوں فراهم شدند   نهانی به تدبیرِ عالم شدند

نشستند فرمانروایانِ ملک   ق   باندیشه با نیک رایانِ ملک

که افسر به پورِ سکندر دهند   همه گنج دریا به گوهر دهند

چو بودند هر یک خردمند چست　ق　بعهد استوار و به پیمان درست

نگشتند یک جو ز پیمان و عهد　　بفرمودهٔ شاه کردند جهد

بفرزند فرزانهٔ سرفراز　　پیام سکندر نمودند باز

که ما را چو شد فرض بر جان و تن　　وفای ولی نعمت خویشتن

۵ تو بنشین بجای پدر بر سریر　　که مانندگانیم فرمان پذیر

اگر دست گیری سر افگنده ایم　　وگر تیغ رانی همت بنده ایم

ازان بوی پاکی که در دین ماست　　نمک گنده کردن نه آیین ماست

بزرگی و شاهی بر آزادگان　　نیاید جز از پادشازادگان

شرف مسند کامیابی بود　　اسد خانهٔ آفتابی بود

۱۰ مپندار خود را که خردست سال　　که بختت بزرگست و فرخنده فال

بخوردی مدان پایهٔ خود بزیر　　که لابد بود بچهٔ شیر شیر

به طفلی مبین در شمار روزگار　　که بس باشدش دولت آموزگار

محیط ارچه عالم نوازی کند　　در و ماهی خورد بازی کند

بکوه ارچه شیب و فراز ست تنگ　　کف دشت دان زیر پای پلنگ

۱۵ بطی کو بر آب ست جولان پذیر　　به نزدش چه طوفان و چه آبگیر

بزرگی نه زیباست بر بدنژاد　　که بر گاو نتوان عماری نهاد

---

۸ - نس ۲ : نشاید

چو دولت بشاهین دهد دستگاه — غلیواز را کس نه دوزد کلاه

بپاسخ ملکزادهٔ هوشیار — فشاند از صدف لولوی شاهوار

چنین گفت کای دوستداران من — ق — به پیوند اخلاص یاران من

شکی نیست کاں زاده باشد تمام — که آبای خود را کند زنده نام

نه دوده که دودی بود تیره داغ — که بر دودمان بر نیارد چراغ

بود بی خلف مملکت کاسته — که تاج از گهر گردد آراسته

ولی همتم را ز اکلیل و تخت — قضای پدر عبرتی داد سخت

نه من زانجهان پادشا برترم — کزین ضربت آزاد ماند سرم

سکندر جهان مقبل کائنات — چو لب تشنه میرد ز آب حیات

ز چندین زمین کو ته پای سود — بجز چار گز بهرهٔ او چه بود

ازاں گنج کز روی عالم سترد — نگر تا سرانجام با خود چه برد

چه کار آید آں ملک حسرت فزای — که شه میرود ملک ماند بجای

چرا باید آں تاج بر سر نهاد — که پیش از تو صد چون تو دیگر نهاد

شهی گرچه جویان عز و علاست — بصورت بزرگی بمعنی بلاست

بلا بر بزرگاں بود بیشتر — که خرداں نیایند پیش نظر

زنی تیر بر پیل صد بی شکی — که بر پشه نتوانی از صد یکی

چو خواهی که خوش خسپی ای نیکبخت — ز گنجی که غوغاست بربند رخت

گلیمے کہ با تن بود سازگار ‎ بہ از بستر پرنیاں پُر زخار

چہ زیباست ایں نطعِ زنگیں بزیر ‎ نشینندہ را گر گزارند دیر

چو ایں نطعِ دیرینہ پیراستیم ‎ نشستیم و آں گاہ برخاستیم

چو گیتی ندارد وفا با کسے ‎ گدائی بہ از بادشاہی بسے

چہ گردیم با شاہ ہر سے ہم نفس ‎ کہ او را وفا نیست با ہیچکس

بسا عمر کز پانصد افزوں نمود ‎ چو بگزشت گوئی دمے ہم نبود

ہمہ سطحِ ایں عرصۂ گردناک ‎ بچشمِ خرد چیست یک مشتِ خاک

نہ دانا توان گفتن آں طفلِ وش ‎ کہ گردد بہ بازیچۂ خاک خوش

بزرگاں بسے کوشش انگیختند ‎ زہر گونہ رنگے درآمیختند

میسّر نہ شد ایں تمنّائے خام ‎ کہ آں مرغِ وحشی درآید بدام

چو حلوائے دم پختہ دودے نداشت ‎ سخن ہر چہ گفتند سودے نداشت

بمعذوریِ خویش بر حسنِ عہد ‎ دگر عہدے را سپردند مہد

یکے را ز خویشانِ تاج و سریر ‎ بآرائشِ فتنہ کردند میر

جوانے خردمند بسیار ہوش ‎ بدیدار مردم بمعنی سروش

باختر بلند و بگوہر تمام ‎ بلند اخترش کرد در غوش نام

دلِ ہمگناں یافت بروے قرار ‎ کہ ہم دادگر بود و ہم ہوشیار

ہماں پورِ اسکندر اسکندروس ‎ رہا کرد ملکے چو زیبا عروس

ز پیوندِ ہستی برون برد تن | بدنبالِ گم گشتهٔ خویشتن
روان گشت و اخترِ تابناک | یکے سوے صحرا و گہ سوے خاک
چو پوینده بر داشت گامِ فراخ | نشیننده بر آسمان برد شاخ
ازان سایہ گستر درختِ بلند | پناہندہ آزاد گشت از گزند
۵ کرم غالب و ظلم فرسوده گشت | جہان ایمن و شکر آسوده گشت
بہ کہتر نوازی و دین پروری | ز سر نو شد آئینِ اسکندری
بکار آمد آئینِ کار آگہان | شد ایمن ز غوغاے غارت جہان
چنان زنده شد ایمنی را نفس | کہ مرگِ سکندر ندانست کس
جہان برگرفت از سلامت نقاب | سرِ فتنه را حاجت آمد بخواب
۱۰ چو شد لشکرے بے سر آرام گیر | روان گشت فرمانِ فرمان پذیر
عزاے سکندر در آمد بکار | ہمہ رازِ پوشیده گشت آشکار
نشستند یکہفته بے خورد و خواب | ز غم سینه پُرخون و دیده پُرآب
ہمہ کس ہمی بود گریان چو میغ | دریغے کہ بودست جاے دریغ
ہمان مرغِ نو بر سرِ سرو بن | بنالید بر سروِ آزادِ کہن
۱۵ چو از شرطِ ماتم بپرداختند | شتابنده را برگِ ره ساختند
بتنظیمِ صندوقِ صاحب رحیل | نہادند بر کوہهٔ ژنده پیل

---

۵ — س۲ ن: ملک ۔ ۱۲ — س۲ ن: و سینه کباب

برآمد به پیل آن تنِ ارجمند   چو خورشید بالائے کوهِ بلند

بجنبید لشکر به لرزید خاک   شد از نعلِ اسپان زمین چاک چاک

خرامنده گشتند ازاں مرز و بوم   پس از روزگارے بر آهنگِ روم

به صحرا و کهسار بے گاه و گاه   چو بادِ صبا می نوشتند راه

۵ سه ماه روز تا شب به پیوستگی   نبود اندراں جنبش آهستگی

چنیں تا هلالِ علمها ز دور   بصحرائے یوناں در افگند نور

با سکندریه در آمد سپاه   ز آیندگاں تنگ شد کوی و راه

به برجے که سر داشت با مشتری   رواں کرد صندوقِ اسکندری

خبر یافت بانوے پرده نشیں   که در پرده شد خسروِ روم و چیں

۱۰ نگه کرد چوں در دراں درجِ پاک   بغلطید چوں دانه بر روئے خاک

ز سوزِ جگر گوشه جانش بسوخت   همه مغز در استخوانش بسوخت

دگرگونه شد رنگِ رخسارِ او   بخیری بدل گشت گلنارِ او

ز سر تا قدم خونش آمد بجوش   رمید از تنش تاب و از مغز هوش

شبا روز ز آگاهی از خود نداشت   غمِ عالم از نیک و از بد نداشت

۱۵ زمانے کز آں حیرت آمد بخویش   دلے یافت صد جا ز اندیشه ریش

ز آشفتگی گشت لرزاں چو بید   ز تارک همی کند موئے سپید

---

۶ – س ل ۲ : به شور

زبس غم که با سینه کاهی گریست	بر اندوهِ او مرغ و ماهی گریست
ز آزارِ گلبرگ برگلبنش	بجوں غرق می شد سرِ ناخنش
خراشے که هر دم برخساره کرد	سمن را چو صد برگ صد پاره کرد
چناں می کشید آهِ سینه خراش	که میزد بخورشید مه دورباش
۵ چو هنگامِ آں شد که از بارجاے	کنند میهمانِ عزمِ خلوت سراے
ز اسبابِ کار آنچه می خواستند	بر آئینِ شاهاں بر آراستند
درخشنده درجِ درشاهوار	نهادند بر تختِ گوهر نگار
دراں مرقدِ گوهریں شد نگار	محیطے شده غرق چوں دُر در آب
گرفته مهی در ثریا شرف	کشاده دو سو چوں ثریا دو کف
۱۰ کشیدند بیروں نثار افگناں	بصحرا دُرِ شاهوار افگناں
کسے کا گهی یافت کاں ارچه چیست	تماشاے او کرد و برخود گریست
پیاده همه مهترانِ سپاه	خراماں چو سیاره در گردِ ماه
زغم همگناں را جگر سوخته	ولیکن بهمار لب دوخته
کسے را بفریاد یارا نه بود	که غم بود لیک آشکارا نه بود
۱۵ یکے آں که بر رسم و راهِ سراں	نه شیون بود شیوهٔ مهتراں
دوم آں که چوں مرده شد زنده نام	دراں زندگی هست مردن حرام

۸ ۔ م۲ : غرق در در ناب ۔ س۲ : غرق دریاے آب

چو نام آورانند پایندگاں　　　ندارد کسے ماتمِ زندگاں

کسے کز جہاں نام جوینده نیست　　　گرش عمرِ خضرست ہم زنده نیست

بیک چشم زد باچناں عز و ناز　　　بخاکش سپردند و گشتند باز

دگرگونه فرمود پیرِ کہن　　　ز آرامگاهِ سکندر سخن

مرا گفتِ او باورا فتاد و بس　　　که از دیده زد بر شنیده نفس

که اسکندرِ خفته را جاے خواب　　　درونِ جزیره است بر شطِّ آب

جزیره که اسکندروں شد تمام　　　بدریاے مغرب برآہنگِ شام

چو کشتی دراں شطِّ دریا رسد　　　زیارت کند ہر که آں جا رسد

من آں جا بکشتی فراز آمدم　　　ببوسیدم آں خاک و باز آمدم

چو شد جاے خفتن بخاک اندروں　　　چه اسکندرے چه اسکندروں

غرض چوں سکندر فرو شد بخاک　　　برآمد ز ہر سینه گردِ ہلاک

کس از جوے خویش آب خوردے نداشت　　　کزاں خاک در سینه گردے نداشت

کسے کو کند بر سرِ مرده شور　　　بود ہمرهِ او ولے تا بگور

چو او شد بخاک آں که دل ریش تر　　　نیارد که گامے نہد پیشتر

بود اندریں کارگاهِ ہلاک　　　ہمه عزّتِ آدمی تا بخاک

چو خفت اندراں حجلهٔ در نہاں　　　سکندر نہاں ست وجا گر نہاں

بیا ساقی آں بادهٔ بے خمار　　　فروشوے زیں جانِ خاکی غبار

که چون گم شود جانِ غمناکِ من | نریزد کسے جرعه بر خاکِ من
بیا مطربا واز برکش بلند | برون بر غم از سینہائے نژند
ز سر نو کن آئینِ عشّاق را | بغلغل در آر این کہن طاق را

گفتار اندر مرتّب شدنِ این سفینۂ بحر درون بر رہنمونیِ معلّمِ ہمت و ببادِ قبول رواں کردن و عَوت نجات طلب نمودن و برگشتنِ عمر در سودای این بحور بادبانِ ندامت از دمِ حسرت برکشیدن و قدرے از کرانه گرفتنِ حوالی و خله کردن حواری و در ماندن از آب و کنار برآشنا چون خاشاکِ بحر از آب در کنار ریختن و الواحِ شکسته و حرفِ نادرستِ این سفینه بر امّیدِ مرحمت در چشمہائے انصاف مستتر گردانیدن

مرا خضرِ ہمت خبر داد دوش | ز رازے کش از دولت آمد بگوش

که ای گوهر آمای گنجِ سخن — نوآئین کنِ کیمیای کهن

ازانجا که اقبال یارِ تو بود — فلک ذوق انگیزِ کارِ تو بود

سخن را ابجای زدی بارگاه — که از فرقِ انجم فگندی کلاه

خضر وار زاں موجِ آبِ حیات — بعمرِ تو آمد نوشته برات

۵ سپاسِ خدای کن اندر ضمیر — که بر بهترین پایه دادت سریر

زبان خیر هر دم که رمزیست پاک — رقم کردهٔ غیب بر لوحِ خاک

زجائی که زینساں بکاری رسید — به پیغمبراں نامه داری رسید

ازاں نامه حرفی بصحرا افتاد — که غلغل بنادان و دانا فتاد

ازاں نیمه تنها بهر خاص و عام — دگر نیمه تنها تو بردی تمام

۱۰ زهی عرصهٔ گنجدانِ چنیں — که در وی نگنجد جهانِ چنیں

تعالی الله آں کردگارِ جهاں — که در قطره گرد دریا نهاں

دلت ایں جهاں چوں بشاهی گرفت — برآں زن که آں نیز خواهی گرفت

چو دنیا گرفتی سوی دیں گرای — که دولت بدیں هر دو ماند بجای

دری زن که راهِ رهائی در وست — چراغِ ترا روشنائی ازوست

۱۵ مرا کامد ایں آیهٔ دولت بگوش — خجالت ز مغزم برآورد جوش

بحیرت فرو رفتم اندیشه ناک — سر از خاکساری فرو شد بخاک

---

۴ ـ م۲: بعمرِ ابد تو نبشتی برات ـ ۱۶ ـ م و س۲: فگندم بخاک

دلم ہرچہ کرد از تقاضاے تن ۔ پشیماں شد از کردۂ خویشتن

دمے چوں گزشت آرزو بیش بود ۔ ہوس ہم بر آں رغبتِ خویش بود

بسے خواستم کیں تنِ ارجمند ۔ بزندانِ عصمت کنم شہر بند

نشینم بجاے کہ مردم کم ست ۔ کشم دامن از ہرکہ در عالم ست

۵ ہمہ ہستیِ خود بیک سو کنم ۔ بہ بیغولۂ نیستی خو کنم

ندارم ز دریوزۂ خلق دست ۔ کنم بر سریرِ قناعت نشست

بدوشِ کسے نفگنم بارِ خویش ۔ نہ لیسم مگر خاکِ دیوارِ خویش

نہ بینم بآسایش و رنجِ کس ۔ نہم دل بدرویشیِ خویش و بس

بجز سندرے از جو برآرم خمیر ۔ گلیمینہ را نام سازم حریر

۱۰ نیاز آرم ار نطعم از خس بود ۔ مرا قالیں از قولِ من بس بود

من و ملکِ تجرید و کنجِ حضر ۔ فلک زیرِ پا بوریا زیرِ سر

رحیق آب از اشکِ گلگوں کنم ۔ سفالینۂ خاک پر خوں کنم

چو نوشم ز خونابۂ دل شراب ۔ ہم از پہلوے خود تراشم کباب

چو افتد دل از پختگی در گداز ۔ صدا در دہم قدسیاں را براز

۱۵ سپہر ار بطفلی در آید ز پس ۔ بہ کہتر نوازی برآرم نفس

ز پرہیزگاری علم برزنم ۔ دماغِ ہوس پیشہ را سر زنم

---

۱۲ — س۲: بہ سفالینہ را دل پر از خوں کنم ۔ ۱۴ — م۲: صلا

ورم نفس گردن نتابد ز راه ∗ ببیلی کنم گردنش را سیاه

ورق بشکنم عقل پر دام را ∗ دباغت دهم قالب خام را

باندیشه دل را نمازی کنم ∗ تن از آب دیده نمازی کنم

بحوض صفا ریزم این مشت خاک ∗ ز حیض جنابت کنم غسل پاک

۵ نه بینم چو طاؤس در رنگ خویش ∗ نشینم چو سیمرغ با ننگ خویش

به بیداری مغز را بسپرم ∗ مبادا که آید ببالین سرم

ورم حاجت افتد پئے تکیه گاه ∗ نهم سر بزانوے خورشید و ماه

قدم بر سر چرخ نیلی زنم ∗ دم از دولت جبرئیلی زنم

خورم چون خضر شربت زندگی ∗ چو عیسی کنم عمر بخشندگی

۱۰ کنم سرمه در چشم عین الیقین ∗ زنم شانه در زلف حبل المتین

ولی چون ندارم ز توفیق نور ∗ زمن کے شود ظلمت نفس دور

عنانم چنان در گرفت ست دیو ∗ که نگذارد از خود بر آرم غریو

ضمیرم به تشویش دیوان اسیر ∗ فرشته ز دیوان من در نفیر

تن من که زندان جان کرده اند ∗ شیاطین درو خانمان کرده اند

۱۵ بسا فتنه کز بهر جان در تن ست ∗ ملک عاجز و قلعه پر دشمن ست

ز باد هوس خرمنم جو بجو ∗ متاعم ببازار غفلت گرو

---

۶ - م و سل: به بیدار مغزے فلک بسترم

دریغا که وقت از میان میرود | خیالِ چنین رایگان میرود
نه کشتی کزو خوشه ای برکشم | جوی ور ترازوی محشر کشم
نه نقدی که بازارگانی کنم | بسودای ابد کامرانی کنم
ز من صحبتِ چون منی دور باد | به نفرینِ من خلق معذور باد
۵ مرا بار بر دوش و سیلاب سخت | چگونه بمنزل توان برد رخت
درین ره عنان درکشیدن خوش است | که پل خسته و بارگی سرکش است
چه فرخ شد آن رهروِ تندرست | که پیش از شدن باره را کرد چست
سبک چون شوم من که پا در گل است | خر اندر وحل تاختن مشکل است
ازین خاک آلوده چون بر شوم | که هر چند جستیم فرو تر شوم
۱۰ درون نفسِ دشمن سرافراخته | برون سوی شیطان کمین ساخته
چو خواجه به یغما دهد خانه را | چه چاره ز تاراج بیگانه را
عسس را چو با دزد یاری بود | به گنجینه چون استواری بود
سگی کز رمه شد هم آهنگِ گرگ | گزندش دهد گوسپندِ بزرگ
درون سوی شهوت گرائی کنم | برون دعویِ پارسائی کنم
۱۵ لبم شسته ز آلایشِ می دهن | دلم همبرانِ مستیِ خویشتن
تن از شاهدان گشته کوتاه دست | نشاطِ نظر همچنان بت پرست

۱۵- م۲: دلم هم پر از هستیِ خویشتن

درین ره قدم پاک چون خیزدم | که دامان تر قطره می ریزدم
مبین کانشب از جیب من قطره زاد | که این قطره طوفان شود بامداد
چرا من بران قطره بازی کنم | که تن از سبوی نمازی کنم
تن من به ناشستن آسوده تر | که هرچند شویند شش آلوده تر
۵ جنابت مرا گر درون رخ نمود | برون گر بدریا بشویم چه سود
نگر چون برون آیم از آب و خاک | بطوفان آتش کنم غسل پاک
چنین گر نه ای فتنه گشتم خراب | مگر سر به محشر برآرم ز خواب
هوا گرم و من تشنه و ناصبور | بیابان و خسته مانده و راه دور
مسافر که دور اوفتد از جای آب | شود تشنه تر در تمنای آب
۱۰ نبودی گرم زور بازوی پیر | جوانی برآوردی از من نفیر
ولی دولت من که هست از نخست | مرا کرد پیوند پاکان درست
که هر بار کالوده شد دامنم | رسید ابر رحمت به پیراهنم
زهی تری من زغایت برون | که آلوده ماهم بدریا درون
اگر سنگ گوهر نگردد ز تاب | ز نقص سنگ ست نه از آفتاب
۱۵ اگر لاله را نیست رنگ و نگار | خیانت بر او نه بر نوبهار
هوا گر بطوفان رساند نوید | نه بیند کسی میوه بر شاخ بید

---

۲ — پشت ۳۴ — م و س ل ۶: که هرچند تر گردد آلوده تر ۱۵ — م ۱: بوی نگار — م ۲: جنابت

بصحرا نه هر خوشه پر شود | بدریا نه هر قطره در شود
چراغ هدایت بدلهای کور | بود کشتن دانه در خاک شور
بسر چشمهٔ زندگی تاختم | رسیدم بدو لیک تشنا ختم
به تزویر نقشی برآراستم | میسر نشد آنچه می خواستم
۵ بجایی که زر ناید اندر شمار | زر اندوده را چه باشد عیار
ملمع گریهای نظم دروغ | چنین کرد کام مرا بی فروغ
زبانم که جایش بکام من ست | قفای مرا تیغ گردن زن ست
مرا این که هر دم ز سودای خام | چنین دشمنی را رسانم بکام
به پنجاه نزدیکم آمد حیات | هنوزم نشد توبه زین ترهات
۱۰ سخن گرچه هر نکته دلکش ترست | چو بینی خموشی از آن خوشترست
همه وقت کم گفتن از روی کار | گزیدست خاطر درین روزگار
درِ فتنه بستن دهن بستن ست | که گیتی به نیک و بد آبستن ست
لب دوختن غنچه را زندگیست | چو بشگفت از آن پس پراگندگیست
پشیمان ز گفتار دیدم بسی | نگشت از خموشی پشیمان کسی
۱۵ رهائی همه جا بکم گفتن ست | دُر از رشته ایمن بناسفتن ست
شنیدن ز گفتن به ار دل نهی | که تن پر شود هر دم از وی تهی

---

۱۴ — سں۲ : پشیمان ۱۶ — م۲ : گزین پر شود مردم از وی تهی

صدف زاں سبب گشت گوہر فروش | کہ از پائے تا سر ہمہ گشت گوش
ہمہ تن زباں گشت شمشیر تیز | بخون ریختن زاں کند رستخیز
گر از رشتہ دوزند راہِ سخن | بہ از دُر فشاندن بگاہِ سخن
مرا خود ضروری فتاد ایں شمار | کہ یا زوے عیشم تہی شد زکار
۵ چو ایّام تا رغبت انگیز بود | بوصفِ بتاں خاطرم تیز بود
غزل را چناں جلوہ دادم بکام | کہ بستم غزالانِ صحرا تمام
کنوں مشکم آغازِ کافور کرد | زمشکیں خطاں طبع کافور خورد
درستم شد از گشتِ ایں بوستاں | کہ کافور خیزد ز ہندوستاں
دریغا کہ دورِ جوانی گزشت | زمانِ مئے و کامرانی گزشت
۱۰ چراغِ طرب را فرو برد نور | نشاطِ حریفاں ز دل گشتہ دور
دل از رغبتِ عیش سیراب شد | فراج از رعونت عناں تاب شد
فرو ماند آوازِ ساقی ز نوش | سلامِ صراحی بروں شد ز گوش
خرد پختہ شد ز آتشِ طبعِ پیر | ہوس پختنِ خام رفت از ضمیر
بہ پژمردن آمد گلِ تازہ روے | دماغِ شگوفہ تہی شد ز بوے
۱۵ بہ پیری بدل گشت گلنارِ من | سپیدہ دمید از شبِ تارِ من
تہی گشت گنج و خزینہ خراب | کلیدِ خزینہ فرو شد بخواب

۶- م ا: بدام - ۱۰- م ا: فرو مرد

گرفته شد از من بتان را نفس | ستم چون توان برد معشوق کس

نگاری که بی من دلش بود تنگ | کنون بر دل او گرانم چو سنگ

همه زیب مرد از جوانی بود | جوان نیست کی زندگانی بود

چو آسیب پیری دهد گوشمال | بگردد همه حال مردم ز حال

۵ شود تیره در چشم مردم ضیا | گهی سرمه خواهد گهی توتیا

تن از گردش دهر مسکین شود | شکم پر خم و روی پر چین شود

جوانان ز صحبت گرانی کنند | کهن گشتگان همعنانی کنند

جوانی که در سلک پیران بود | گل تازه در باغ ویران بود

وگر کهنه با نو بران دم زند | سر و سلبت از خنده در هم زند

۱۰ مباش از سفال کهن آب کش | که از کوزهٔ نو خورند آب خوش

مخوان سهل بر گل خط دلنواز | که منشور عمرست عنوان راز

چو پیری غرور جوانی شکست | ز امیدواری فروشوی دست

چو گلبن ز سبزی ببرد امید | به هیزم فروشان رساند نوید

چو در شاخ بستان نماند تری | تبر زن در آید بجولان گری

۱۵ همه سبزه بود و گل و یاسمین | که خاشاک و خس بینی اندر زمین

فریب جوانی مخور زینهار | که ده روز باشد نشاط بهار

---

۶ — م ا: کوبش. س ا: کوشش

مبین غنچهٔ باغ را خنده ناک　　　که افتد به آسیب بادی به خاک
به پیری نکو ناید الّا دو چیز　　　یکی گوشه گیری دگر توبه نیز
ندانی چو تو ای جوان حال پیر　　　نظر کن به پیرانِ عبرت پذیر
پس از توبهٔ من که در هیچ ساز　　　روا نیست با لعبتان انباز
دگر گوشهٔ خالی کنم بهرِ بود　　　چو بازارِ دل نیست خالی چه سود
به پیغوله بودن کسی را رواست　　　کش از گلشنِ قدس برگ و نواست
مرا سینه پُر ز غولانِ مست　　　بفارغ دلی چون توانم نشست
نگردم گهی جای عزلت پسند　　　مگر بهرِ سودای ناسودمند
متاعی که بربستم از کنج و کاخ　　　دلم تنگ بود و دروغ فراخ
کلوخی و سنگی که بینی به خاک　　　دمی نیست خالی ز تسبیح پاک
تبرزان کلوخم من اندر نهفت　　　کز آلودگی ترکِ تسبیح گفت
چو اوّل زبانم به بدخو گرفت　　　کنون کی توان خوی نیکو گرفت
دلِ من که هستی به تزویر ساخت　　　کجا ذوقِ تسبیح داند شناخت
کسی کو بدکّانِ انگوزه زیست　　　چه داند که در رختِ عطّار چیست
هر آن مرغ کز خار خورد آیدش　　　چو خرما نهی دل بدرد آیدش
کلاغی که در گردِ گلخن بود　　　ز ریحانِ باغش چه روشن بود
دلِ خاصگان اندر حرزِ خاص　　　که من زین ضلالت ندارم خلاص

من اینجا کنم نقدِ خود را عیار   خود آں جا بیامرزد آمرزگار

چو رحمت شود نامہ شوئے گناہ   چہ باشد بدریا دو حرفِ سیاہ

جوانی شد و پیری آغاز گشت   دریغا کہ ایں نیز خواھد گزشت

کشیدم زلالِ خضر زیں سواد   کہ تا چوں بمیرم رسم بر مراد

خوش آں کس کہ چوں برگِ رہ کرد ساز   بہ میراث بگزشت عمرِ دراز

برد مرگ را نام جو ہر کسے   ولے نامِ ہر کس نماند بسے

نماند بسے نامِ بے مایگاں   کہ نتواں زدن سکۂ رائگاں

درمنہ کہ در نام دارد درم   درم ریز چوں گل شدہ ہست از کرم

ہمہ کس پئے خفتن افسانہ خواست   شنیندہ چو خفت افسانہ خاست

چہ ہشیار و بیدار فرزانۂ   کہ او خفت و ماند از وے افسانۂ

برآں کس بود زندگانی حرام   کہ او را نماند پس از مرگ نام

نمرد آں کسے کز جہاں نام برد   کہ مردِ نکو نام ہرگز نمرد

ربودن بنام از جہاں گوئے را   میسر نشد جز سخن گوئے را

چو دیدم کہ ترکِ جہاں گفتنیست   ق   مرا نیز چوں دیگراں خفتنیست

خیالے دریں نامہ کردم نگار   کہ ماند ز من در جہاں یادگار

مگر از تماشائے ایں بوستاں   درودے رسد بر من از دوستاں

مرایں نامہ از اتفاقِ صواب   شد آئینہ ہائے سکندر خطاب

دریں دم کہ پایانِ ایں پیکر ست   ز تاریخ ہفصد یکے کمتر ست

۶۹۹ھ

گر آری همه بتّیش اندر عدد — چهار الف و پنجه شد و چار صد

قیامت اگر چند گه پس بود — قیامت جهان را همین بس بود

سزد گر بزرگانِ گوهر شناس — سخن را با نصاف دارند پاس

چو زین بلبله صاف نوشی کنند — فرو مانده را عیب پوشی کنند

زر از دهشتِ بار نتوان گذشت — گل از زحمتِ خار نتوان گذشت

خریدارِ دُر گرچه باشد بسے — سفالینه را هم ستاند کسے

بصیر آن بود دیدهٔ پیش را — که سرمه کند چشمِ درویش را

متاعے که گرم ست بازارِ او — همه جا بیابی خریدارِ او

بجز رختِ کاسد زبے مایگاں — که کالا بدست آوری رایگاں

چو حلوا و پالوده بر خوان بود — همه خلق ناخوانده مهمان بود

چو در سفره لوزینه باشد بسے — مگس را بخواندن نباید کسے

بجز تحفهٔ طبع زلے مرا — نگر بهرِ خود دید رالے مرا

وگر باز گیری تو پیوندِ خویش — مرا خود عزیزست فرزندِ خویش

پسر گرچه کورست ازین خانه دور — بچشمِ پدر شب چراغ ست و نور

سزد گرچه آوازِ خر خنده را — بود ارغنون گوشِ خربنده را

برو بادِ بخشایشِ داد گر — که بر من به بخشش گمارد نظر

چو آید به نظارهٔ این عروس — بکابینِ احسان کند فرق بوس

جهان است نورِ نظر زیب او — در دهر که احول بود کور باد

رُخے را کہ چوں ماہتاباں نہاد بخالِ سیہ عیب نتواں نہاد
بچیں میوہ بہ زشاخِ بہی کہ نبود رطب ز استخوانِ تہی
برِ پختہ چوں بر درختاں بجایست تو گر خام جوئی خیانت کراست
چو پستہ شکیے دل کن و باش نغز نہ بادام ساں چشم سخت و دو مغز
۵ ہنر جوے و در عیب جوئی مکوش ترا نیز عیب ہست بر خود بپوش
بغیبت چناں باش از فتنہ دور کہ شرمندگی نا ردت در حضور
ہزار آفریں بر وفا پرورے کہ نکشاید از بے وفائی درے
بدم گوئی آں گاہ عذر آوری پسندیدہ کے باشد ایں داوری
نہ بس مہربانی بود بر اسیر کہ خونش بریزی و شوئی بشیر
۱۰ دریں پُر صدا گنبدِ مینوی سخن ہرچہ گوئی ہماں بشنوی
چو بد گفتی آزادمنشیں بسے کہ روزے ترا نیز گوید کسے
چو خواہند گفتن جوابت بروے بحل کردمت ہرچہ خواہی بگوے
مرا تا سرِ سیر بر جاے ہست بسر کوبیِ دشمنم پاے ہست
اگر با کسے تلخ گویم زبے شکر نیز دانم فشاندن زنے
۱۵ مبیں زہرِ زنبور در نوکِ نیش کہ ہست انگبیں نیز زاندازہ بیش
کسے کو مقابل برآرد غبار بہ تسنیمِ خلقش کنم شرمسار
در از پس زند سنگۂ ناصواب ہم از خوے بد باز یابد جواب

---

۱۲ - سس: تحمل کن و ۱۴ - م۱: چوسے - م۲: شکر نیز افشانم ارچو بنے

وے بیش ازیں درد لم نیست باک ق که فردا چو من رفته باشم بخاک
خیالِ مرا پیش بینی کنند بسلکِ گہر مہرہ چینی کنند
مروّت نہ باشد ز آزادگاں لگدکوب کردن بر افتادگاں
کسانیکہ از گفتگوے جہاں ق نہادند مہرے بِہ بر دہاں
زباں تیغ بود بر ایشاں کشید کہ بر مردہ شمشیر نتواں کشید
نہ جاں ایں مثل بلکہ جاں پرورست کہ یک زندہ صد مردہ را شکرست
کسے کز دعائے تواں شاد کرد بدشنام چوں بایدش یاد کرد
درا ز خواندن نظمِ غرّاے من دروے رساند بما وائے من
تو زنیجار ساقی دراں دخمہ نور من آنجا دعائے تو گویم ز دور
تو از شربتِ من شوی زندہ نام من از ذوقِ آں زندہ گردم تمام
بیا ساقی آں ساغرِ گرم خیز یکے جرعہ بر خاکِ خسرو بریز
بیا ساقی آں مے کہ کامِ من ست بمن دہ کہ در خوردِ جامِ من ست
مرا با حریفانِ من نوش باد حریفانِ بد را فراموش باد
بیا مطربا ساز کن پردہ را بسوز ایں دلِ عشق پروردہ را
رسید از زباں جانِ خسرو بکام بیک زخمہ کن کار او را تمام

تمّت